پیشوا انٹرنیشنل

اردو زبان میں لندن سے شائع ہونے والا منفرد سہ ماہی رسالہ

جلد 5۔شمارہ ا۔جنوری تا مارچ 2018ء۔زیر ادارت رانا محمد حسن خاں

2 London Road, SM4 5BQ , Morden Surrey
Tel:020 36747009 , Mobile: 07792998973
Email: peshwaltd@gmail.com
www.peshwa.co.uk

RH DREAM EVENTS LIMITED

TEL: 020 3674 7909 MOB: 077 9299 8973

- Venue Hire
- Decoration
- Catering
- Cutlery & Crockery
- Service Staff

BEST OFFER BEST OFFER BEST OFFER BEST OFFER

Package Price

- Event Management
- Cinematic Videography
- Photography
- DJ-Dhoolchi
- Chauffeur Service

2 London Road, SM4 5BQ Morden - Surrey
Tel. 020 3674 7909 - Mob. 077 9299 8973 (Mon-Fri 10:00 - 17:00)
Email: info@rhacs.co.uk - Web: www.rhdreamweddings.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

چیف ایڈیٹر رانا محمد حسن خاں

نائب ایڈیٹر محمد ثاقب رشید **مارکیٹنگ مینیجر** رانا عبدالصمد خاں **سرورق** محمد سلیم انصاری

خصوصی تعاون آر۔ایچ ایکسیڈنٹ کلیم سروسز (پرائیویٹ) لمیٹڈ

اس شمارہ میں

آیت قرآن الحکیم۔حدیث النبیؐ۔	2	شمائل نبوی ﷺ	30
مشعل راہ (نام نہاد علماء کا شیوہ)	2	اسٹیفن ہاکنگ	33
اداریہ ''آئین پاکستان اور فکرِ قائد''	3	ہومیو پیتھک نسخہ جات (لُولگنا)	36
دینی برادری کا رشتہ	6	شیخ ابوالفضل علامی ابن مبارک ناگوری	38
اندلس کے ۴۲ معروف تاریخ دان	7	گم گشتہ قوم۔(ناپاکستان)	40
پاکستانی جنرل اور ان کے رقبے	10	آوارگانِ دشتِ خار (قسط13)	41
23 مارچ	11	کیا آپ جانتے ہیں؟	44
مسلمان ریاستوں میں اقلیتوں کی حالت زار (قسط4)	13	سینٹ انتخابات میں سیاسی کرپشن	46
''دیکھ لینا کسی دکھ کی کہانی تو نہیں''	17	ووٹ کا تقدس	47
مراکش کی مختصر تاریخ	20	شعر و شاعری: مجروح سلطانپوری۔عرفان صدیقی۔	48
اسٹیفن ہاکنگ۔عالمِ دہر میں فلسطینیوں کا مخلص دوست	21	امتہ الباری ناصر صاحبہ۔جمشید اعظم چشتی۔خالد عرفان۔	49
تربیت اولاد اور ہماری ذمہ داریاں	24	محسن نقوی۔داغ دہلوی	50
غیر ملکی شہریت۔اندھیر نگری چوپٹ راج	28	باتبصرہ خبریں	52

PESHWA MAGAZINE INTERNATIONAL

2.London road Morden Surrey SM4 5BQ. UK

Tel.020.36747909. E-mail. peshwaltd@gmail.com

قیمت فی شمارہ 1 پاؤنڈ ... سالانہ ممبر شپ فیس برطانیہ 14 پاؤنڈ یورپ 18 یورو آسٹریلیا و امریکہ 25 پاؤنڈز

www.peshwa.co.uk

آیات القرآن الحکیم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

إِنَّ الَّذِيۡنَ يُحَادُّوۡنَ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗۤ أُولٰٓئِكَ فِى الۡاَذَلِّيۡنَ ۔كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِىۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِىٌّ عَزِيۡزٌ۔

یقیناً وہ لوگ جو اللہ اور رسول کی مخالفت کرتے ہیں یہی انتہائی ذلیل لوگوں میں سے ہیں۔ اللہ نے لکھ رکھا ہے کہ ضرور مَیں اور میرے رسول غالب آئیں گے۔ یقیناً اللہ بہت طاقتور (اور) کامل غلبہ والا ہے۔ (سورۃ مجادلہ آیات ۲۱،۲۲)

حدیث النبی ﷺ

حضرت ابو امامہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

''جس نے اپنی قسم سے کسی مسلمان کا حق مار لیا اللہ نے اس کے لیے دوزخ واجب کر دی اور اس پر جنت حرام کر دی۔ ایک شخص نے آپؐ سے عرض کیا یا رسول اللہ! خواہ وہ معمولی چیز ہو؟ آپؐ نے فرمایا: خواہ پیلو کی ایک ٹہنی ہو۔''

(صحیح مسلم۔ کتاب الایمان۔ جلد ا)

مشعل راہ۔ ''نام نہاد علماء کا شیوہ''

حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ ''علماء سُو کے سلسلے میں سخت وعیدیں آئی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے روز دوسرے لوگوں کے مقابلے میں سخت ترین عذاب اِن نام نہاد علماء کو ہی ہوگا۔ علمائے دُنیا یعنی علماء سُو وہ لوگ ہیں جو علم کے ذریعہ دُنیا کی عیش وعشرت اور جاہ ومنزلت چاہتے ہیں۔ عوام کا رجحان اُن علماء کی طرف زیادہ ہوتا ہے جو اپنے مذہب میں متعصّب ہوں اور جنہیں مخالفین کو گالیاں دینے کا فن خوب آتا ہو۔ تعصّب ہی آج کل کے علماء کا شیوہ ہے یہی اِن کا ہتھیار بھی ہے، دعویٰ یہ ہے کہ ہم اپنے دین کی حفاظت کر رہے ہیں، مسلمانوں کا دفاع کر رہے ہیں، لیکن درحقیقت یہ علماء سو مخلوق کو تباہ کر رہے ہیں، اور باطل عقائد کو دِلوں سے نکال پھینکنے کے بجائے قدم جمانے کا موقع دے رہے ہیں۔'' (احیاء العلوم از امام غزالیؒ جلد اوّل)

حضرت شیخ سرہندی مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں:۔

''گزشتہ زمانہ میں جو بلا اسلام کے سَر پر آئی وہ اس جماعت (علما) کی کم بختی کے باعث تھی۔ بادشاہوں کو انہوں نے ہی بہکایا۔ بہتّر ۷۲ مذہب جنہوں نے گمراہی کا رستہ اختیار کیا ہے اُن کے مقتداء اور پیرو یہی بُرے علماء ہیں۔ علماء کے سوا ایسے لوگ بہت کم ہیں جو گمراہ ہوئے ہوں اور اُن کی گمراہی کا اثر اور لوگوں تک پہنچا ہو۔ اکثر جاہل اس زمانہ میں صوفیوں کا لباس پہن کر بُرے علماء کا حُکم رکھتے ہیں۔ اِن کا فساد ہی مُتعدی ہے۔ علمائے دُنیا جن کا مقصود ہمہ تن دُنیا کمانی ہے، اِن کی صحبت زہر قاتل ہے اور اِن کا فساد مُتعدی ہے۔'' (مکتوبات امام ربّانی مکتوب نمبر ۴۷)

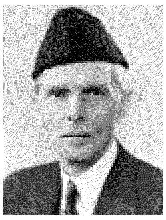

اداریہ

(آئین پاکستان اور فکرِ قائد)

(میں تضاد بربادحالی کی بڑی وجہ ہے)

کبھی ناکامیوں کا اپنی ہم ماتم نہیں کرتے | مقدر میں جو غم لکھے ہیں ان کا غم نہیں کرتے

وطن عزیز میں جاری بدترین صورت حال کی وجوہات پر بات کرتے ہوئے خاص وعام کی زبان جلتی ہے۔قائداعظم کی تصاویر کوتو پاکستان کے درودیوار اور دفاتر کی دیواروں پر آویزاں کر کے ان سے عقیدت کا اظہار کیا جاتا ہے اور ان کے افکار کا اپنے عمل سے مذاق اڑایا جاتا ہے۔قائداعظم کا شاندار مزار دنیا کے عظیم لوگوں کے مزاروں کا منہ چڑاتا ہے۔ہم نے ابراہم لنکن، چرچل، گوئٹے، بسمارک، ہٹلر، گاندھی اور دوسرے بہت سے عظیم لوگوں کے مزاروں کو دیکھا تو حیران رہ گئے کہ یہ لوگ جن کے مزار معمولی نوعیت کے ہیں۔ان کی قوموں نے قبروں سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا بلکہ ان کے افکار سے فائدہ اٹھا کر ترقی کے زینے چڑھ کر معزز کہلائیں۔زندہ قومیں اپنے قائدین کو مرنے کے بعد قبر میں اتارتی ہیں ان کے افکار کو نہیں۔جب ہم آدھا پاکستان گنوا کر بچے کھچے پاکستان کی حالت زار کو دیکھتے ہیں تو دل بیقرار ہو کر صرف یہی کہتا ہے کہ ہماری خستہ حالی اور اخلاقی دیوالیہ پن کی سب سے بڑی وجہ بابائے قوم حضرت محمد علی جناحؒ کو ان کے افکار سمیت دفن کر کے منافقت کا مزار تعمیر کرنا ہے۔ان کے افکار کیا تھے اور انکی کیا اہمیت ہے؟ یہ سب بھلا کر نفرت، تعصب، کرپشن، جھوٹ، منافقت، عداوت، سفارش، بدکرداری، ناانصافی اور فرقہ واریت جیسی لعنت کو گلے کا ہار بنا لیا گیا ہے۔قائداعظم جن خصوصیات سے مالامال تھے ان خصوصیات کو صرف ان کی تصویر تک محدود کر دیا گیا ہے۔وہ احراری، مودودی پارٹی اور دوسرے پاکستان و قائداعظم مخالف مولوی آج بھی پاکستان اور قائداعظم کے دشمن ہیں۔قائداعظم کے مزار پر آج تک نہ جانے والے مولوی اسلامی نظام کا دیپ جلانے کے چکر میں قوم کو چکر پر چکر دے کر ان کی موت کا سامان کر رہے ہیں۔کسی بھی ملک کا آئین قوم کی سوچ کا عکاس ہوتا ہے۔پاکستان نامکمل آئین کے گھوڑے پر سوار ہو کر ۱۹۷۳ء تک پہنچا۔متفقہ آئین کی تشکیل تب ہوئی جب آدھا پاکستان نفرت اور عصبیت کی نظر ہو چکا تھا اور دوقومی نظریہ زخمی ہو کر کراہ رہا تھا۔ہم نے قائداعظم کے پاکستان کو اسلامی ریپبلک آف پاکستان کا چوغہ پہنایا اور پھر اسے اتار کر اسلامی جمہوریہ نام کی چادر اوڑھا کر دنیا کے سامنے بٹھا کر بھیک منگا بنا دیا۔وہ آئین جو شہریوں کو برابر کے حقوق نہیں دیتا وہ ہمیشہ برباد حال رہتا ہے۔۱۹۷۳ء میں آئین پاکستان تشکیل دیا گیا اور ۱۹۷۴ء میں بھٹو نے ایک چھوٹی سی جماعت کو غیر مسلم قرار دے کر ان کے ضمیر کی آواز کا گلا گھونٹنے کی کوشش کی۔یہ سوال آج تک گردش میں ہے کہ کیا ریاست کسی کے مذہبی معاملات میں مداخلت کر سکتی ہے اور کیا ایک کلمہ گو کو جو صدق دل سے اللہ کی واحدانیت کا اقرار اور رسول اللہ ﷺ پر مکمل ایمان رکھنے کا دعوے دار ہو اور خود کو مسلمان کہتا ہو اسے ریاست کسی بھی اختلاف رائے پر غیر مسلم قرار دے سکتی ہے؟ جبکہ رسول خُدا ﷺ نے اپنے اوپر حملہ آور ہونے والے اور ظلم کرنے والے جانی دشمنوں کے متعلق فرمایا ہے:۔

”اب بھی اگر یہ کلمہ توحید پڑھ لیں تو ہم سے اُن کی کوئی لڑائی نہیں۔“ (بخاری کتاب الایمان)

جس کو ہر قوم کی تہذیب گوارا کر لے | ایسا دستور کوئی سامنے لاؤ یارو

قائداعظم نے نہرو رپورٹ پر ان کی تجاویز رد کر دیے جانے پر فرمایا تھا:

”جب تک اقلیتوں کو اس امر کا یقین نہ ہو کہ انہیں حکومت اور اس کے آئین کی رو سے بہ طور ایک وحدت کے اپنے مفادات کا تحفظ حاصل ہوگا۔اس وقت تک وہ کبھی ایسے آئین کی حمایت نہیں کر سکتیں قطع نظر اس سے کہ وہ آئین کیسا ہی قابل نمونہ اور کہنے کو کتنا ہی مکمل کیوں نہ ہو۔اس سوال کا جواب کہ کون سا دستور کامیاب ہوگا، یہی ہے کہ وہ دستور جس میں اقلیتوں کے حقوق محفوظ

ہوں۔ ورنہ کوئی بھی دستور دیرپا اور کامیاب نہیں ہوسکتا۔ اس کا نتیجہ سوائے اس کے اور کچھ نہ ہوگا کہ ملک انقلاب اور خانہ جنگی میں مبتلا ہوجائے۔"

(قائداعظم۔ دی اسٹوری آف اے نیشن۔ صفحہ ۲۰۸۔ بحوالہ تاریخ نظریہ پاکستان از پیام شاہجہاں پوری۔ صفحہ ۲۱۱۔۲۱۲)

قائداعظم کے اس فرمان کو آئین پاکستان کو تشکیل دینے والوں نے درخود اعتناء نہیں سمجھا اور کوئی توجہ نہ دی۔ جب تک آئین پاکستان ارتقائی سفر میں تھا اس وقت تک امید کا دیا روشن تھا کہ آئین تشکیل پا کر قوم کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جائے گا۔ ضیاء الحق نے روشنی کی طرف جانے کے تمام راستے بند کر کے قوم کو ظلمت کے انتہائی تاریک غار میں اس وقت پھینک دیا جب اس نے آئین پاکستان میں بھٹو کی جانب سے کھولی جانے والی منحوس بوسیدہ اور بدبودار کھڑکی کے راستے داخل ہو کر آئین پاکستان کی عصمت دری ۹۰ سے زائد بار کی۔ آج بھٹو اور ضیاء الحق کی آئین پاکستان سے رنگ رلیاں قوم کو ہر سطح پر رسوا کر رہی ہیں۔ ان دونوں کی آئین سے قربت کے نتیجے میں پیدا ہونے والے بچے سانپ کی طرح بلاتفریق مذہب وملت سبھی کو ڈس رہے ہیں۔ حیرت تو یہ ہے کہ ضیاء الحق کا سیاسی بیٹا بھی اپنے سیاسی باپ کی آئینی ترمیم پر نوحہ کناں ہے۔ فیض آباد دھرنا ہو یا پیر حمید الدین سیالوی کی دھمکیاں، ووٹروں اور ووٹ لینے والوں کا لین دین ہو، سلمان تاثیر کا قتل ہو یا پھر ممتاز قادری کی پھانسی، کرپشن کی بہتات ہو یا ملاوٹ کا عام رجحان، سفارش کی لعنت ہو اور یا فرقہ واریت کا منحوس شجر ہو یا کافر کافر اور مسلمان مسلمان کا کھیل ہو اور دوسری بہت سی نحوستیں اسی آئین کی پیداوار ہیں۔ اس آئین میں جتنے طریقے ملزم کرنے کے ہیں اس سے کہیں زیادہ آئینی تشریحات ملزم کو معصوم قرار دینے والی ہیں۔

چہروں پہ زر پوش اندھیرے پھیلے ہیں   اب جینے کے ڈھنگ بڑے ہی مہنگے ہیں

مولوی، فوج اور عدالتی نظام کی بدمعاشی بھی اسی آئین کی دین ہے۔ سیاسی مداری تو نہ کسی کی سنتے ہیں اور نہ مانتے ہیں۔ اپنے مفادات کے لیے جاہل مولویوں کو بھی بڑے بڑے القابات اور عہدوں سے نوازتے ہیں۔ کبھی فوج کی جھولی میں بیٹھ کر انگوٹھا چوستے ہیں، اور کبھی فوج کے وجود کو بھی گالی سمجھتے ہیں۔ عدالت ان کے حق میں فیصلہ دے تو جج معزز اور عدلیہ آزاد اور انصاف کے پھول نچھاور کرنے والی اور فیصلہ خلاف آئے تو جج بھی منحوس اور عدلیہ بھی ناسور۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ آئین کی شقوں کو بنیاد بنا کر مذہبی، سیاسی، فوجی اور عدالتی شخصیات باہم دست وگریباں ہو کر جگ ہنسائی کا باعث بنتی ہیں۔ ابھی تک آئین کی رو سے کسی ادارے کے بھی حدود وقیود کو متعین نہیں کیا جاسکا۔ حقیقت یہ ہے کہ جب تک آئین میں موجود سقم ایمانداری سے دور نہیں کیے جاتے اس وقت تک اداروں کی آپسی لڑائی، قوم کو برباد حال کرتی چلی جائے گی۔

آئین پاکستان میں قرارداد مقاصد کا شامل کیا جانا قائداعظم کے واضح ارشادات کی نفی ہے۔ قائداعظم نے پاکستان کے تمام شہریوں کو برابر حقوق دینے کی بات کی تھی اور کسی کے عقیدہ یا مذہب کی بنیاد پر امتیازی سلوک کو رد کیا تھا۔ آئین پاکستان قائداعظم کے ان افکار و خیالات کی نفی کرتے ہوئے اپنے شہریوں کو برابر کے حقوق نہیں دیتا۔ نا صرف شہری حقوق نہیں دیتا بلکہ ان کے خلاف یعنی ان کے ضمیر کی آواز کی بھی توہین کرتا ہے۔ ایسا بے رحم آئین ہمیں دنیا میں کہیں دکھائی نہیں دیا اگر دنیا کے کسی ملک کا آئین اسی طرح کی بے رحمی اپنے اندر رکھتا ہے تو وہ بھی انسانیت کی توہین کرنے والا ہے۔ ریاست کے آئین کی یہ قطعاً عظمت نہیں کہ وہ کسی شہری کو یہ بتائے کہ

تمہیں مسلمان ہونے کے باوجود تمہارے عقیدہ، نظریہ یا خیال سے اختلاف کی بنا پر تمہیں غیر مسلم قرار دیا جاتا ہے۔ اور اس بات میں بھی کسی قسم کا تقدس دکھائی نہیں دیتا کہ کسی ملک کا آئین کسی بھی مذہب کے لیے حدود متعین کرے، اور ریاستی آئین بتائے کہ تم پر یہ یہ مذہبی پابندیاں ہیں۔ ہمارا آئین کہتا ہے کہ اے فلاں جماعت تم تلاوت قرآن کریم نہیں کر سکتے، تم اذان نہیں دے سکتے یہاں تک کہ تم اسلام علیکم بھی نہیں کہہ سکتے۔ ایسا آئین قطعاً قائداعظم کے افکار و خیالات کا آئینہ دار نہیں ہے۔

قائداعظم نے دہلی میں تیئسویں اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے پاکستانی شہریوں کو بلاتفریق مذہب و ملت کہا تھا کہ:۔

''مسلمان گروہوں اور فرقوں کی نہیں اپنے اندر اسلام اور قوم کی محبت پیدا کریں کیونکہ ان برائیوں نے مسلمانوں کو دو سو برس سے کمزور کر رکھا ہے مزید برآں یہ فرمایا کہ جس ملک کی آج ہم بنیاد رکھنے جا رہے ہیں اس میں ذات پات، نسل و مذہب کی بناء پر کسی سے امتیازی سلوک نہیں کیا جائے گا اور ہم سب ایک ریاست میں برابر کے شہری ہیں۔''

۷ مارچ ۱۹۴۹ء کو لیاقت علی خان نے قرارداد مقاصد کا مسودہ دستور ساز اسمبلی کے سامنے پیش کیا جسے دستور ساز اسمبلی نے منظور کر لیا۔ قرارداد مقاصد کا مسودہ مولوی شبیر احمد عثمانی نے تیار کیا تھا۔ یہ وہی مولوی صاحب ہیں جنہوں نے ۱۲ ستمبر ۱۹۴۸ء کو قائداعظم کی نماز جنازہ پڑھائی تھی۔ پھر اسی مولوی نے ۱۲ مارچ ۱۹۴۹ء کو قرارداد مقاصد کا مسودہ دستور ساز اسمبلی میں پیش کر کے قائداعظم کے افکار و خیالات کا جنازہ نکال دیا اور ان افکار کی تدفین کے بعد قائداعظم کے افکار کے متضاد نیا فکر متعارف کروایا جس کی سزا، قوم آج تک بھگت رہی ہے اور نجانے کب تک بھگتتی رہے گی۔ قائداعظم کی مدبرانہ اور دانشمندانہ سوچ کو اگر پیش نظر رکھ کر پاکستان کی تعمیر اور ترقی کے لیے کام کیا جاتا تو بلاشبہ پاکستان کی عوام دنیا کی پرامن اور خوشحال ترین عوام ہوتی۔

اس وادی کا تو دستور نرالا ہے — پھول سروں پر کنکر پتھر ڈھوتے ہیں

توجہ فرمائیں

پیشوا ادارہ کا کسی بھی سیاسی جماعت سے تعلق نہیں ہے۔ پیشوا ادارہ تمام سیاسی و مذہبی شخصیات کا تہہ دل سے احترام کرتا ہے مگر ان کے غلط نظریات اور افکار کو بیان کرنے کی قارئین کو اس غرض سے اجازت دیتا ہے تاکہ متذکرہ شخصیات اپنی اصلاح کر سکیں۔ اگر کوئی شخص سمجھے کہ اسے غلط طور پر تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے تو وہ بھی حق رکھتا ہے کہ وہ بھی ناقدین کی اصلاح کے لئے اپنا موقف پیش کرے اور ادارہ ایسے مضامین کو شائع کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ ادارہ پیشوا بلاتفریق مذہب وملّت خدمت کا دعوے دار ہے۔ سبھی رسالہ میں اپنے افکار اور خیالات کا اظہار کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ ادارہ پیشوا اُن تمام قلمکاروں کو دعوت دیتا ہے جو سمجھتے ہیں کہ وہ لکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ادارہ اپنے قارئین کی آراء اور مشوروں کا منتظر ہے۔ آپ کے کی تجاویز کا خیر مقدم کیا جائے گا اور قارئین کی آراء پر غور بھی کیا جائے گا۔ انشاءاللہ۔ (ایڈیٹر پیشوا انٹرنیشنل)

''اورنگ زیب خدا پرست اور ولی اللہ کی موت مرا؟''

خان بہادر شمس العلماء مولوی محمد ذکاء اللہ دہلوی صاحب لکھتے ہیں کہ ٹوڈ صاحب لکھتے ہیں:۔

''عالمگیر نے جودھ پور میں آدمی بھیج کر بت خانہ ڈھوائے اور بت تڑوا کر منگائے۔اودھے پور میں بیس پجاریوں کا خون کیا۔غرض سارے راجپوتانہ میں تین سو بت خانے ومندر عالمگیر نے مسمار کرائے۔''۔۔۔اس میں شک نہیں کہ اس نے راجپوتانہ میں بت خانے ڈھوائے اور ان کے سوائے ہندوؤں کے مقدس شہر بنارس میں بشیشور اور نند مادھو کے مندر توڑے۔متھرا کا مندر کیشو رائے کو مسمار کروایا۔اور اس کی جگہ مسجد بنوائی۔ملتان میں بھی ایک مندر توڑا۔ہند میں تین دریا جمنا۔گنگا۔سندھ ہندوؤں کی بڑی پرستش گاہیں ہیں جن کے کناروں پر مندر اس نے مسمار کرائے۔

ان بتوں کا توڑنا بت خانوں کا ڈھانا ہندوؤں کی سرکشی کی سزا تھی۔۔۔اصل حال یہ ہے کہ اورنگ زیب کی یہ پابندی مذہبی تھی جس نے اس کے سر پر تاج رکھا۔اور پاؤں تلے تختِ سلطنت بچھایا۔مختلف علاقوں کے مسلمان اپنے تنزل اور ہندوؤں کی ترقی سے زہر کھائے ہوئے بیٹھے تھے۔انھوں نے اورنگ زیب کو دیکھا کہ وہ سچا و پکا دیندار مسلمان ہے۔سارے مسلمان امراء اس کے دلی خیر خواہ بنے اس کو بادشاہ بنایا۔شاہجہاں جیسا بادشاہ سات برس تک قید خانہ میں پڑا رہا کسی نے اس کی رہائی کی پیروی نہ کی۔دارا،شجاع،مراد برابر کے مدعیان سلطنت کو خاک میں ملا دیا۔وہ سچا دیندار تھا۔اپنے دین کی پابندی سے خواہ اس کا دنیا کا نقصان کیسا ہی ہو اس کو وہ فائدہ سمجھتا تھا۔۔۔اورنگ زیب خدا پرست اور ولی اللہ کی موت مرا۔۔۔اورنگ زیب جس کام کو اپنے مذہب کے موافق حق جانتا تھا اس کو کرتا تھا خواہ اس سے کسی کا دل دکھے یا خوش ہو۔۔۔یہ سچ ہے اس نے اپنے مذہب کی پیروی کر کے ملک پر سلطنت کی لیکن دلوں پر حکمرانی کرنے کی پرواہ نہیں کی۔(تاریخ ہندوستان اسلامیہ کا بیان۔از خان بہادر شمس العلماء مولوی محمد ذکاء اللہ دہلوی۔جلد نہم و دہم۔سن طباعت ۱۹۱۹ء۔ناشر بک ڈپو کالج علی گڑھ۔صفحہ ۹،۱۰)

''دینی برادری کا رشتہ''

مصطفیٰ کمال نے ترک خلیفہ کے مسیحی دشمنوں پر فتح حاصل کر لی مگر اپنے ہاتھوں ''خلافت'' کا گلا گھونٹ دیا۔(مارچ ۱۹۲۴ء) مولانا محمد علی جوہر نے بذریعہ تار لمبا چوڑا احتجاج لکھا تھا،اس کا جواب نئی جمہوریہ ترکیہ کی طرف سے چند سطروں میں یہ آیا کہ ''ترکوں نے زمانہ دراز تک خلافت اسلامیہ کا بار اٹھایا،اب مناسب ہے کہ دوسرے اسلامی ممالک مل کر اس خدمت کو انجام دیں،ترک قوم مسلمانوں سے صرف دینی برادری کا رشتہ رکھنے پر قانع ہے۔''(تاریخ مسلمانانِ پاکستان و بھارت۔از سید ہاشمی فرید آبادی۔جلد۲ صفحہ ۵۵۳۔باب دوازدہم۔شائع کردہ انجمن ترقی اردو پاکستان۔سن اشاعت یکم اکتوبر ۱۹۵۳ء)

اندلس کے بیالیس معروف تاریخ دان

رشحات قلم: زکریا ورک، ٹورنٹو کینیڈا

اندلس کے عالموں، ادیبوں، دانشوروں نے ہسٹری اور جغرافیہ کو بہت اہمیت دی، اکثر ایسے ہوا کہ تاریخ کی کتابوں کو قلم بند کرتے ہوئے انہوں نے دوسرے ممالک کے عوام، ان کی تہذیب وہاں کی معدنیات، دریاؤں، پہاڑوں، بڑی بڑی شاہراہوں، اور ٹوپوگرافی کے بارہ میں جغرافیائی معلومات بھی مہیا کیں۔ ایسی کتابوں کی مذہبی، انتظامی اور فوجی اہمیت کے پیش نظر اندلس میں عربی زبان میں پیدا ہونے والے لٹریچر کی یہ تصنیفات عمدہ مثالیں تھیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ مذہب اسلام اور علم تاریخ کا روز اول سے چولی دامن کا ساتھ رہا کیونکہ جوں جوں اسلام پھیلتا گیا اس کی تاریخ قلم بند کرنے اہمیت بڑھتی گئی۔ چنانچہ آنحضورﷺ کی مقدس زندگی، آپ کے کارناموں، اور احادیث کو قلم بند کرنے کا کام شروع ہو گیا۔ سرکار دو عالم حضورﷺ کے صحابہ کرامؓ کے حالات زندگی، جنگوں کے احوال اور فتوحات کو ضبط تحریر میں لانے کی ضرورت کے پیش نظر مسلم ہسٹاریوگرافی کی بنیاد رکھی گئی۔ رفتہ رفتہ دوسرے عناوین پر بھی کتابیں لکھی جانے لگیں جیسے سیاسی اور فوجی تاریخ، ادبی تاریخ، ورلڈ ہسٹریز، کسی شہر یا علاقہ یا ملک کی تاریخ، دنیا کے آغاز سے لے کر مصنف کے زمانے تک کی تاریخ، ہم عصر تاریخ، خلفاء و بادشاہوں کے حالات زندگی، بیوگرافیکل ڈکشنریز، شعراء کے حالات زندگی اور ان کے کلام کے نمونے، آپ بیتیوں پر مبنی کتابیں وغیرہ وغیرہ۔

مشرق کے اسلامی ممالک کی طرح اندلس میں بھی تاریخ کے موضوع پر کثیر تعداد میں کتابیں احاطہ تحرے میں لائی گئیں۔ یہ کتابیں مشرقی ماڈل کو مدنظر رکھتے ہوئے لکھی گئیں۔ اندلس میں جو ہسپانو عربک ہسٹاریکل لٹریچر معرض وجود میں آیا اس کے ریفرنس تو بہت ملتے ہیں مگر افسوس کہ اس کا کثیر حصہ تلف ہو چکا ہے۔ جو لٹریچر محفوظ رہا ہے وہ مسودات کی صورت میں سپین کی مختلف لائبریریوں جیسے اسکوریال، میڈرڈ، ٹولیڈو۔ تیونس کی زیتونہ مسجد کی لائبریری۔ فیض (مراکش)۔ قاہرہ (مصر) اور یورپ کے بڑے بڑے شہروں کی لائبریریوں میں موجود ہیں۔ ان مسودات کو محفوظ کرنے، ان کے مطالعہ سے جدید کتابیں لکھنے کے کام پر جن اسکالرز نے کام کیا ہے ان میں چند معروف نام یہ ہیں:۔

Dozy, Moreno, Nieto, Codera, Ribera, G. Palencia, Levi-Provencal, Abdullah Inan, Ihsan Abbas.

مشرق کے جن مسلمان عالموں اور تاریخ دانوں نے اندلس کی تاریخ اور اسماء الرجال پر قلم اٹھایا ان میں یاقوت (1229ء)۔ ابن الاثیر 1234ء) ابن خلکان (1282) النویری (1332) کے اسماء گرامی قابل ذکر ہیں۔ جن اندلسی علماء نے اندلس کی تاریخ قلم بند کی ان کو اس کی اہمیت کا خوب احساس تھا جیسے ابن حزم نے اپنی تصنیف مراتب العلوم میں تاریخ قلم بند کرنے کے فوائد اور نقصانات بیان کرتے ہوئے ہر شخص کی تعلیم میں اس کے مطالعہ کو ضروری قرار دیا۔ ابن حزم نے کہا کہ تاریخ ایک ایسا علم ہے جسے تمام لوگوں نے اپنایا ہے اس لئے جملہ اقوام میں سے کسی ایک قوم کا یہ در حقیقت طرہ امتیاز ہے۔

اندلس کے اکثر تاریخ دان دینی عالم، شاعر، فقیہ، گرائمر داں، سائنس داں یا مدبر سیاست داں ہوتے تھے۔ وہ تاریخ کے علاوہ اور موضوعات پر بھی خامہ فرسائی کر چکے ہوتے تھے۔ ان کا مرکز خیال اندلس ہی ہوتا تھا مگر مشرق کے اسلامی ممالک کے حالات جاننے کے لئے وہ وہاں کے اسکالرز کی کتابوں سے استفادہ کرتے تھے۔ اگرچہ بعض ایک اندلسی تاریخ دانوں نے مشرق و مغرب کے حالات لکھ کر یونیورسل ہسٹری لکھنے کی بھی کامیاب سعی کی۔ تاہم عام طور پر اندلسی علماء نے جزیرہ نما سپین کی تاریخ لکھنا ہی مناسب سمجھی جس کا نہ صرف وہ حصہ بلکہ بعض واقعات انہوں نے خود رونما ہوتے دیکھے۔ علم تاریخ کی ایسی کتابوں میں جن موضوعات پر قلم اٹھایا گیا وہ درج ذیل ہیں: سپین کی فتح۔ امیہ خلافت کا دور 711-1031۔ ملوک لطّوائف کا دور 1031-1090ء۔ المرابطون حکمرانوں کا دور 1090-1147ء۔ الموٗحد حکمرانوں کا دور 1147-1248ء۔ غرناطہ کی ناصریہ سلطنت کا دور حکومت 1232-1492ء۔ علماء اور دانشوروں کی خود نوشت سوانح عمریاں۔ عالموں کی یادداشتیں۔ شہروں یا علاقوں کی تواریخ۔ علم الانساب۔

اندلس میں بہت سے قابل ذکر، روشن خیال، تاریخ دان پیدا ہوئے ان

میں سے ممتاز تاریخ دانوں کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے:

(ا) **عبد الملک ابن حبیب** (وفات 845ء) اندلس کا اولین تاریخ داں تھا جسے کئی علوم پر عبور حاصل تھا۔ اسی لئے اس نے مختلف علوم پر کتب تصنیف کیں۔ اس نے کتاب تاریخ الکبیر لکھی جو دنیا کے آغاز سے شروع ہو کر مصنف کے دور حیات پر ختم ہوتی ہے۔ کتاب میں جملہ انبیاء کرام، نبی پاک ﷺ، آپ کے خلفاء کرام۔ سپین کی فتح۔ امیہ امراء یا خلفاء۔ اور جزیرہ نما سپین کے قدرتی وسائل کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کا مسودہ سپین کی اسکوریال لائبریری میں محفوظ ہے۔ اس کی دوسری تصنیف کتاب **المقتفیٰ من**

سیرت المصطفیٰ ہے۔

(2) **بنو الرازی** ایک معروف خاندان کے تاریخ دان تھے جن کے آباؤ اجداد ایران کے شہر رے (طہران کے پاس) سے آئے تھے۔ انہوں نے تاریخ کے موضوع پر متعدد قابل ذکر کتابیں لکھیں۔ محمد ابن موسیٰ الرازی (وفات 886ء) مشرق سے یہاں ہجرت کر کے آیا تھا۔ اس نے موسیٰ ابن نصیر کے سپین میں داخلہ اور اس کی فوج پر کتاب لکھی۔

(3) محمد کے بیٹے **ابو بکر احمد الرازی** (936ء) کو سپین کے لوگ E l Cronista por excelecia (اشرف المؤرخین) کہتے تھے۔ اس کی تاریخ اندلس پر عربی میں کتاب تو تلف ہو چکی ہے البتہ اس کے پرتگیزی اور کاسٹیلین Castilian تراجم موجود ہیں۔ اس نے متعدد تاریخی کتابیں قلم بند کیں۔ ایک اندلس کے امراء پر۔ ایک اندلس کے ممتاز افراد کے شجرہ نسب پر۔ ایک قرطبہ کے شہر پر۔ ایک اندلس کے بڑے بڑے شہروں، سڑکوں اور ان کی نمایاں خصوصیات پر۔ ان تمام کتابوں میں سے پہلی کتاب کا ترجمہ کاسٹیلین زبان میں La Cronica denominada del moro Rasis(Madrid 1850) محفوظ ہے۔

(4) احمد کے بیٹے **عیسیٰ الرازی** نے اندلس کی جنرل ہسٹری اور اندلس کے حاجبوں (چیمبر لین) کی بیوگرافیکل ڈکشنری لکھی۔ بنو الرازی کی کتابوں سے مستند حوالے بعد میں آنے والے تاریخ دانوں نے بہت دئے۔

(5) یہاں تاریخ کی ایک معروف کتاب **اخبار مجموعہ** کا ذکر بھی ضروری ہے جس کے مصنف کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔ قیاس اغلب ہے کہ اسے ایک سے زیادہ عالموں نے قلم بند کیا ہوگا۔ یہ کتاب دسویں یا گیارہویں صدی میں لکھی گئی، اس کی کوئی خاص ترتیب بھی نہیں ہے۔

(6) **ابن القطیہ** (وفات 997) مشہور تاریخ دان اور گرائمر کے ماہر تھے۔ آپ کی کتاب تاریخ الاندلس میں 750-893 تک کے واقعات بیان کئے گئے ہیں۔ اسے میڈرڈ سے گیا نگوز de Gayangos نے 1858ء میں ایڈٹ کر کے شائع کیا۔ سپینش میں اس کا ترجمہ 1926ء میں شائع ہوا جبکہ 1957ء میں بیروت سے اسے عبداللہ انیس الطباع نے شائع کیا۔ یہ کتاب دراصل تدریسی نوٹس پر مشتمل ہے جو ابن قطیہ کے کسی شاگرد نے قلم بند کئے تھے۔ کتاب سپین کی فتح سے شروع ہو کر امیر عبدالرحمٰن الثالث کے دور حکومت پر ختم ہوتی ہے۔ چند قابل ذکر واقعات بھی بیان کئے گئے ہیں جیسے عبدالرحمٰن اول کے دور میں موطا امام مالک کا سپین میں رواج۔ اس کے قاضیوں کے حالات۔ الحکم اول کے دور حکومت کے قابل ذکر واقعات۔ عبدالرحمٰن دوم کی علم پروری۔ قرطبہ کی جامع مسجد کی توسیع۔ سورج گرہن۔ اندلس میں موسیقار، موجد، سائنس داں زریاب کا عراق سے ورود مسعود۔ قحط سالی کے سال۔ ابن حفصون کی بغاوت۔ آپ کی دوسری اہم کتاب الافتاح الاندلس میں خلیفہ عبدالرحمٰن الثالث کے دور حکومت تک کے واقعات بیان کئے گئے ہیں۔ کتاب التصریف الافعال گرائمر کی پہلی کتاب تھی۔

(7) گیارہویں صدی میں چند ایک ممتاز تاریخ دان پیدا ہوئے۔ حسین ابن عاصم نے ابن ابی عامر کی سوانح عمری زیب قرطاس کی جس کا نام الماثر الامیریہ تھا۔

(8) اس صدی کا افضل ترین تاریخ دان ابو مروان ابن حیان القرطبی (988-1076) حکومت میں سیکرٹری کے عہدہ پر فائز تھا۔ اس نے قرطبہ میں انقلاب دیکھا اور طوائف الملوک کے دور حکومت کو پروان چڑھتے دیکھا۔ اس نے گوناگوں موضوعات پر پچاس کے قریب معرکۃ الآراء کتابیں لکھیں لیکن اس کی شہرت دوام کی وجہ اس کی تاریخ کی کتابیں ہیں جن میں ہر بات کو بڑی تفصیل اور بصیرت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ تاریخ کے موضوع پر اس کی کتاب **المتین** ساٹھ جلدوں میں تھی اور **کتاب المقتبس فی تاریخ الاندلس** (اندلس کے مسلمان حکماء کی سوانح عمریاں) دس جلدوں میں تھی۔ افسوس کہ المتین زمانہ کے بے رحم ہاتھوں خرد برد ہو گئی اور اس کے منتشر صفحات اب تک موجود ہیں۔ المقتبس

کی صرف تیسری جلد محفوظ رہ سکی جس میں عبدالرحمٰن الثانی اور الحکم دوم کے 974-970 تک کے دور حکومت کے واقعات درج ہیں۔ یہ آخری بار پیرس سے 1937ء میں شائع ہوئی تھی اس کے بعد آنیوالے ہسٹوریز کے لئے دونوں کتابیں سٹینڈرڈ ریفرنس تھیں۔ اس عرصہ میں کسی نامعلوم شخص نے ایک کتاب تاریخ عبدالرحمٰن الناصر لکھی جسے 1950 میں میڈرڈ سے Garcia Gomez نے ایڈٹ کر کے شائع کیا تھا۔

(9) خلیفہ الحکم الثانی (976-961) بہت بڑا عالم، رجال، انساب اور تاریخ کا ماہر تھا۔ اس کے ساتھ محدث بھی تھا، اجلہ محدثین سے اس کو روایت کی اجازت حاصل تھی۔ ان ذاتی اوصاف کے علاوہ اہل علم کا قدر دان، علم پرور اور مطالعہ کا بے حد شوقین تھا۔ اس نے قرطبہ میں 27 فری اسکول جاری کئے تھے یہاں کی یونیورسٹی میں اس نے چئیر قائم کیں تھیں جن کیلئے پروفیسر مشرق کے اسلامی ممالک سے لائے جاتے تھے۔ وہ بہت بڑا مبصر اور ناقد فن تھا۔ اس کے شوق کتب بینی اور وسعت مطالعہ کا یہ عالم تھا کہ کتب خانہ میں شاید ہی کوئی ایسی کتاب ہو جو اس کی نظر سے نہ گزری ہو، یا جس کے حاشیہ پر اس نے مصنف کتاب کا نسب، اور سال وفات نہ لکھا ہو۔ بلکہ اکثر کتابیں ایسی تھیں جن کے سرورق یا حاشیہ پر کتاب کی نادر خصوصیات اس کے ہاتھ سے لکھی ہوئی تھیں۔ اس کی رائیل لائبریری میں چار لاکھ کتابیں تھیں جن کی کیٹلاگ چوالیس جلدوں میں تھی ہر جلد میں بیس فل سائز کے ورق تھے جن پر صرف کتاب کا نام اور کتاب کی مختصر تفصیل بیان کی گئی تھی۔ کتب خانے کی وسعت کا اندازہ اس بات سے ہوسکتا ہے کہ عربی دیوانوں کی تعداد اس قدر تھی کہ کیٹلاگ (فہرست) کے اسی صفحات صرف ان کے ناموں کی نذر ہو گئے تھے۔

اس نے ایک کتاب **تاریخ الاندلس** لکھی۔ الحکم الثانی نئی اور ناپید کتب حاصل کرنے کیلئے سرکاری نمائندے مشرق کے ممالک میں بھیجا کرتا تھا مثلاً اس نے ایرانی شاعر الاصفہانی کے دیوان **کتاب الاغانی** کا پہلا نسخہ وصول کرنے کیلئے ایک ہزار دینار قاصد کے ذریعہ بھیجے تھے۔

(10) ابن حزم کثیر التصانیف، طبع رسا اہل قلم تھا جس نے آٹھ ہزار اوراق پر مشتمل چار صد کے قریب زیب قرطاس کیں۔ اس نے فلاسفی، تھیالوجی، علم الاخلاق، فقہ، شاعری، تاریخ اور ادب کو موضوع سخن بنایا۔ اس کی کتاب **فصل والملل و النحل** کے مطالعہ سے اس کی جودت طبع، مشاہدے کی باریکی، اسالیب کے تنوع کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ یہ فن پارہ درحقیقت موازنہ ادیان پر دنیا کی پہلی کتاب ہے۔ اس نے ادیان عالم کی تعلیمات کا مذہب اسلام کی تعلیمات سے موازنہ کر کے اسلام کی فضیلت ثابت کی۔ فصل کے علاوہ جو کتابیں ابھی تک محفوظ ہیں ان میں کتاب العروس فی تواریخ الخلفاء فی الاندلس۔ جمہارات العرب۔ حجتہ الوداع (بیروت 1966ء ایڈیٹر محمود حقی)۔ جوامع السیرۃ (نبی پاک ﷺ کی سوانح عمری) جو 1970ء میں قاہرہ سے عباس نے ایڈٹ کر کے شائع کی تھی۔ انساب العرب میں اس نے معروف شخصیتوں کا شجرہ نسب بیان کیا بشمول سرور کائینات فخر موجودات ﷺ کے رشتہ داروں کی تفصیل، آپ کے صحابہ کرامؓ۔ خلفاء راشدہ اور ان کی اولاد۔ کتاب میں اس نے چیدہ چیدہ تاریخی واقعات بیان کر کے ان عرب قبائل کا ذکر کیا جو اندلس میں آکر مستقل آباد ہو گئے تھے۔ اس نے علم الانساب کی اہمیت بیان کرتے ہوئے کہا کہ انسان کو اپنے والد، ماں اور ان کے تمام رشتہ داروں کا علم ہونا چاہئے تا شادی بیاہ اور وراثت کے معاملات میں یہ علم کام آسکے۔ یہ کتاب 1963ء میں قرطبہ سے زیور طبع سے آراستہ ہوئی تھی۔

(11) قاضی سعید اندلسی (1070) طلیطلہ میں قاضی کے عہدہ پر فائز تھا۔ کئی اقوام کی تاریخ پر ایک مبسوط کتاب لکھی جس کا نام جامع اخبار الامم تھا۔ یہ بیروت سے 1912ء میں منظر شہود پر آئی تھی۔ علم تاریخ میں آپ کی کتاب **طبقات الامم** کا اثر تاریخدانوں پر بہت دیر تک رہا اور کثرت سے استعمال کی گئی۔ طبقات الامم میں ہندوستانی، یونانی، رومن، مصری، ایرانی، اسرائیلی اور عرب اقوام کے عادات واطوار، کیریکٹر اور، مذہب بیان کیا گیا ہے۔ ان اقوام نے جن سائنسی علوم میں خاطر خواہ اضافے کئے اور فوقیت حاصل کی اس کا خاص ذکر کیا گیا ہے۔ ہسٹری آف سائنس بیان کرتے ہوئے اس نے کہا کہ آٹھ قوموں (ہندو، ایرانین، چلدئین، یونانی، لاطینی، مصری، یہودیوں اور مسلمانوں) نے سائنس کی ترویج وترقی میں خوب حصہ لیا۔ آپ نے یورپ کی قوموں کو تیسرے درجہ کی قوموں میں شامل کیا۔ اس کا فرنچ ترجمہ بلاشیر (R. Blachere) نے کیا جو پیرس سے 1935 میں شائع ہوا تھا۔ اس کے علاوہ آپ نے اندلس کے ممتاز علماء پر بھی کتاب لکھی جس میں مسلمان اور غیر مسلمان علماء کو شامل کیا گیا تھا۔ اسٹرانومی پر بھی ایک ٹھوس مقالہ لکھا جو ان کے اپنے فلکی مشاہدات پر مبنی تھا۔ اجرام سماوی کے ان مشاہدات سے الزرقالی نے استفادہ کیا تھا۔

(بقایا حصہ اگلے شمارہ میں ملاحضہ فرمائیں)

جھلک

ہمارے جرنیل اور اُنکے رقبے!!!

اسکول کے زمانے سے ہم کتابوں میں پڑھتے آرہے ہیں کہ پاکستان نے بھارت کو 48ء، 65ء اور 71ء کی جنگ میں ناکوں چنے چبھوائے تھے۔اس کے بعد کارگل کا معرکہ ہوا اور یقیناً ہماری آنے والی نسلیں اس معرکہ کے بارے میں کتابوں میں پڑھیں گی، ان جنگوں میں کس نے کس کو ناکوں چنے چبھوائے تھے۔یہ بعد کی بات ہے لیکن اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ موجودہ دور میں جو آئے دن بھارتی فوج کی جانب سے پاکستانی سرحدوں پر فائرنگ کی جاتی ہے اور ماٹر گولے برسائے جاتے ہیں اس کا حساب کتاب کون دے گا؟ یہ کس کھاتے میں لکھے جائیں گے؟ کیا یہ فرینڈلی فائرنگ کا سلسلہ ہے جس کی اجازت بھارتی آرمی چیف نے پاکستانی آرمی چیف سے لے رکھی ہے؟اس گولہ باری کو پاکستانی میڈیا بڑھ چڑھ کر دکھاتا ہے،ساتھ ہی ساتھ اپنے فوجیوں اور پاکستانی شہریوں کی شہادت اور تعداد کے بارہ میں بتاتا ہے۔ جبکہ بھارتی فوجیوں کے بارہ میں صرف اتنا کہا جاتا ہے کہ اُنہیں پاک فوج نے مُنہ توڑ جواب دیا۔اب اس منہ توڑ جواب کی سمجھ نہیں آتی کہ کس نے کس کو منہ توڑ جواب دیا اور میڈیا نے کس کو ان بزدلانہ کاروائیوں کا ذمہ دار گردانا۔ اِسے سمجھنے کیلئے پاک بھارت میڈیا کی خبروں کو ملاحضہ کرنا بہت ضروری ہے۔ بھارتی میڈیا یہ ہرگزنہیں بتاتا کہ اُنکے کتنے فوجی مارے گئے، بلکہ اُلٹا پاکستانی فوجیوں کے نقصان کا ذکر کر کے اپنے ملک کی عوام کو خوش کرنے کی کوشش کرتا ہے، جبکہ پاکستانی میڈیا نہ صرف اپنی عوام کے دلوں کو جلاتا نظر آتا ہے بلکہ خبروں کے ذریعے پاکستانی قوم کو چڑاتا نظر آتا ہے کہ ’’ ہُن آرام اے‘‘ !!!

میں تو ہمیشہ سے یہ لکھتا آیا ہوں کہ اگر پاکستانی فوج کے جرنیلوں میں کالی بھیڑیں شامل نہ ہوں تو پاکستان کے تمام مسائل دور ہو جائیں۔ستر سالوں میں بے شمار دفعہ فوجی مداخلت کے باوجود ملک کے حالات جوں کے توں ہیں۔ ہر نیا آنے والا آرمی چیف سب سے پہلے ایک نئے آپریشن کا آغاز کر دیتا ہے، ایسا لگتا ہے جیسے سابق چیف کے جاری کردہ آپریشن پر اعتماد نہیں یا پھر وہ آپریشن ناکام ہو چکا ہوتا ہے تو نیا شروع کیا جاتا ہے کیونکہ اگر سابق آپریشن کامیاب ہو تو نئے آپریشن کی کیا ضرورت ہے؟ سیاستدان اور اسٹیبلشمنٹ مل کر چلیں تو کسی کی کیا مجال کے ملک وقوم کا ایک روپیہ بھی لوٹ سکے۔جرنیلوں کو زمینیں بانٹنے سے فرصت ملے تو سیاستدانوں کی لوٹ مار پر بات آگے چلے۔آجا کے ایک چور پکڑا ہے اُس کا احتساب بھی اس قدر طویل ہو چکا کہ اب لگتا ہے کہ اگلے جہاں میں باقی حساب دے گا۔صحافی تو حساب لینے سے رہے!

ایک بات میں مانتا ہوں کہ پاکستان میں رہتے ہوئے بہت سے صحافیوں، کالم نگاروں اور تجزیہ نگاروں پر سیکیورٹی اداروں کی سخت نگرانی اور باقاعدہ اغواء کی دھمکیوں کے سلسلے کی وجہ سے کوئی کھل کر بات نہیں کرتا۔ میں نے بھی ایک سخت وقت پاکستان میں گُزارا ہے اور بہت سی دھمکیاں سُنیں لیکن آج بھی وہی لکھ رہا ہوں جو پہلے لکھتا تھا اور جب تک حقیقت نہیں بدلے گی میں یہی لکھتا رہوں گا۔ باقی رہی بات لفافہ صحافیوں کی تو وہ چلتے پانی کے ساتھ بہنا پسند کرتے ہیں۔

پاک فوج نے جب سے پریس ریلیز شروع کیں ہیں اور ملکی معاملات میں مداخلت کا سلسلہ شروع کیا ہے تب سے سرحدوں پر سیکیورٹی کے حوالے سے کشیدگی دیکھنے میں آئی ہے، 2014 سے 2015 تک پاک بھارت سرحدی جھڑپیں جاری رہیں اور اس کے بعد 2016 سے اب تک پاک بھارت فوجی محاذ آرائی کا سلسلہ جاری ہے۔ جب تک پاکستانی عوام کو دہشت گردی کا سامنا تھا تب تک سرحدوں پر سکون تھا، جب سرحدوں پر کشیدگی بڑھی ہے تب دہشت گردی کم ہوگئی ہے۔ کیا آپکو نہیں لگتا کہ گھر کا بھیدی لنکا کا دشمن بنا بیٹھا ہے؟ یہ کہنا تو ہرگز درست نہ ہوگا کہ سبھی بہتی گنگا میں ہاتھ دھوتے ہیں لیکن یہ کہنا بھی غلط نہ ہوگا کہ کالی بھیڑیں بچے دیتی جارہی ہیں اور بھیڑوں کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہورہا ہے۔ باقی آپ سمجھدار ہیں۔

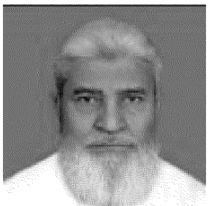

میر افسر امان
کنوینز کالمسٹ کونسل آف پاکستان

۲۳/مارچ۔۔۔
مشرقی اُفق

۲۳/مارچ، ہاں وہی ۲۳/مارچ ۱۹۴۰ء جو تاریخ میں آل انڈیا مسلم لیگ کے تحت قائداعظمؒ کی ولولہ انگیز انتھک قیادت میں لاہور میں منعقد ہوا تھا۔ جس میں قرارداد لاہور پاس ہوئی تھی۔ جس نے مسلمانان برصغیر کو ایک صراطِ مستقیم بتا دی تھی یعنی سیدھے راستے پر چلنے کا راستہ۔ وہ سیدھا راستہ کیا تھا۔ وہ یہ تھا کہ مسلمان ایک علیحدہ قوم ہے۔ اس کا اپنا مقصد حیات ہے۔ اس کی اپنی تہذیب، تمدن، ثقافت اور کلچر ہے۔ وہ اس مقصد زندگی پر آزادانہ چلنے کے لیے پاکستان کی مانگ کر رہی ہے۔ یہ وہ مانگ ہے جو علامہ شیخ محمد اقبالؒ کے خوابوں کی تعبیر ہے۔ جو اس کا بنیادی حق ہے۔ اس وقت ایک سوال یہ بھی تھا مسلمانوں نے برصغیر پر ایک ہزار سال حکومت کی تھی۔ اس ہزار سال میں برصغیر میں ہندوؤں کی کوئی بھی حکومت نہیں رہی۔ مسلمانوں کو حکومت چلانے کا ہزار سالہ تجربہ تھا۔ جبکہ ہندو اس سے نابلد تھے۔ انگریز نے برصغیر میں ہندوؤں سے حکومت چھینی تھی یا مسلمانوں سے؟۔ اس لیے پاکستان کی مانگ ایک حقیقی مانگ تھی۔ مگر برصغیر کی بڑی آبادی ہندوؤں نے پاکستان بننے کی مخالفت کی اور کہا کہ ہندوستان میں ایک ہی قوم رہتی ہے اور قومیں وطن سے بنتی ہیں۔ لہٰذا قائداعظمؒ کی علیحدہ ملک کی مانگ کا خیال درست نہیں۔ اس پر کافی بحث ہوتی رہی۔ پہلے پہل قائداعظمؒ کانگریس میں شامل تھے۔ پھر تنگ نظر ہندوؤں کو قائداعظمؒ، کانگریس میں رہ کر صحیح طرح سے سمجھ گئے تھے۔ لہٰذا اُن کی ہر چال کا بروقت توڑ کیا۔ پاکستان کلمے کی بنیاد پر حاصل کر لیا گیا۔ مسلمانان برصغیر نے ایک نعرہ مستانہ لگایا کہ پاکستان کا مطلب ''کیا لا الہ الا اللہ''۔ لے کے رہیں گے پاکستان اور بن کے رہے گا پاکستان۔ مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ۔ جب یہ نعرہ قائداعظمؒ کی دلیلوں کے زور کے ساتھ عام ہو گیا۔ تو اس کے سامنے ہندو اور انگریز حکمران سرنگوں ہو گئے۔ اور دنیا کے نقشے پر ایک آزاد اسلامی مملکت پاکستان قائم ہو گئی۔

صاحبو! جس سیدھے جمہوری راستے پر چل کر بانی پاکستان قائداعظمؒ نے، پاکستان حاصل کیا تھا۔ اسی سیدھے راستے پر چل کر ہی پاکستان کے مقاصد حاصل کیے جا سکتے تھے۔ قائداعظمؒ نے اس کی بنیاد بھی رکھ دی تھی۔ اس کی روداد کچھ اس طرح ہے۔ وقت ٹی وی کے پروگرام میں اینکر پرسن سے گفتگو کرتے ہوئے ڈاکٹر اسرار احمد صاحب سربراہ تنظیم اسلامی (مرحوم) نے جنگ اخبار میں ڈاکٹر ریاض علی شاہ جو کہ قائداعظم کے معالج تھے کی ڈائری کے حوالے سے کہا کہ موت کے آخری دنوں میں قائداعظمؒ بیماری سے بہت کمزور ہو چکے تھے اور زبان پر کچھ آتا تھا۔ مگر بول نہیں سکتے تھے۔ ہم نے اُن کو دوائی دی کہ کچھ نہ کچھ گفتگو کر لیں۔ جو کچھ بھی بولنا چاہتے ہیں وہ بول لیں۔ کیونکہ یہ قوم کی امانت ہے اور رہ جائے گی تو قومی نقصان ہو گا۔ ہم نے قائداعظمؒ کو اس مقصد کے لیے داوئی دی۔ اس کے استعمال کے بعد جو قائداعظمؒ نے جو جملے کہے وہ یہ ہیں۔ جو اخبار جنگ کی ۱۱/ستمبر ۱۹۸۸ء کی اشاعتِ قائداعظمؒ کی چالیسویں برسی کے موقعہ پر مضمون شائع ہوا تھا میں بیان کئے گئے ہیں۔ ''ڈاکٹر پروفیسر ریاض علی شاہ کی ڈائری کا صفحہ'' کے حوالے سے قائداعظم کی گفتگو جو ڈاکٹر پروفیسر ریاض علی شاہ اور کرنل الٰہی بخش کی موجودگی میں قائداعظمؒ نے موت سے دو دن پہلے کہا تھا وہ یہ ہے ''آپ کو اندازہ نہیں ہو سکتا کہ مجھے کتنا اطمینان ہے کہ پاکستان قائم ہو گیا اور یہ کام میں تنہا نہیں کر سکتا تھا جب تک رسولؐ خدا کا مقامی فیصلہ نہ ہوتا۔ اب جبکہ پاکستان بن گیا ہے۔ اب یہ لوگوں کا کام ہے کہ خلفائے راشدینؓ کا نظام قائم کریں۔'' مگر قائداعظمؒ کی زندگی نے وفا نہ کی اور جلد اپنے اللہ کے پاس چلے گئے۔ اس سے قبل جن کو قائداعظمؒ نے ایک موقعہ پر کھوٹے سکے کہا تھا وہ واقعی کھوٹے سکے ثابت ہوئے۔ اور وہ صراطِ مستقیم گم کر دی گئی۔ اس میں وہ تمام اسلام اور پاکستان مخالف عناصر شامل ہو گئے تھے۔ جو تحریک پاکستان کے دوران دھوکے سے مسلمانوں کے بناوٹی لیڈر بن گئے تھے۔ وہ قائداعظمؒ کی وفات کے بعد کھل کر سامنے آ گئے۔ کبھی کہا پاکستان مسلمانوں کی اقتصادی حالت سدھارنے کے لیے حاصل کیا گیا تھا۔ کیونکہ ہندو برصغیر کی تجارت پر قابض تھے۔ اور کبھی کہا گیا کہ سیکولرزم کی بنیاد پر پاکستان حاصل کیا گیا تھا وغیرہ۔ جھوٹ موٹ سے قائداعظم کو سیکولر ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا اور پاکستان کی سیدھی راہ کو گم کرنے کی کوشش کی جو کوششیں اب بھی جاری ہے۔ پاکستان کی عوام نے انتھک کوشش کر کے پاکستان کا نام دنیا میں روشن کیا۔ اگر اندرون ملک معاش نہ مل سکی تو دنیا کے ملکوں میں جا پہنچے اور

کثیر زر مبادلہ کما کر پاکستان بھیجا۔ جس سے پاکستان نے ترقی کی۔ پاکستان کی مسلح افواج نے بھی ملک کی ترقی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ہر مشکل اور قدرتی آفات کے موقع پر عوام کی خدمت کی شامل ہوئے۔ وہ سیلاب ہو یا زلزلہ ہو۔ فوجیوں کی فلاح بہبود کے لیے لا تعداد ادارے قائم کیے۔ جو آج بھی مسلح افواج کے ریٹائرڈ افراد کی مدد کر رہے ہیں۔ پاکستان کے سائنسدانوں نے کم وسائل اور دشمن قوتوں کی مخالفت کے باوجود پاکستان کو اسلامی دنیا کی پہلی اور دنیا کی ساتویں اعلانیہ ایٹمی قوت بنا دیا۔ پاکستان کی مسلح افواج نے چین کی مدد سے خود تھنڈر لڑاکا جہاز تیار کیے جو پاکستان کی سرحدوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ میزائل ٹیکنالوجی میں ترقی کے منازل طے کرتے ہوئے۔ پھر اس ملکِ پاکستان میں غوری میزائل بنا پھر شاہین میزائل کی سیریز حتف ون حتف ٹو اور پھر یہ سلسلہ جاری ہو گیا۔ سائنسدانوں نے ملک کو نا قابل شکست بنا دیا۔ ہر ۲۳/ مارچ کو پاکستان اپنی قوت کا مظاہرے میں اس تمام اسلحے کی نمائش کرتا تھا۔ اور اپنے دشمنوں کو خوف زدہ رکھتا تھا۔ پھر اسلامی جمہوریہ پاکستان کو نظر بد لگ گئی اور امریکا نے افغانستان پر حملے کے لیے ہماری بزدل کمانڈو مشرف کو ڈرا کر اس کو کہا یا تم ہمارے ساتھ ہو یا ہمارے دشمن کے ساتھ ہو۔ ایک چیز کا فیصلہ کرو ورنہ ہم تمیں پتھر کے زمانے میں پہنچا دیں گے۔ بزدل کمانڈر نے نہ اپنی فوج اور نہ ہی اپنی قوم سے مشورہ کیا اور لاجسٹک سپورٹ کے بہانے ملک کی بندگاہیں، ہوائی اڈے اور سرحدیں امریکا کے حوالے کر دیں۔ پاکستان کی لاجسٹک سپورٹ سے ۴۸/ ملکوں کی ناٹو فوجوں نے پڑوسی مسلمان ملک افغانستان کو تورا بورا بنا دیا۔ ڈکٹیٹر مشرف نے ملک میں سے ۶۰۰ سے زائد مسلمانوں، جس میں حافظ قرآن ڈاکٹر عافیہ صدیقی بھی شامل ہے کو امریکا سے ڈالر کے عوض فروخت کر دیا۔ لال مسجد اور اسلام کی بچیوں کے مدرسے حفصہ پر فوج سے حملہ کروا کر اسے فاسفورس گیس سے جلا ڈالا۔ پاکستان کے ہمدرد، بلوچستان کے نواب اکبر بگٹی کو اعلانیہ میزائل سے ہٹ کر کے شہید کر دیا۔ یہ تمام لوگ پاکستان کی افواج کے خلاف ہو گئے۔ اُس وقت افغانستان کے طالبان کہتے تھے پاکستان نے ناٹو فوجیوں کے ساتھ ملک کر ہمارے ملک پر جنگ مسلط کی ہے اور پاکستان نے ان کا ساتھ دیا ہے۔ لہٰذا پاکستان کے ساتھ ہم ناٹو کی طرح حالت جنگ میں ہیں۔ ہم ناٹو کے ساتھ ساتھ پاکستان کو بھی نقصان پہنچائیں گے۔ ذرائع کے مطابق، اس دوران افغان طالبان نے پاکستان کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ اس کے جنرل ہیڈ کواٹر، دفاہی ادروں، تفتیشی ادروں، پولس ہیڈ کواٹر غرض ہر جگہ دفاہی اداروں کو نشانہ بنا دیا۔ ہمارے ملک کو مفلوج کر کے رکھ دیا۔ اس کے ساتھ امریکہ کے بنائے ہوئے کچھ جعلی پاکستانی طالبان (ٹی ٹی پی) کے ذریعے اسکولوں، بازاروں مساجد، امام بارگاوں اور مزاروں کو نشانہ بنایا تا کہ عام پاکستانی کو سب طالبان کا مخالف بنا دے۔ اُدھر بھارت نے پاکستان کو ۷۰ فی صد ریونیو دینے والے منی پاکستان کراچی میں اپنے ایجنٹ الطاف حسین کے ذریعے ڈسٹرب کیے رکھا۔ اللہ کو شکر ہے کہ پاکستان قوم کی مدد اور فوج کے آپریشن کے ذریعے کراچی اور پاکستان سے دشمنوں کی جاری کردہ دہشت گردی ختم ہوئی۔ پاکستان اب امریکا کی ڈو مور کی فرمائش ماننے کے لیے تیار نہیں۔ اب پاکستان دہشت گردی کے نقصان کی امریکا اور دنیا سے جائز حمایت کی بات کرتا ہے۔ ان حالات میں کئی سالوں سے سیکورٹی کی وجہ سے ہم ۲۳/ مارچ کی پریڈ بھی نہیں کر سکتے تھے۔ ڈکٹیٹر مشرف کی وجہ سے غیر ملکی جاسوس ایجنٹوں کی پاکستان میں بھر مار سے ہمارے ایٹمی اثاثوں کو بھی نقصان ہو سکتا ہے۔ ناٹو فوجیوں کی وجہ سے ہمارے ملک کا ۱۵۰/ ارب ڈالر سے زائد کا نقصان ہو چکا ہے۔ ہمارے ۷۰/ ہزار سے زائد شہری شہید ہو چکے، جس میں فوج کے افسران اور سپاہی شامل ہیں۔ ہماری افغانستان سے ملحقہ مغربی سرحد غیر محفوظ ہو چکی ہے۔ لائن آف کنٹرول پر بھارت چھیڑ چھاڑ کر رہا ہے۔ طالبان کے پانچ سال ہماری مغربی سرحد محفوظ تھی۔ اب امریکا اور بھارت کی وجہ سے لاکھوں فوج لگانی پڑھ رہی ہے۔ ۲۳/ مارچ یوم پاکستان پر، مقتدر حلقوں سے پاکستانی قوم کا ایک ہی مطالبہ ہے ہمیں پرانا والا پاکستان لوٹا دو۔ قوم کو امریکی ڈالر نہیں چاہییں۔ امریکا سے پاکستانی عوام کو نفرت ہے۔ ملک کو پرائی جنگ سے باہر نکالو۔ تا کہ ہم آزادی سے اپنے فیصلے خود کر سکیں اور ملک ترقی کرے۔ ہم پچھلے سال کی طرح اس سال بھی، ۲۳/ مارچ ۲۰۱۸ء کے موقعے پر اپنی شان وشوکت والی فوجی پریڈ کو دیکھ سکیں۔ دنیا کی ساتویں ایٹمی قوت اور میزائل طاقت کا مظاہرہ دیکھ سکیں۔ آئی ایس پی آر نے اعلان کیا ہے کہ قوم ۲۳/ مارچ کا قومی جذبہ سے انتظار کر رہی ہے۔ اللہ پاکستان کی حفاظت فرمائے۔ اور جس صراط مستقیم سے ہم بھٹک چکے ہیں، اس کی طرف راہنمائی فرمائے۔ آمین۔

مضمون نگار حضرات کے افکار و خیالات سے ادارہ پیشوا کا اتفاق ضروری نہیں ہے

مسلمان ریاستوں میں اقلیتوں کی حالت زار (قسط 4)

تحریر: رانا محمد حسن خاں

اسلامی کہلانے والی دنیا کا سب سے بڑا مسئلہ جہالت اور مذہبی انتہاپسندی جیسی بڑی برائیاں ہیں۔ جب عاجز نے اس بات کا جائزہ لیا کہ اسلامی کہلانے والے ممالک میں مسلمان اقلیتی فرقوں کی حالت زار کیا ہے؟ تو یہ دلچسپ انکشاف ہوا کہ سُنّی اکثریت والے مسلمان ممالک میں شیعوں اور دوسرے اقلیتی مسلمانوں کی حالت ایسی ہی ہے جیسے طاقتور جانوروں کے باڑہ میں کمزور جانوروں کی ہوسکتی ہے۔ کافر، مشرک، زندیق اور مرتد سمجھنا تو بالکل عام سی بات ہے، اگر ایسے فرقہ کے لوگوں کو مار بھی دیا جائے تو سماج کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔ جس طرح پاکستان میں شیعہ مسلمانوں کو نہ صرف امتیازی سلوک کا سامنا کرنا پڑتا ہے بلکہ ان کا خون بہانا بھی جائز سمجھا جاتا ہے۔ شیعہ مسلمانوں کی مساجد، امام بارگاہوں اور گھروں پر حملے تو ہوتے ہی رہتے ہیں اور اکا دکا شیعہ افراد کی ٹارگٹ کلنگ بھی معمول کی بات ہے۔ مگر شیعہ افراد کا بڑی تعداد میں قتل عام بھی گزشتہ چند برس سے ہونا، خاصی تشویش کی بات ہے۔ ساری دنیا نے ہزارہ برادری کے ہزاروں افراد کا ۸۰ سے زائد لاشوں کو اپنے درمیان رکھ کر کئی دن تک احتجاج رنج والم کے عالم میں کرتے دیکھا تھا۔ ایران میں اکثریت شیعہ حضرات کی ہے اس لیے وہاں سنی مسلمان اقلیتی فرقہ ہے۔ ایران میں سنی مسلمانوں کو امتیازی سلوک کا تو سامنا کرنا پڑتا ہے مگر قتل وغارت گری کے واقعات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ سنی مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے افراد ایران کے شہر تہران میں ایک چھوٹی مسجد رکھتے ہیں، انہیں وہاں سنی مساجد بنانے کی اجازت نہیں ہے۔ اور نہ ہی توسیع کی اجازت دی جارہی ہے۔

مراکش میں صحارا افریقیوں سے تشدد و زیادتی معمول کی بات بن چکی ہے۔ ناصرف مہاجر افریقیوں سے برا سلوک ہوتا ہے بلکہ ان افریقیوں سے بھی برا سلوک روا رکھا جاتا ہے جنہیں مراکش کی آزادی سے بہت پہلے غلاموں کی حیثیت سے لایا گیا تھا۔ انہیں آج تک مراکش کی شہریت نصیب نہیں ہوئی۔ ایک رپورٹ کے مطابق ان کی تعداد کل آبادی کا ۱۵ فیصد بنتی ہے۔

انڈونیشیا وہ ملک ہے جو اسلامی دنیا کا سب سے زیادہ آبادی رکھنے والا ملک ہے۔ اس ملک کی کل آبادی 265,936,321 ہے۔ مسلمان کہلانے والوں شہریوں کی تعداد ۸۷ فیصد ہے۔ ۱۳ فیصد غیر مسلموں میں وہ مسلمان بھی شامل ہیں جنہیں مولوی اور ریاست غیر مسلم سمجھتی ہے۔ مثلاً احمدیہ مسلم جماعت جن کی تعداد چار لاکھ اور ۵ لاکھ کے درمیان بیان کی جاتی ہے، انھیں مولوی اور ان کے چیلے کافر و مرتد قرار دیکر انہیں مظالم کا نشانہ بناتے ہیں۔ چند برس قبل ان نفرت کے سوداگروں نے احمدی مسلمانوں کو بہیمانہ تشدد کر کے قتل کر دیا تھا۔ انڈونیشیا پاکستان کے بعد اس لحاظ سے بدترین ملک ہے جہاں اقلیتوں پر ظلم کرنے میں ناصرف نام نہاد مولوی پیش پیش ہیں بلکہ انہیں قانون ساز اور قانون خونی جواز فراہم کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اقلیتوں پر ہونے والوں مظالم دیکھ کر قانون اور امن وامان قائم کرنے والے ادارے خاموش تماشائی بن جاتے ہیں۔ انڈونیشیا میں ۶ اہم مذاہب کے رہنے والے بستے ہیں۔ جنرل سہارتو کی فوجی حکومت اور جنرل ضیاء الحق دونوں نے اسلام کو بنیاد بنا کر اقلیتوں پر خلاف عقل قانون سازی کر کے مظالم کے دروازے کھول کر صدارت کی کرسی پر طویل عرصہ تک حکومت کی۔ انڈونیشیا کے دوسرے صدر جنرل سہارتو نے پہلے صدر مملکت سکارنو سے حکومت چھینی تھی، بالکل اسی طرح جیسے ضیا الحق نے بھٹو سے حکومت چھینی تھی۔ جس طرح ضیاء الحق نے امریکی خوشنودی اور ڈالروں کے لیے کیمونزم کے خلاف جنگ کر کے پاکستانی بچوں کو مروایا تھا اسی طرح سہارتو نے بھی کیمونزم کے خلاف جنگ کر کے لاکھوں افراد مروا کر امریکہ کی تھپکی اور سینکڑوں بلین ڈالر بٹورے تھے۔

جنرل سہارتو کی حکومت کا جب خاتمہ ہوا Transparency

International کی رپورٹ کے مطابق ان کے اثاثوں کی مالیت ۳۵ ارب ڈالر تھی۔ سہارتو نے ۱۹۸۵ء میں قانون نمبر ۸ بنا کر تمام مذہبی جماعتوں کو مذہبی سرگرمیاں بند کرانے کے لیے اداروں کو استعمال کیا جس کے نتیجے میں اشتعال پیدا ہوا۔ اس قانون بنانے کی وجہ مسجد میں جوتوں سمیت فوجیوں کا عبادت کی جگہ جانا بنا۔ مسجد کو حکومت کے خلاف سازش کرنے کے لیے استعمال کیے جانے کی اطلاع پر فوجیوں نے امام مسجد اور اس کے ساتھیوں سے اس لٹریچر کا مطالبہ کیا تھا جو مبینہ طور پر مسجد میں موجود تھا۔ اس واقع کے نتیجہ میں سینکڑوں لوگوں کی جان گئی تھی اور ہزاروں افراد زخمی بھی ہوئے تھے۔

جنرل سہارتو کے دور حکومت میں اقلیتوں کے ساتھ برا سلوک تو ہوتا تھا مگر مذہبی انتہا پسندوں کو بے مہار آزادی نہ تھی۔ مگر سہارتو کی حکومت کے بعد ان مذہبی انتہا پسندوں کو کھل کھلا کر اپنی ظالمانہ کاروائیاں تیز کرنے کا گویا موقع مل گیا۔ وہ فتویٰ جس کا جادو سہارتو کی زندگی میں 1980ء میں نہیں چل سکا تھا، 2005ء میں وہی فتویٰ پوری قوت سے اقلیتوں کو خون میں نہلا گیا۔ مجلس علماء انڈونیشیا نے فتویٰ جاری کیا تھا کہ احمدی جماعت ایک گمراہ فرقہ ہے، ان پر حکومت پابندی لگائے۔ اس فتویٰ اور مطالبہ نے احمدیوں کے خلاف بالخصوص اور دوسری اقلیتوں کے خلاف بالعموم مظالم کا پرتشدد سلسلہ شروع ہوا ۔ 2008 میں حکومت انڈونیشیا نے مولویوں کی دھمکیوں کے سامنے گھٹنے ٹیکتے ہوئے احمدیہ کمیونٹی کی تبلیغ و اشاعت پر پابندی عائد کردی۔ اور یہ پابندی آج بھی جوں کی توں ہے۔ اس پابندی کے باوجود مختلف مذہبی شدت پسند تنظیمیں احمدیوں سمیت دیگر غیر مسلم اقلیتوں اور اقلیتی مسلم فرقوں کے خلاف اپنی پرتشدد کاروائیاں جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ۶ فروری ۲۰۱۱ء کا دن کربلا کی یاد تازہ کرتا دکھائی دیتا ہے۔ اس دن افراد جماعت احمدیہ کے گھروں پر نفرت اور غصے سے بھرے ہجوم نے مولویوں کی قیادت میں حملہ کر دیا۔ گھروں کو جلانے کے بعد تین احمدیوں کو نہایت بے دردی سے ڈنڈوں سے مار مار کر شہید (احمدی بھی ظلم کے نتیجے میں مرنے والوں کو شہید کہتے ہیں) کر دیا۔ مظلوموں کو مشال شہید کی طرح کپڑے اتار کر بربریت کا نشانہ بنایا گیا۔ اس ظالم ہجوم نے پانچ احمدیوں کو زخمی بھی کیا گیا تھا۔ پولیس بھی موقع پر موجود تھی، جو کھڑے ہو کر تماشا دیکھتے رہے۔ شہید ہونے والوں کے نام Roni Pasaroni, Tubagus Candra Mubarok اور Warsono Syafai تھے۔ عدالت نے ۱۲ قصور واروں کو جن نے انسانیت سے گرا سلوک کیا تھا انہیں محض تین سے چھ ماہ تک کی سزا سنائی۔ اور باقی درجنوں مجرموں کو دو ہفتے بعد رہا کر دیا گیا۔ ۲۰۱۱ء میں احمدیوں کے خلاف آٹھ نئی پابندیاں لگائی گئیں۔

اسی دوران عیسائیوں کے خلاف بھی ان شدت پسند ملاؤں کی پرتشدد کاروائیاں جاری ہیں۔ انڈونیشیا میں گرجا گھروں کو جلانا اور بموں سے اڑانا معمول کی بات بن چکی ہے۔ اس طرح کی کاروائیوں میں انتظامیہ اکثریتی مذہبی گروپوں کے دباؤ میں آ کر عیسائیوں اور دوسری اقلیتوں کو خوفزدہ کر کے انہیں ان کی اپنی عبادت گاہوں میں جو قصبوں اور گاؤں میں موجود ہوتی ہیں، عبادت کرنے سے روک دیا جاتا ہے۔ انہیں اکسایا جاتا ہے کہ وہ اپنی عبادت گاہوں اور گھروں کو چھوڑ کر کہیں اور چلے جائیں۔ نئے عبادت گھروں کی تعمیر کے لیے اجازت لینا نہایت مشکل ہے۔ برباد کیے گئے عبادت گھروں کی دوبارہ تعمیر کرنا بھی نہایت مشکل ہے۔ ایک ادارہ اجازت دیتا ہے اور دوسرا انکار کر دیتا ہے۔

جس طرح پاکستان میں بھی شدت پسندوں کو خواہش ہوتی ہے کہ اقلیتوں کی عبادت گاہوں پر قبضہ کر کے مسجد بنائی جائے اسی طرح کی تمنائیں انڈونیشیا کے شدت پسندوں کی بھی ہیں۔ اسلامی دنیا میں مذہبی جنونیوں کا بس چلے تو تمام دیگر عبادتگاہوں پر قبضہ کرلیں۔ انڈونیشیا میں توہین رسالت کی سزا ۵ برس ہے۔ لامذہب افراد کے لیے قید و بند یا

جرمانہ کی سزا تو قانون میں نہیں ہے مگر انہیں مردم شماری میں شمار نہ کر کے انہیں ان کے انسانی حقوق پر شب خون مارا جاتا ہے۔اور یہ بھی حقیقت ہے کہ لامذہب افراد کے متعلق سمجھا جاتا ہے کہ کسی کا لامذہب ہونا انڈونیشیا کے بنیادی قانون سے ٹکرانا ہے۔چنانچہ جنوری ۲۰۱۲ء میں ایک انڈونیشین مرد کے فیس بک پر یہ لکھنے پر کہ خدا نہیں ہے، اسے جیل بھیج دیا گیا۔آئین کے آرٹیکل ۲۹ کے مطابق ریاست کی بنیاد اس عقیدہ پر ہے کہ ایک عظیم خدا ہے۔مگر یہ آرٹیکل یہ واضح نہیں کرتا کہ کس مذہب کے خدا کی عبادت کی جائے۔جنوری ۲۰۰۶ء میں ایک نئے قانون کے مطابق قومی شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ بنایا گیا ہے جس میں ہر شہری کے لیے اپنا مذہب بیان کرنا ضروری ہے۔یقینی طور پر ایسا کرنے سے شہریوں کے مساویانہ حقوق متاثر ہوتے ہیں۔پاکستان کی ذلت و رسوائی اور برباد حالی کی ایک بڑی وجہ بھی یہی قومی شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ ہے۔

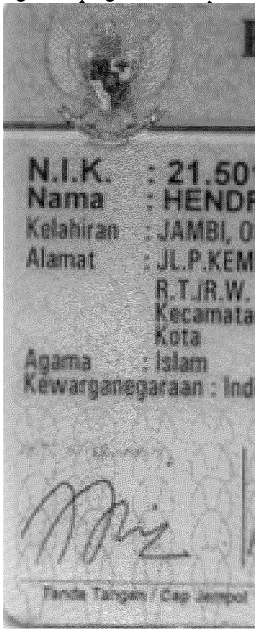

۲۰۰۵ء میں انڈونیشین علماء کونسل نے فتویٰ دیا کہ احمدیت ایک بدعت ہے۔جون ۲۰۰۸ء میں وزارت مذہبی امور اور وزارت داخلہ نے مشترکہ بیانیہ جاری کیا کہ احمدیوں کو ان کے نجی عبادت خانوں تک محدود کیا جائے اور مسلمانوں کو احمدی ہونے سے بچایا جائے۔جنوبی و مغربی سماٹرا اور مغربی صوبہ نوسا تینگارا کے گورنروں نے جماعت احمدیہ کی تمام سرگرمیوں پر پابندی لگا رکھی ہے۔

۶ مئی ۲۰۱۰ء کو ایک ۷۰ سالہ شخص بکری عبداللہ نامی کے خود کو نبی کہنے اور یہ دعویٰ کرنے کے کہ ۱۹۷۵ء اور ۱۹۹۷ء میں وہ جنت دیکھنے گیا تھا، ایک سال کے لیے جیل بھیج دیا گیا۔

۹ دسمبر ۲۰۰۸ء کا دن مذہبی اقلیتوں کے لیے بہت برا ثابت ہوا تھا۔مولویوں کی قیادت میں مذہبی جنونیوں نے اقلیتوں کے ۶۷ گھر لوٹ مار کر کے جلا دیے، غیر مسلم اقلیتوں کے گرجا گھر اور کمیونٹی ہال برباد کرنے کے علاوہ غیر مسلم اقلیتوں کے افراد کو شدید تشدد کا نشانہ بنایا۔

مئی ۲۰۱۷ء میں جکارتہ کے عیسائی گورنر Basuki Tjahaja Purnama کو توہین رسالت کے الزام پر گورنر کے عہدہ سے محروم کر دیا گیا اور دو سال کے لیے جیل بھیج دیا گیا۔ان پر الزام تھا کہ انہوں نے

Basuki Tjahaja Purnama

ایک تقریر کے دوران قرآن کریم کی آیت پڑھ کر حوالہ دیا تھا۔ان کے قرآن کریم کی آیت پڑھنے کو گستاخانہ فعل قرار دیا گیا تھا۔

اپریل ۲۰۰۷ء میں مشرقی جاوا کے علاقہ Malang میں ۴۲ پروٹسٹنٹ عیسائیوں کو پولیس نے گرفتار کر لیا۔ان پر ایک ایسی ویڈیو فلم دیکھنے کا الزام تھا جس میں لوگوں سے مبینہ طور پر کہا گیا تھا کہ قرآن کریم کو زمین پر رکھ کر مسلمان سیاست دانوں کے تبدیلی مذہب کے لیے دعا کریں۔عدالت نے سبھی کو قصوروار قرار دیا اور کہا کہ انہوں نے مذہب اسلام کی بے عزتی کی ہے۔عدالت نے تمام ملزمان کو پانچ پانچ برس قید کی سزا دے کر مذہب کی بے عزتی کا بدلہ لے لیا۔

مہدی فرقہ سے تعلق رکھنے والوں کے خلاف ہمسایوں وغیرہ نے یہ شکایت درج کروائی کہ یہ لوگ نہ روزہ رکھتے ہیں اور نہ ہی رمضان سے مخصوص عبادات کرتے ہیں۔پرتشدد ہجوم نے اس جرم پر ہنگامہ کے دوران ۳ پولیس اہلکار اور دو اس فرقہ کے لوگ ہلاک کر دیے۔عدالت نے ایک سال بعد مہدی فرقہ کے لوگوں کو قصوروار قرار دے کر نو اور ۱۲ برس کے درمیان سزا سنا دی۔

ایک مسلمان اسکول ٹیچر Sumardi Tappaya پر اس کے ایک رشتہ دار نے الزام لگایا کہ اس نے جبکہ نماز ہو رہی تھی، سیٹی بجائی تھی۔علماء کونسل انڈونیشیا نے فتویٰ دیا کہ سیٹی بجانا گمراہی ہے۔اور عدالت نے اس گمراہی کے جرم میں اسکول ٹیچر کو چھ ماہ کے لیے جیل بھیج دیا۔

اللہ تعالیٰ سب انسانوں پر رحم فرمائے۔ظالموں کو ہدایت یا سزا دے۔آمین

اہم اعلان

ادارہ پیشوا (پرائیویٹ) ایک زیر رجسٹرڈ نمبر ۸۷۴۷۱۵۸ چیرٹی ہے جو معذور اور بے بس مریضوں کو وہیل چیئر زمہیا کرتی ہے۔ اور غریب بچوں کو تعلیم جیسا بنیادی حق دلانے کی کوشش کرتی ہے۔ سسکتی اور لڑکھڑاتی زندگیوں کی مدد کے لئے قدم بڑھانا نہایت ثواب کا کام ہے۔ زمین پر گھسٹ گھسٹ کر ہر لمحہ مرنے والوں کی مدد کرنا تمام انسانوں کا فرض ہے۔ اگر آپ غریبوں، بے بسوں، بے کسوں اور لاچاروں کی مدد کرنا چاہتے ہیں تو درج ذیل اکاؤنٹ میں اپنے عطیات جمع کروائیں۔ (نئی اور پرانی وہیل چیئرز بھی عطیہ کی جاسکتی ہیں)

PESHWA LTD.

Account # :(Barclays Bank): 90730343 Sort Code: 208420

برائے مہربانی اپنے چیک پیشوا لمیٹڈ کے نام سے ارسال فرمائیں۔

2.London Road,Morden,Surrey,SM4 5BQ. UK

E-mail. peshwaltd@gmail.com : Tel. 020.36747909: Mob. 07792998973

AZED&CO

Incorporated Precticing Accountants

Rizwan Azed

B.COM,MBA,AIIA,FSPA

سیلف ایمپلائیڈ، سول ٹریڈر، لمیٹڈ کمپنی اکاؤنٹس، پی سی او ڈرائیور اکاؤنٹس، سیلف ایسیسمنٹ۔ ٹیکس ریٹرن، لمیٹڈ کمپنی فارمیشن۔ بک کیپنگ، بجٹ۔ بزنس پلان، بزنس سٹارٹ اپ۔

392 London Road Tel.020 8646 6777
Mitcham Surrey Fax.020 8646 9416
London .CR4 4EA Mob.0786 788 6952

E.Mail. azed@azed.fsbusiness.co.uk

’’دیکھ لینا کسی دُکھ کی کہانی تو نہیں‘‘

تحریر: امام سید ابن علی۔ ڈیٹرائٹ امریکہ

انسان کی زندگی جہاں خوشیوں سے معمور ہے وہاں وہ دکھوں اور غموں سے بھی بھری ہوئی ہے۔ بعض دکھ اور تکالیف قدرتی ہوتے ہیں، لیکن بعض اپنے ہی شامتِ اعمال کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ کچھ اس قسم کے دکھ میرے وطنِ عزیز کے لوگ بھی برداشت کر رہے ہیں۔ وطنِ عزیز میں لوگ جن حالات سے گزر رہے ہیں وہ غیر معمولی تکلیف دہ ہیں۔ بعض اوقات تو نہ صرف رونا آتا ہے بلکہ TV پر خبریں بھی چل رہی ہوں تو اسے بند کرنا پڑتا ہے۔ ہر شخص وہ خبریں سن بھی نہیں سکتا، اتنی دل دہلا دینے والی اور خون کے آنسو رلانے والی باتیں بیان کی جارہی ہوتی ہیں، اتنی دردناک کہانیاں ہیں، خصوصاً ’’قصور‘‘ شہر کے بچے اور بچیوں کی، کہ قوت برداشت ہی جواب دینے لگی ہے۔ لیکن سفاک اور ظالم لوگ ہیں کہ بار بار دہرا رہے ہیں۔ بار بار ان جرائم کا ارتکاب کئے جارہے ہیں۔ یہی زینب کا واقعہ پر جو کچھ گزرا، ہر دل اور ہر آنکھ شکبار ہوئی۔ لیکن جن لوگوں کی غفلت تھی، جنہوں نے اپنی ذمہ داری ادا نہ کی ان کے سر پر تو گویا جوں بھی نہ رینگی۔

یہ دکھ بھری کہانیاں اور واقعات جیسا کہ میں نے ایک دفعہ پہلے بھی کہا تھا، پہلی دفعہ وطنِ عزیز میں نہیں ہوئے، بے شمار دفعہ ہوئے لیکن توجہ ہی نہ دی گئی۔ گویا کچھ بھی نہ ہوا تھا۔

اب حکام نے کہنا شروع کر دیا ہے کہ ’’زینب‘‘ کا ملزم گرفتار کرلیا گیا ہے۔ اور اس نے اقرار جرم بھی کرلیا ہے۔ قصور میں گزشتہ 2 برس میں اس قسم کے 14 واقعات ہوئے جن میں بچیوں کو جنسی زیادتی کا نشانہ بنایا گیا اور ان میں سے 5 کو بے دردی سے ہلاک بھی کیا گیا۔ **انا للّٰہ وانا الیہ راجعون**۔ اور بقول بی بی سی کے 8 واقعات میں ایک ہی ملزم ملوث ہے۔

ایک والد نے بتایا کہ ’’ہمارے بچے بازاروں اور پارکوں سے گم نہیں ہو رہے، یہ ہمارے گھروں سے گم ہو رہے ہیں کیونکہ ہماری گلیاں اپنے گھروں کی طرح ہی ہیں۔ بچوں کو گھروں کے پاس سے ہی اغواء کیا جاتا ہے اور پھر مار کر وہیں قریب ہی پھینک دیا جاتا ہے یہ سب پلاننگ کے ساتھ ہو رہا ہے۔ پتہ نہیں کتنے لوگ ہیں کون ان کو راستہ کلیئر کر کے دیتا ہے۔ ڈی این اے بھی ایک ہی بندے کا آ رہا ہے لیکن اس سارے معاملہ میں پولیس کی غفلت رہی ہے۔ پولیس وقتی عمل کرتی ہے۔‘‘

ایک اور والد نے کہا کہ یہ علاقہ اتنا ہے کہ آدھے گھنٹہ میں آپ پورا شہر پیدل پھر سکتے ہیں کل 6 سے 7 کلو میٹر کا علاقہ ہے۔ جب بھی کسی بچی کا واقعہ پیش آتا ہے تو کئی دن تک ہمارے گھر میں قبرستان کا ماحول بن جاتا ہے۔

ایک ماں نے بتایا کہ پولیس نے ہمیں بتایا تھا کہ انہوں نے ان کی بیٹی فاطمہ عمر سات سال کے ساتھ زیادتی کرنے والے مدثر کو مار دیا ہے۔

اب ہمیں زینب کے واقعہ کے بعد پولیس نے پھر بلایا۔ اس سے پہلے تو ہمیں ہمیشہ یہی تسلی دی جاتی تھی کہ ہمارا مجرم مر چکا ہے اب زینب کا واقعہ کے بعد پتہ چلا کہ اصل مجرم کوئی اور تھا۔

’’نور فاطمہ‘‘ عمر سات برس کے والد نے بتایا کہ ’’ہماری بچی کی لاش ایک زیرِ تعمیر گھر سے ملی۔ فاطمہ کے بعد اب قصور میں میرا دل نہیں لگتا۔ میں خوف زدہ تھا کہ کہیں میرے دوسرے بچوں کے ساتھ بھی ایسا ہی کچھ نہ ہو۔ پولیس ہمیں یہی کہتی رہی کہ ہم انشاء اللہ قاتل کو ضرور ڈھونڈیں گے۔‘‘

لائبہ سلیم عمر سات سال کی والدہ کہتی ہیں کہ مجھے پتہ چلا میری بچی لائبہ سلیم عمر سات سال کو کسی نے مار کر پھینک دیا، میں وہاں گئی مجھے وہ نظر نہیں آئی میں نے پولیس سے پوچھا کہ میری بچی کہاں ہے؟ مجھے دکھاؤ کہ میری بچی ہے کہ کسی اور کی؟ پولیس والوں نے مجھے دھکے دے کر گاڑی میں پھینک دیا۔ پھر وہ مجھے ہسپتال لے گئے۔ میری زندگی تو لائبہ کے بعد ختم ہوگئی۔ پولیس والوں نے ایک مہینہ کوشش کی کچھ بھی نہیں ہوا۔ انہوں نے کوئی بندہ نہیں پکڑا یہ جھوٹ بولتے تھے۔ شہباز شریف تو مجھ سے افسوس کرنے بھی نہیں آیا۔

ایک اور بچی جس کی عمر 6 برس تھی کے والد نے بیان کیا کہ سمجھ نہیں آتا کہ

پیشوا انٹرنیشنل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

اس ظالم نے میری بچی کو نہ جانے کس چیز سے مارا اور کس طرح تشدد کیا۔ اپنی طرف سے ظالم نے اسے مار کر پھینک دیا مگر جب دیکھا تو اس کی سانس چل رہی تھی کئی روز وہ ہسپتال میں بے ہوش اور وینٹی لیٹر پر رہی جب آنکھیں کھولی تو بولتی نہ تھی بس روتی رہتی تھی۔ اس سانحہ نے ہماری زندگی بدل کر رکھ دی ہے۔

اب آیئے زینب امین کی طرف جس کی عمر سات سال تھی۔ ان کی والدہ کہتی ہیں کہ جب ہمیں اس گمشدگی کی اطلاع ملی تو ہم مدینے میں تھے۔ پانچ دن تک زینب کو ڈھونڈا نہیں جا سکا۔ ہمیں بہت غصہ ہے، میرا دل کرتا ہے کہ ان پولیس کے افسروں سے پوچھوں کہ ان کے بچے ہیں کہ نہیں؟ یہ ماں کہتی ہے کہ جب میں سعودی عرب میں تھی میری بات لوگوں سے ہوئی تو انہوں نے مجھے کہا کہ پاکستان میں تو درندے ہیں۔ کیا یہ ہماری تذلیل نہیں ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ اب ایسے اقدامات ہوں اور ایسے قوانین بنیں کہ پھر ایسا واقعہ نہ ہو۔

معزز قارئین! مجھے، بلکہ ہم سب کو ان والدین سے اور ان کے عزیز و اقارب سے ہمدردی ہے اور ہم ان کے غم میں برابر کے شریک ہیں، مجھے چنداں ضرورت نہ تھی کہ ان واقعات کو دہراتا یا لکھتا لیکن یہ مجبوری ہے کہ ان واقعات کو لکھ کر وطن عزیز کے لوگوں کی غیرت اور حمیت کو جگایا جائے، جھنجھوڑا جائے، جب قوم کی حمیت ختم ہو جاتی ہے اور انساں انساں میں فرق ہونے لگتا ہے تو پھر حیوانیت ہی جنم لیتی ہے اور سفا کی مزید پھوٹتی ہے۔

زینب امین کی والدہ نے جو کہا بالکل سچ کہا کہ پولیس والوں سے پوچھوں کہ ان کے بھی اپنے بچے ہیں کہ نہیں۔ اس پر ایک واقعہ میں نے پڑھا کہ **نواب آف کالا باغ (ملک امیر احمد خاں صاحب مرحوم) بڑے سخت گیر ایڈمنسٹریٹر تھے، ان کے دور میں لاہور سے ایک پانچ سالہ بچہ اغواء ہو گیا**

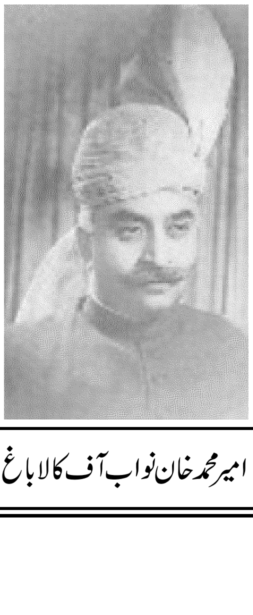

امیر محمد خان نواب آف کالا باغ

نواب صاحب نے SSP صاحب کو بلوا کر 24 گھنٹے میں بچہ برآمد کرنے کا حکم دے دیا۔ 24 گھنٹے گزر گئے مگر بچہ برآمد نہ ہوا۔ نواب صاحب نے اگلے دن SP، ASP اور SSP کے بچے منگوائے اور ان بچوں کو کالا باغ بھجوا دیا اور یہ اعلان کر دیا کہ جب تک پولیس اغواء شدہ بچہ برآمد نہیں کرے گی اس وقت تک ان افسروں کے بچے انہیں واپس نہیں ملیں گے۔ نواب صاحب کا یہ نسخہ کامیاب ہوا اور پولیس نے اسی دن بچہ برآمد کر لیا۔ نواب صاحب اکثر کہا کرتے تھے کہ جب تک عوام کے مسئلے کی تکلیف بیوروکریسی تک نہیں پہنچتی افسر اس وقت تک وہ مسئلہ حل نہیں کرتے۔ پاکستان میں ظلم اور بربریت اور اس قسم کے واقعات صرف زینب تک ہی محدود نہیں ہیں بلکہ ان کی بازگشت دور تک جاتی ہے اور وطن عزیز میں مذہب کی آڑ میں سیاست کی آڑ میں گھروں کو برباد اور اجاڑ دیا جاتا ہے اور کسی کا قتل کر دینا تو ان کے نزدیک اتنی بڑی بات بھی نہیں۔ اور اس پر مزید ستم ظریفی یہ ہے کہ ارباب حل و اقتدار خود ایسی باتوں میں ملوث پائے جاتے ہیں جن کی شہ پر یہ سب کچھ ہو جاتا ہے۔

جس قسم کا مذہبی تشدد اس وقت وطن عزیز میں ہے کہ وہاں کی اقلیتیں تو ان سے بالکل بھی محفوظ نہیں ہیں، ان کے لئے ہر وقت مسائل کھڑے ہوتے ہیں شکر ہے کہ جو مجرم زینب کا پکڑا گیا ہے وہ کوئی قادیانی یا مرزائی نہ تھا یا عیسائی وغیرہ نہ تھا۔ وہ تو ایک مسلمان، پانچ وقت کا نمازی راسخ العقیدہ مسلمان، نعت خواں اور ختم نبوت کا جانثار تھا۔ اگر کوئی جھوٹی خبر بھی اڑا دیتا کہ نعوذ باللہ اس بچی کا قاتل کسی اور مذہب یا فرقہ کا تھا تو ان کی خیر نہ تھی۔ یہ میں یوں ہی نہیں کہہ رہا ابھی چند دن ہی کی بات ہے کہ پاکستان کے 24 TV پر اینکر نے بہت سے لوگ انٹرویو کے لئے بلائے ہوئے تھے جن میں اشرفی طاہر صاحب نے یہ زہر اگلا کہ مرزا غلام قادیانی کا تحریف شدہ قرآن چھپ رہا ہے اور تقسیم ہو رہا ہے۔ اس کو بند کرانا ہوگا، وغیرہ۔ اس پر مسلم لیگ ن کے زعیم قادری صاحب نے جواب دیا کہ "وہ **Ban کیا جا چکا ہے، چھاپے مارے جا رہے ہیں، ان کے خلاف کارروائی ہو رہی ہے ان کے خلاف پرچے درج کئے جا رہے ہیں۔ اب بھی اگر کوئی یہ کام کرے گا تو میں خود جا کر ہاتھ سے اس کا گلا دبا دوں گا یہ لوگ چوری کرتے ہیں، فراڈ کرتے ہیں، یہ جھوٹ بولتے ہیں میں تو ان کو آئین کے مطابق غیر مسلموں والے حقوق بھی دینے کو تیار نہیں ہوں۔"**

اب اس سے اندازہ لگانا کچھ مشکل نہیں کہ پاکستان میں کس قدر نفرت انگیزی پھیلائی جا رہی ہے۔ عوام تو بیچارے ایک طرف رہے، نام نہاد علماء اور حکومت کے کارندے جب ایسی زبان استعمال کریں گے تو یہ صرف

زینب کا ریپ اور قتل ہی نہیں یہ حق، انصاف اور حقوق کا ریپ اور قتل بھی ہے۔ اور یہ وہ ظلم ہے جس کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا۔ قرآن کریم میں جگہ جگہ ظلم کو ناپسندیدہ قرار دیا ہے اور خدا تعالیٰ ظالم کو بغیر بدلہ کے نہیں چھوڑتا۔ مجھے شیخ سعدیؒ کا قول یاد آ رہا ہے انہوں نے لکھا کہ **میں ساری عمر دو شخصوں کی تلاش میں رہا۔ ایک وہ جس نے خدا کی راہ میں دیا اور پھر وہ فقیر اور محتاج ہو گیا۔ دوسرے وہ شخص جس نے ظلم کیا ہو اور پھر وہ خدا کے عذاب سے بچ گیا ہو۔ پس قوم جس عذاب اور لعنت سے دوچار ہے وہ ایک دو نہیں بلکہ بے** شمار ہیں۔ جھوٹ، بے ایمانی، کرپشن، دغا بازی، سفاکی، ظلم، خیانت میں حد درجہ ملوث ہو گئی ہے۔ چند دن پہلے جو سیاستدانوں نے جلسہ کے میدانوں میں، ایوانوں میں پارلیمنٹ میں ایک دوسرے پر ''لعنت لعنت'' کی پکار لگائی تھی۔ اس لعنت نے برسنا تو ہے ہی اور یہ ساری قوم پر ہو رہی ہے۔

کہتے ہیں کہ جب بغداد پر حملہ ہوا تو ایک ولی اللہ نے کہا کہ ''اے اللہ یہ مسلمان ہیں ان کی نصرت فرما اور ہلاک ہونے سے بچا۔'' تو ان کو الہاماً بتایا گیا:۔

یَا اَیُّھَا الْکُفَّارُ اُقْتُلُوا الْفُجَّارَ۔

کفار کو فجار (یعنی نافرمانوں) کی گردن زنی پر لگایا گیا ہے۔ گویا مسلمانوں کو فجار کہا گیا۔ کہ یہ لوگ نافرمان ہیں خدا کے احکامات کو ٹالتے ہیں اور ان کے اخلاق اچھے نہیں رہے۔ ان کی سزایابی کے لئے پھر اللہ تعالیٰ نے کفار کو ہی لگایا۔

ایک اور بات یہاں ارباب حل و اقتدار کے لئے بھی ہے کہ بغیر کسی امتیاز کے وہ اپنی عوام کی خدمت کریں۔ خدمت میں کوئی امتیازی بات نہیں ہونی چاہئے کہ یہ مسلمان ہے یا غیر مسلم یہ اپنی پارٹی کا ہے یا غیر پارٹی سے تعلق رکھتا ہے، یہ پنپنے کی باتیں نہیں ہیں ایسی باتوں اور حکمت عملی سے ملک کمزور ہوتا ہے۔

اور پھر جہاں تک اسلام کا تعلق ہے، بانی اسلام حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کی نہ ہی کوئی ایسی تعلیم ہے اور نہ ہی آپ کا عمل۔ آپ تو رحمۃ للعالمین تھے ہمیشہ امن کی راہ کو آپ نے اختیار فرمایا اور اس کی تعلیم دی۔ ہم جیسے لوگ جو وطن عزیز سے دور دوسرے ممالک میں رہتے ہیں اور جو حضرت خاتم الانبیاء ﷺ اور اسلام کی صحیح تعلیمات کو لوگوں تک پہنچاتے ہیں، انہیں بہت سی مشکلات کا سامنا اس وقت آتا ہے جب وطن عزیز میں اس قسم کے بھیانک امور، نفرت انگیزی اور دوسرے مذاہب کے لوگوں کے حقوق کا استحصال کیا جا رہا ہو۔ لوگ ہم سے پوچھتے ہیں کہ پاکستان میں جو کچھ لوگ کرتے ہیں کیا یہ آپ کے رسولؐ کی تعلیم ہے؟ پس صحیح اسلامی تعلیمات کو اپنائیں اور نفرت انگیز اور شرارت سے بچیں، ہر کسی کے لئے دل میں رحمت کے اور پیار کے جذبات پیدا کریں۔ بقول شخصے ع

خلوص کی بارش سے کہو ذرا زور سے برسے
نفرتوں کے آئینوں پہ بڑی دھول جمی ہے

مجھے یاد آیا کہ ایک مسلمان نے کسی یہودی کو دعوت اسلام کی کہ تو مسلمان ہو جا، مسلمان خود فسق و فجور میں مبتلا تھا، یہودی نے اس فاسق مسلمان کو کہا کہ تو پہلے اپنے آپ کو دیکھ اور تو اس بات پر مغرور نہ ہو کہ تو مسلمان کہلاتا ہے، خدا تعالیٰ اسلام کا مفہوم چاہتا ہے نہ نام اور لفظ! یہودی نے اپنا قصہ بیان کیا کہ میں نے اپنے لڑکے کا نام خالد رکھا تھا مگر دوسرے دن مجھے اسے قبر میں گاڑنا پڑا۔ اگر صرف نام ہی میں برکت ہوتی تو وہ کیوں مرتا۔ اگر کوئی مسلمان سے پوچھتا ہے کہ کیا تو مسلمان ہے؟ تو وہ جواب دیتا ہے الحمدللہ۔ پس یاد رکھو کہ صرف لفاظی اور لسانی کام نہیں آ سکتی جب تک کہ عمل نہ ہو محض باتیں عنداللہ کچھ وقعت نہیں رکھتیں چنانچہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰہِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ .

''اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑا گناہ ہے کہ تم وہ کہو جو تم کرتے نہیں۔''

(سورۃ الصّف: آیت 4)

پس خدا کی مخلوق پر رحم کرو۔ توبہ کرو، دعائیں کرو، دوسروں کے لئے اپنے دلوں میں رحم کے جذبات پیدا کرو اور سب سے بڑھ کر یہ کہ خدا کا خوف اور اس کی محبت دلوں میں پیدا کرو۔ اگر یہ نہیں تو پھر کچھ بھی نہیں وہ حیوانوں والی درندگی ہوگی۔ سفاکی ہوگی جس کا انجام ٹھیک نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ وطن عزیز کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

گناہ سے جنت کا ثواب ملتا نہیں
کانٹا بونے سے گلاب کھلتا نہیں

مراکش کی مختصر تاریخ

تحریر: سیّد حسن خان۔لندن

مراکو ملک کا ایک خوبصورت چوتھا بڑا شہر جس کا نام مراکش ہے اس کی مختصر تاریخ بیان کی جاتی ہے۔جس پر اس وقت ایک بادشاہ حکمران ہے جس نے اس شہر کی رونق کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔جس کی تاریخ کا مطالعہ کرنا اس لئے بھی ضروری ہے تا کہ اس شہر کی سیر کو جانے سے قبل اس ملک کی مختصر تاریخ جو لکھی گئی ہے اس کا مطالعہ کیا جائے تا کہ وہاں جانے سے قبل چند معلومات بھی حاصل ہوسکیں اس لحاظ سے خاکسار نے اس بارہ چند ضروری باتیں لکھی ہیں۔مطالعہ فرمائیں۔

مراکش کا نام ریڈ ٹاؤن بھی ہے۔ریڈ دیوار جو پرانے اور نئے مراکش کو علیحدہ کرتی ہے۔1062ء میں یوسف بن تاشوفین نے پرانے مدینہ کے اردگرد نیا مدینہ یا شہر آباد کیا۔جبکہ پرانا مدینہ یا شہر کے اردگر بہت اونچی دیوار بنا کر نئے شہر کی بنیاد رکھی۔جبکہ اسی کے زمانہ میں مکانات اور مسجدیں تعمیر کی گئیں۔اس کے زمانہ میں مراکش MORACCO مراکو کا دارالحکومت تھا۔جبکہ المورادِگ کے زمانہ میں ملک اسلامک سٹیٹ بنا۔1147ء میں عبدالمومن کے زمانہ میں مزید ملک کو اسلامک بنایا گیا اور اسی کے زمانہ میں قبطیہ مسجد بنائی گئی۔ نیز منارہ گارڈن بھی اسی کے زمانہ میں تعمیر کیا گیا۔

1200ء میں نئے حکمران میرین ڈس کے زمانہ میں ملک کی ترقی رُک گئی اور ملک میں بیشمار تباہیاں بھی آئیں۔1522ء میں Saadians نے Moracco ملک پر قبضہ کرلیا تو ملک پھر ترقی کی طرف چلا گیا۔مگر محمد المہدی کے زمانہ میں بھی مراکش ملک پہلے سے بڑھ کر ترقی پذیر ہوگیا۔اسی کے زمانہ میں البدی نامی محل تعمیر کیا گیا۔اس کے زمانہ کی تعمیر کردہ کئی عمارات تعمیر کی گئیں۔اسی طرح 1600ء سے 1669ء تک مراکش نے خوب ترقی کی جبکہ اس وقت الاوٗٹی سلطان حکمران تھا۔مگر 1700ء سے 1917ء تک محمد تھرڈ (تیسرا) کے زمانہ میں ملک میں کوئی ترقی نہیں ہوئی۔جبکہ اس وقت فرانس نے 1917ء میں اس ملک پر قبضہ کیا۔جبکہ اس وقت پاشا الگلو والی نامی شخص نے فرانس کے زیراثر مراکو پر 44 سال حکومت کی۔1956ء میں محمد پنجم کے زمانہ میں اس ملک نے فرانس سے آزادی حاصل کی اسی کے زمانہ میں مراکش کی جگہ رباط کو مراکو کا دارالحکومت بنایا گیا۔مراکو (Moracco) ملک کو چونکہ فرانس نے تقریباً چالیس سال اپنی کالونی بنائے رکھا اس لئے اس ملک میں فرنچ زبان بولی جاتی ہے۔اس کے شہر مراکش میں بیشمار ایسی خوبصورت جگہیں ہیں جو کہ دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ یہ مراکش شہر کی خوبصورتی ہی تو

ہے جس کی کشش دنیا بھر کے سیاحوں کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔
۲۰۰۹ء میں منتخب ہونے والی اس شہر کی دوسری خاتون میئر فاطمہ زہرا منصوری (Fatima Zahra Mansouri) نے اس شہر کی خوبصورتی کو چار چاند لگا دیے ہیں۔یہ ان کی محنت اور ذوق وشوق کا ثمر ہے کہ اس شہر کی سالانہ سیاحت کرنے والوں کی تعداد دو ملین یعنی بیس لاکھ کے ہندسے کو عبور کر رہی ہے۔حکومت نے سیاحت کو فروغ دے کر اپنے معاشی مسائل کا حل نکال لیا ہے۔

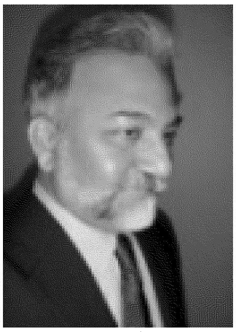

(باعثِ تحریر آنکہ۔۔۔)
ڈاکٹر طارق احمد مرزا۔آسٹریلیا

اسٹیفن ہاکنگ

عالمِ دہر میں فلسطینیوں کا ایک مخلص دوست

آنجہانی معروف سائنسدان اور فلاسفر اسٹیفن ہاکنگ کی زندگی کے کئی روشن پہلو قابل تقلید تھے اور رہیں گے۔ پیروں کی انگلیوں سے لے کر گردن بلکہ چہرے کے عضلات تک کے فالج میں مبتلا ہونے کے باوجود وہ ہمت، امید، ولولہ، امنگ اور زندگی کا ایک ''چلتا پھرتا'' نمونہ تھا۔ نہایت معذرت کے ساتھ عرض ہے (اور یہ میرا ذاتی مشاہدہ ہے) کہ بعض ہٹے کٹے تندرست ''مذہبی'' لوگ خدا اور اس کے فرشتوں پر یقین اور اعتقاد رکھ کر بھی اتنی ہمت اور حوصلہ اپنے اندر نہیں پیدا کر سکتے، بیمار اور نیم معذوروں کی تو بات ہی نہ کریں جنہیں کام کاج نہ کرنے اور اپنے خدا یا قدرت سے ہمہ وقت گلے شکوے کرنے کا بس ایک بہانہ چاہئے ہوتا ہے۔ خود اپنے لئے بھی مصیبت اور اپنے گھر والوں بلکہ ملنے جلنے والوں، عزیزوں، تیمارداروں اور بسا اوقات پورے محلے کی زندگی ایک عذاب کی شکل میں ڈھالے رکھتے ہیں۔ مجھے اعتراف کرنے دیجئے کہ میں بھی بسا اوقات کافی حد تک اس قسم کے ناشکر گزار فضول قسم کے لوگوں میں شامل ہوتا رہا ہوں۔

(انی کنت من الظالمین)۔

آج سے لگ بھگ تیس برس قبل مبینہ طور پر ڈاکٹروں نے اسٹیفن ہاکنگ کو پیشکش کی تھی کہ وہ انہیں زہر کا ٹیکہ لگا کر ان کی اس ناقابل علاج محتاجی سے چھٹکارا دلا سکتے ہیں لیکن انہوں نے سختی سے کہہ دیا کہ مجھے کیا پڑی ہے کہ خودکشی کر کے اپنے جیتے جاگتے، سوچتے اور سائنسی گتھیاں سلجھاتے، ہزاروں لاکھوں طلبا کو پڑھاتے، عالم انسانی کی بقا اور اس کی بھلائی کے قابل عمل منصوبے بنانے والے دماغ اور ذہن کو قبل از وقت موت کی نیند سلا دوں۔ جب تک قدرتی طور پر میری سانس خود بند نہیں ہو جاتی، میں زندہ رہوں گا۔ یہ الفاظ دیگر ڈاکٹروں کو صاف صاف سنا دی کہ تمہاری یہ پیشکش میری ہی نہیں زندگی کی بھی توہین ہے!۔

لیکن آج کی یہ تحریر خود کو یا کسی اور کو سنے دینے یا غیرت دلانے کے لئے نہیں بلکہ عالم دہر کی اس نمایاں تاریخی شخصیت کے ایک ایسے پہلو کو اجاگر کرنے کے لئے مختص ہے جو عوام الناس کی نظروں سے زیادہ تر اوجھل ہی رہا۔ اس کی ایک وجہ غالباً یہ ہے کہ اسٹیفن ہاکنگ کو دنیا بھر میں، بالخصوص برصغیر اور بالعموم مسلم دنیا میں، محض ایک بیوقوف، پاگل دہریہ اور متنازعہ شخص ہی سمجھا جاتا رہا اور اس تعصب کی وجہ سے مذکورہ خطوں سے تعلق رکھنے والوں نے اس کی تعلیم، تحقیق، نظریات، اصول پرستی اور انسان دوستی کو درخور اعتناء ہی نہ سمجھا۔

اسٹیفن ہاکنگ ایک انسان دوست شخص تھا۔ وہ انسانوں پر انہیں کی طرح گوشت پوست سے بنے دیگر انسانوں کی زبردستی، جارحیت، استعمار، غلامی، ظلم اور جبر کے خلاف تھا۔ اس اصول پر وہ کسی کا لحاظ نہیں کرتا تھا چاہے کسی نے اس پر کوئی احسان بھی کیوں نہ کیا ہو۔ کسی کا زیر احسان ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ اس ''محسن'' کے ہر عمل کی تعریف ہی کی جائے اور اس کے برے کاموں پر خاموش ہی رہا جائے اور کھلم کھلا تنقید بلکہ مذمت کو تو سوچا بھی نہ جائے۔ یہ ایک ایسی روش ہے جو بدقسمتی سے ہمارے دیسی معاشرے میں بالعموم اور دیسی سیاست میں بالخصوص پائی جاتی ہے۔

اسٹیفن ہاکنگ اسرائیلی سائنسدانوں کے زیر احسان تھا۔ اس نے اپنی مشہور عالم بلیک ہول تھیوری اور بلیک ہول تابکاری کا نظریہ یہودی انسل اسرائیلی سائنسدانوں سے ہی اخذ کر کے اسے آگے چلایا تھا۔ یہی نہیں بلکہ ذاتی طور پر اسٹیفن ہاکنگ کے لئے بول چال کی

غرض سے جو خصوصی قسم کا کمپیوٹر ایجاد کیا گیا تھا اس کا بنیادی ''مغز'' یعنی مائیکرو چپ اسرائیلی انٹل ٹیکنالوجی کا ہی تیار کردہ تھا۔ یہ دونوں باتیں اس کے یہودی دوست سائنسدان اس کے لئے ایجاد یا دستیاب نہ کر پاتے تو شاید وہ ڈاکٹروں کی زہر کا انجکشن لگانے کی پیش کش کو قبول کرنے کے بارہ میں ضرور سوچتا! لیکن داد دینی پڑتی ہے اس باہمت، جرأت مند اور اصول پرست دہریے کو کہ جب 2013 میں اسرائیل نے اپنے ہر دلعزیز سابق وزیر اعظم اور سابق صدر شمعون پیریز کی نوے سالہ یوم پیدائش کی تقریبات میں اسٹیفن ہاکنگ سمیت دنیا بھر کی نمایاں شخصیات کو مدعو کیا تو تمام مدعوئین میں سے اسرائیل میں ہونے والی اس تقریب کا احتجاجی بائیکاٹ اگر کسی نے کیا تو وہ یہی دہریہ اسٹیفن ہاکنگ تھا۔ اس نے یہ بائیکاٹ فلسطینیوں پر ڈھائے جانے والے مظالم اور انہیں ان کے اپنے وطن سے جبری طور بے دخل کرنے، ان کے حقوق آزادی، حق خود مختاری سے محروم کرنے کی بنا پر اپنا احتجاج ریکارڈ کروانے کی غرض سے کیا تھا۔ اور وہ اس میں اتنا کامیاب رہا جس کی حد نہیں کیونکہ جس طرح اس نے اسرائیل کے دعوت نامہ کو ٹھکرایا اس سے اسرائیل کی دنیا بھر میں بیحد سبکی اور بے عزتی ہوئی، سمجھیں اسٹیفن ہاکنگ کے فالج شدہ ہاتھوں نے اچانک اور انتہائی غیر متوقع طور پر پوری طاقت کے ساتھ اسرائیل کے دونوں گالوں پہ ایسے زور سے چپت رسید کی جس کی آواز اور بازگشت کی گونج چار دانگ عالم میں ابھی تک گونج رہی ہے۔

پورے عالم عرب اور عالم اسلام نے اب تک مل کر جو احتجاج، جلسے جلوس، قرار دادیں وغیرہ منظور کی تھیں، ان سے تو اسرائیل کے کان پہ جوں تک نہ رینگی لیکن اس کے زیر احسان ایک سیکولر دہریے دیرینہ دوست کے اس احتجاجی بائیکاٹ نے عسکریت پسند صیہونی اسرائیل کے دونوں کان اچھی طرح سے ضرور سرخ کر دیئے اور جس کا ذکر اسرائیلی میڈیا اسکی وفات پر ایک بار پھر بطور شکوہ کئے بغیر نہیں رہ سکا۔ ''مارا جو تو نے پھول وہ پتھر سے کم نہیں!'' کی تمثیل یہاں بالکل فٹ بیٹھتی ہے۔

متعصب یہودیوں نے اسٹیفن ہاکنگ پر طعن و تشنیع کا ایک انبار لگا دیا۔ اسے احسان فراموش، منافق، نسل پرست اور نجانے کیا کیا قرار دیا لیکن اسٹیفن کی اصول پرستی کے سامنے ان کی کچھ پیش نہیں گئی۔

اس سے قبل وہ سائنٹیفک کانفرنسوں میں شرکت کی غرض سے چار بار اسرائیل تشریف لے جا چکے تھے لیکن چونکہ مذکورہ دعوت نامہ ایک سیاسی نوعیت کی تقریب سے متعلق تھا اس لئے معذرت نہیں بلکہ بائیکاٹ کا اعلان کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ فلسطینیوں سے متعلق اسرائیل کی موجودہ سیاسی پالیسیاں تباہ کن ہیں۔

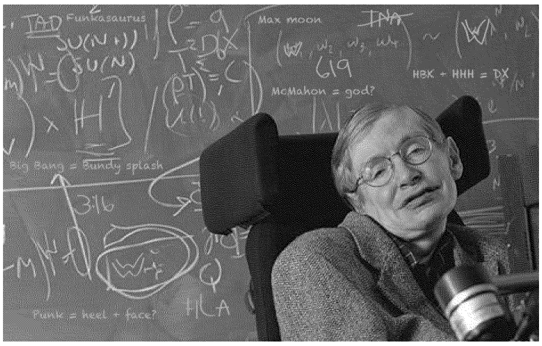

قارئین کرام! ایک طرف اس دہریئے کی انسان دوستی اور فلسطین دوستی کی خاطر اسرائیل کے عملی بائیکاٹ کو دیکھیں اور دوسری طرف خادم حرمین شریفین بانی مملکت السعودیہ کنگ عبدالعزیز کا یہ مبینہ بیان کہ انہیں کوئی پرواہ نہیں ہوگی اگر برطانوی مینڈیٹ کے اختتام اور اسرائیل کے قیام کے بعد سارے فلسطینیوں کو اٹھا کر بحیرہ مردار میں پھینک دیا جائے۔

اسی طرح سے اس اصول پرست دہریئے کی فلسطین دوستی کو دیکھیئے اور ''امیر المومنین'' کہلائے جانے کے خواہشمند بریگیڈئر (بعد میں جنرل) ضیاء الحق کی اردن میں پناہ گزین ہزارہا فلسطینی مہاجرین کے خون کی ہولی کھیلنا یاد کیجئے جس کے بارہ میں اسرائیلی مبصرین بے ساختہ کہہ اٹھے تھے کہ اتنے فلسطینی تو عرب اسرائیل جنگوں میں نہیں مارے گئے جتنے ان کیمپوں پہ بمباری کے ذریعے مار دیئے گئے ہیں۔

اور پھر اسی طرح اس اصول پرست دہریئے کی فلسطین دوستی کو دیکھیں اور دوسری طرف عرب لیگ، اور اسلامی ممالک کی تنظیم

او آئی سی کے ممبران کی بے حسی اور بے شرمی کو جو ایک دہائی قبل امریکی کانگرس کی طرف سے یروشلم کو اسرائیل کا دارالحکومت قرار دیئے جانے پر بالکل خاموش رہے اور اب بھی خاموش ہیں۔ نہ انہوں نے امریکہ کا بائیکاٹ کیا نہ اسرائیل کے دیگر حمایتی ممالک کا۔

پاکستانی سینیٹرز کو بھی دیکھ لیں (گو کیا پدی اور کیا پدی کا شوربہ) جو ڈونلڈ ٹرمپ کے یروشلم کے بارہ میں اعلان پر منہ سے جھاگ نکال نکال کر سینیٹ میں تقریریں کرتے رہے کہ امریکی مصنوعات کا بائیکاٹ کرد، یہ کردو، وہ کردو وغیرہ ،لیکن جب ایک جرأت مند سینیٹر نے بھری محفل میں راجہ ظفرالحق سمیت سارے سینیٹروں کو چیلنج کیا کہ پہلے اپنے اپنے پاسپورٹوں کا وہ صفحہ تو اکھاڑ کر اور پھاڑ کر دکھائیں جس پر پانچ پانچ سال کے لئے امریکی ویزہ لگے ہوئے ہیں جو سب پارلیمنٹیرین کو ملتے ہیں ،تو یہ سب ''مومنین'' اپنی اپنی بغلیں جھانکتے بلکہ سونگھتے رہ گئے۔

اب بتائیں کیا اس معاملہ میں وہ ایک دہریہ ان سب بے غیرت ''غیر دہریوں'' سے زیادہ نمبر نہیں لے گیا جس کے قول اور فعل میں کوئی تضاد نہ تھا۔اس صورتحال میں آج کا نوجوان دہریت اور الحاد کی طرف مائل ہوتا نظر آرہا ہے تو اسے قصوروار ٹھہرانا کہاں تک جائز ہوگا؟۔

واضح رہے کہ اسٹیفن ہاکنگ کی فلسطین دوستی کا یہ مظاہرہ اپنی نوعیت کا کوئی پہلا واقعہ نہیں تھا اس سے قبل 2009 میں انہوں نے الجزیرہ نیوز چینل کو انٹرویو دیتے ہوئے غزہ میں اسرائیلی وسعت پسندی اور عسکری کارروائیوں کو ساؤتھ افریقہ میں نافذ سابق سفید فام استعماری اپارتھائیڈ سے تشبیہ دی تھی۔اس بیان پر بھی یہودی لابی نے ان کے خلاف کھل کر احتجاج کیا۔

اسی طرح گزشتہ برس 2017 میں اسٹیفن ہاکنگ نے فیس بک پر دنیا بھر میں موجود اپنے 3.8 ملین چاہنے والوں (فالورز) سے دل کھول کر چندہ دینے کی اپیل کی تھی تاکہ فلسطینی طلباء کے لئے ویسٹ بینک (فلسطین) میں گریجوایٹ اور ماسٹرز لیول پر فزکس پڑھائے جانے کا انتظام کیا جاسکے۔واضح رہے کہ سٹیفن ہاکنگ تھیوریٹکل فزکس کے ماہر تھے۔

عجب آزاد مرد تھا، ایسا کہاں سے لائیں کہ تجھ سا کہیں جسے!

دِل و دیدہ پر کیا اجارہ ہمارا
نہ صحرا ہمارا نہ دریا ہمارا
فلک بھی جو چاہے تو اچھے نہ ہوں گے
ہمارا عدو ہے مسیحا ہمارا
گریبان وحشت نے پھاڑا تو کیا غم
خدا رکھنے والا ہے پردہ ہمارا
محبت نبھے بت کہ ہو خانۂ دِل
ہمارا تمہارا تمہارا ہمارا
ہم اے رشکؔ مٹتے رہے آبرو پر
رہا نقش بر آب نقشہ ہمارا

میر علی اوسط رشکؔ

تربیت اولاد اور ہماری ذمہ داریاں

شگفتہ حسن صاحبہ۔لندن

تسخیرِ خَلق خُلق و محبت سے تم کرو
ہر ایک سے خلوص و محبت نصیب ہو
نکلیں تمہاری گود سے پَل کر وہ حق پرست
ہاتھوں سے جن کے دین کو نصرت نصیب ہو
ایسی تمہارے گھر کے چراغوں کی ہو ضیاء
عالم کو جن سے نورِ ہدایت نصیب ہو

معزز قارئین! اولاد کی اچھی تربیت ہی وہ عظیم الشان کام ہے جس کے نتیجے میں قوموں، قبیلوں اور خاندانوں کے وقار کو چار چاند لگتے ہیں۔ وہ ماں باپ جو اپنے بچوں کی تربیت احسن رنگ میں کرتے ہیں وہ خود اور ان کے بچے دنیا میں بھی جنّت میں رہتے ہیں اور اخروی جنّت کے حصول کے لئے بھی وہ ایک دوسرے کے مدد و معاون بن جاتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بچوں کی تربیت نہ کرنے والے والدین کو نہایت سخت الفاظ سے مخاطب کیا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ”اور جو شخص مجھ پر ایمان لانے والے ان چھوٹے بچوں میں سے کسی کے ٹھوکر کھانے کا باعث بنتا ہے تو ایسے شخص کے لئے بہتر ہے کہ چکّی کا بھاری پاٹ اُس کی گردن سے لٹکا کر اُسے سمندر میں پھینک دیا جائے۔“ (مرقس ۹:۴۲)

بچوں کی تربیت کا زمانہ اُن دعاؤں سے ہی شروع ہو جاتا ہے جو بچوں کے والدین اپنے لڑکپن میں چپکے چپکے اپنے شریک سفر کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور کرتے ہیں۔ پھر بچے کی خواہش پر اللہ تعالیٰ کے حضور گڑ گڑانا اور پھر پیدائش سے پہلے آنے والے مہمان کے لئے کی جانے والی دعائیں بھی تربیت اولاد کا ایک نہایت اہم حصہ ہیں۔ پھر بچے کی پیدائش کے بعد بچے کے کان میں اذان اور تکبیر کہنا، عقیقہ کرنا، سر کے بال صاف کرنا، اچھا سا نام رکھنا اور ختنہ کرنا بھی بچوں کی تربیت کا حصہ ہیں۔ کسی نیک بزرگ کے ہاتھوں بچے کو پہلی خوارک دینا بھی سنت رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔ پھر بچے کو وقت پر کھانا کھلانا اور بچے کی صفائی ستھرائی کا خاص خیال رکھنا اور بچے کی عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ اُسے اسلامی آداب سکھاتے چلے جانا والدین کے فرائض میں شامل ہے۔

جب تک مسلمان والدین کی اکثریت اپنے بچوں کی تربیت میں مشغول رہی مسلمان دینی اور دنیاوی ترقی کے زینے بلاتردد چڑھتے رہے اور اقوام عالم کے لئے اسلامی تربیت سے آراستہ پاکیزہ وجود مشعل راہ بنے رہے۔ موجودہ دور میں مسلمانوں کی بربادحالی کی ایک بہت بڑی وجہ بچوں کی مناسب تربیت کا نہ ہونا ہی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

کلکم راع و مَسئول عن رعیته ،والامام راع و مَسئول عن رعیته ،والرجل راع فی اهله و مَسئول عن رعیته،والمراة فی بیت زوجها راعیة و مَسئو لة عن رعیتها ،والخادم فی مال سیده راع و مَسئول عن رعیته۔(قال : و احسب ان قد قال:" و الرجل راع فی مال ابیه۔")

(بخاری باب الوصایا حدیث نمبر ۲۷۵۱)

تم میں سے ہر کوئی نگہبان ہے اور اپنی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ حاکم بھی نگہبان ہے اپنی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا اور مرد اپنے گھر والوں کا نگہبان ہے اور اپنی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ اور عورت اپنے گھر کی نگہبان ہے اپنی رعیت کے بارے میں پوچھی جائے گی اور غلام اپنے صاحب کے مال کا نگہبان ہے اور اپنی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ مرد اپنے باپ کے مال کا نگہبان ہے اور اپنی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ (حضرت ابن عمرؓ) کہتے تھے: اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ”کہ مرد اپنے باپ کے مال کا نگہبان ہے۔“

رسول اللہ ﷺ نے بچوں کی پیدائش سے بھی پہلے اس کی تربیت کے آسان اور موثر طریق بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

"کُلُّکُم رَاعٍ وَّ کُلُّکُم مَسئول" عَن رَعِیته۔"

مندرجہ بالا مقدس حدیث کے متعلق چالیس جواہر پارے کے صفحہ ۱۴۸ میں لکھا ہے کہ:۔

''تم میں سے ہر ایک بادشاہ ہے اور اپنی رعیت کا ذمہ دار ہے اور ہر شخص اپنے دائرہ کے اندر ایک حاکم کی حیثیت رکھتا ہے اور تم میں سے ہر ایک کو اپنے ماتحتوں کے متعلق پوچھا جائے گا۔ ہر شخص اپنی رعیت کا خدا تعالیٰ کے روبرو جواب دہ ہوگا۔

اس ارشاد سے آپ نے ہر ماں باپ، ہر بھائی، ہر چچا، ہر دادا، خاندان کے ہر بڑے بزرگ اور ہر استاد کے ذمہ لگا دیا ہے کہ تم بچوں کے اخلاق عادات اور تعلیم کے خدا کے روبرو ذمہ دار ہو۔ تم سے سوال کیا جائے گا کہ کیوں فلاں نیکی ان میں موجود نہیں اور کیوں ترقی کی اہلیت کے باوجود انہوں نے ترقی نہیں کی۔ اور کیوں مقدرت کے باوجود تعلیم ان کے مناسب حال ان کو نہیں دی۔''

عبیداللہ بن زیاد حضرت معقلؓ بن یسار مزنی کی مرض الموت میں ان کی عیادت کے لئے گیا تو حضرت معقلؓ نے کہا میں تمہیں ایک حدیث سناتا ہوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے اگر مجھے علم ہوتا کہ میری زندگی ابھی باقی ہے تو میں تمہارے پاس بیان نہ کرتا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ فرماتے تھے:۔

ما من عبد یسترعیه اللّٰه رعیة یموت یوم یموت وهو غاش رعیته الا حرم اللّٰه علیه الجنّة۔

یعنی جس بندے کو اللہ تعالیٰ کسی رعیت کا نگران بنادے اور جب وہ مرے اس حال میں مرے کہ وہ رعایا کو دھوکہ دیتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس پر جنّت حرام کر دیتا ہے۔

(مسلم جلد اکتاب الایمان حدیث نمبر ۱۹۵ (۱۴۲) شائع کردہ نور فاؤنڈیشن)

معزز قارئین! بعض لوگ بچوں کی تربیت سے کناہ کشی اختیار کر لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ زمانہ ان کی تربیت کر دے گا انہیں یاد رکھنا چاہیے اللہ تعالیٰ نے زمانے کو ان کا نگران نہیں بنایا ہے بلکہ والدین کو ان کا نگران بنایا ہے اور اگر والدین اپنی ذمہ داریوں کا حق ادا نہیں کرتے تو وہ خدا کے حضور جواب دہ ہیں۔ اسی ذمہ داری کی طرف متوجہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَکُمْ وَأَهْلِیکُمْ نَاراً وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَیْهَا مَلَائِکَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَا یَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَیَفْعَلُونَ مَا یُؤْمَرُونَ۔

(سورۃ التحریم آیت ۷)

یعنی ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔ اُس پر بہت سخت گیر قوی فرشتے (مسلط) ہیں۔ وہ اللہ کی، اُس بارہ میں جو وہ انہیں حکم دے، نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جو وہ حکم دیے جاتے ہیں۔''

خدا تعالیٰ کے اس واضح فرمان میں مومنین کو ہدایت دی گئی ہے کہ وہ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو جہنم کی آگ سے بچائیں۔ مومن کی انتہائی منزل جنّت ہے اور جنّت ہی رضائے الٰہی ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قَدْ خَسِرَ الَّذِینَ قَتَلُواْ أَوْلاَدَهُمْ سَفَهاً بِغَیْرِ عِلْمٍ وَحَرَّمُواْ مَا رَزَقَهُمُ اللّهُ افْتِرَاء عَلَى اللّهِ ۔

ان لوگوں نے سخت نقصان اُٹھایا جنہوں نے اپنی اولاد کو بغیر علم کے قتل کر دیا اور اسی طرح اس رزق کو حرام قرار دیا جو اللہ نے ان پر حلال کیا تھا۔ (سورۃ الانعام آیت ۱۴۱)

ایک دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَا تَقْتُلُواْ أَوْلاَدَکُمْ خَشْیَةَ إِمْلاقٍ نَّحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِیَّاکُم إنَّ قَتْلَهُمْ کَانَ خِطْئًا کَبِیْرا ۔

(سورۃ بنی اسرائیل آیت ۳۲)

''اور اپنی اولاد کو کنگال ہونے کے ڈر سے قتل نہ کرو۔ ہم ہی ہیں جو انہیں رزق دیتے ہیں اور تمہیں بھی۔ ان کو قتل کرنا یقیناً بہت بڑی خطا ہے۔''

ان الفاظ کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ اگر تم اولاد کی عمدہ تربیت اور

اعلیٰ تعلیم کا خیال نہیں رکھو گے تو تم انہیں قتل کرنے والے ٹھہرو گے اور اگر کوئی قوم دیر تک زندہ رہنا چاہتی ہیں تو وہ آئندہ نسل کی اچھی تربیت کے نتیجہ میں ہمیشہ زندہ رہ سکتی ہے۔

مندرجہ بالا آیت کی تفسیر میں تفسیر کبیر کی جلد ۴ میں لکھا ہے:۔

''قتل کا لفظ استعمال کرنے کی میرے نزدیک یہ بھی وجہ ہے کہ اگر صرف یوں کہا جاتا کہ اولاد پر ضرور خرچ کیا کرو۔ تو ان الفاظ میں انبالواسطہ اثرات کی طرف اشارہ نہ ہوتا جو اولاد کی زندگی پر پڑتے ہیں۔ لیکن ان الفاظ کے استعمال نے تمام بالواسطہ تاثیرات کو بھی اپنے اندر شامل کر لیا ہے۔ مثلاً بیوی کی خوراک اور مناسب لباس کا خیال نہ رکھنا۔ یا دودھ پلانے یا ایام حمل میں اس پر کام کا بہت بوجھ ڈال دینا یہ سب امور ہیں جن سے اولاد پر برا اثر پڑتا ہے اور یا تو بچے ضائع ہو جاتے ہیں یا ان کی صحتیں کمزور ہو جاتی ہیں۔''

لَا تَقْتُلُوْا کے الفاظ میں ان سب امور کی مناہی آ جاتی ہے اور یہ غرض دوسرے الفاظ سے پوری نہ ہو سکتی تھی۔

اس آیت کے یہ معنے بھی ہو سکتے ہیں جو بعض صوفیاء کرتے ہیں۔ کہ اولاد کی پیدائش کو صرف اس خطرہ سے روکنا منع ہے کہ اگر اولاد زیادہ ہو جائے گی۔ تو پھر کھائے گی کہاں سے۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے اولاد کی پیدائش بند کرنا قتل اولاد کے حکم میں ہے اور قتل اولاد ہر حال میں منع ہے اور بُرا ہے تو معنے یہ ہوئے کہ املاق کی وجہ سے قتل اولاد (یعنی اس کی پیدائش کو روکنا) منع ہے۔ البتہ بعض اور صورتوں میں جائز بھی ہو سکتا ہے۔ مثلاً عورت بیمار ہو۔ اس وقت جائز ہو گا کہ اولاد پیدا کرنا بند کر دے۔ کیونکہ جس چیز کی وجہ سے قتل اولاد کو روکا گیا ہے وہ غیر محسوس ہے۔ ایسی وجہ کی بناء پر اولاد کی پیدائش کو روکنا ناجائز ہے۔ لیکن کسی محسوس اور مشاہد نقصان کی وجہ سے اولاد کی پیدائش کو روکنا منع نہیں۔

علاوہ پیدائش میں روک ڈالنے کے جو بچہ بن چکا ہو بعض حالات میں اس کا مارنا بھی جائز ہوتا ہے مثلاً کسی حاملہ عورت کے متعلق زچگی کے وقت یہ شبہ ہو کہ اگر بچہ کو طبعی طور پر پیدا ہونے دیا گیا تو والدہ فوت ہو جائے گی۔ اس صورت میں بچہ کو ضائع کر دینا جائز ہے۔ کیونکہ بچہ کے متعلق نہیں کہہ سکتے کہ وہ مردہ پیدا ہو گا یا زندہ۔ یا زندہ رہے گا یا نہیں۔ مگر ماں سوسائٹی کا ایک مفید وجود ہے۔ اس لئے وہمی نقصان سے حقیقی نقصان کو زیادہ اہمیت دی جائے گی۔ اور بچہ کو تلف کر دیا جائے گا۔

غرض **لَا تَقْتُلُوْا** کے الفاظ استعمال کرنے کے بعد **خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ** کی شرط لگا کر قرآن کریم نے اولاد کی تربیت، اس کی پرورش، ماں کی پرورش اور اس کی زندگی کی قیمت کے متعلق ایک وسیع مضمون بیان کیا ہے اور ایسے مختصر الفاظ میں کہ اس کی مثال دوسری کتاب میں نہیں مل سکتی۔ بلکہ حق یہ ہے کہ یہ مضمون ایسا اچھوتا ہے کہ دوسری کسی مذہبی کتاب نے اسے چھوا تک نہیں۔۔۔۔

اس آیت میں **نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ** فرما کر اس امر پر زور دیا ہے کہ انسان کے رزق میں اس کی اولاد کا رزق شامل ہے۔ پس اس سے محروم نہیں کرنا چاہیئے۔ اسی وجہ سے **نَرْزُقُهُمْ** کو پہلے رکھا اور باپ کے رزق کو بعد میں بیان کیا ہے۔''

اسی موضوع کے متعلق چند احادیث پیش خدمت ہیں:۔

حضرت عبداللہؓ نے کہا کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: **ان تدعو للّٰہ ندا وھو خلقك.** کہ تُو اللہ کا شریک ٹھہرائے حالانکہ اس نے تجھے پیدا کیا ہے۔ اس نے کہا: پھر کون سا؟ آپؐ نے فرمایا: **ان تقتل ولدك مخافة ان يطعم معك.** پھر یہ کہ تو اپنے بچہ کو اس ڈر سے کہ وہ تیرے ساتھ کھائے گا قتل کر دے۔ وہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا: پھر کون سا؟ آپؐ نے فرمایا: **ان تزاني حليلة جارك.** پھر یہ کہ تو اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرے۔

(مسلم جلد ا کتاب الایمان حدیث نمبر ۱۱۷ شائع کردہ نور فاؤنڈیشن)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:۔

كفى بالمرء اثما ان يحبس عمن يملك قوته.

آدمی کے گناہ گار ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ ان سے ان کی خوراک روک لے جن پر وہ اختیار رکھتا ہے۔

(صحیح مسلم جلد ۴ کتاب الزکوٰۃ حدیث نمبر ۱۶۴۸)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

دینار انفقته فی سبیل الله و دینار انفقته فی رقبة و دینار تصدقت به علی مسکین و دینار انفقته علی اهلك اعظمها اجرا الذی انفقته علی اهلك۔

(مسلم جلد ۴ کتاب الزکوۃ حدیث نمبر ۱۶۴۷ شائع کردہ نور فاؤنڈیشن)

''ایک دینار جو تم نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا اور ایک دینار جو تم نے گردن (آزاد کرنے کے لئے) خرچ کیا۔ایک دینار جو تم نے مسکین کو صدقہ دیا۔ایک دینار جسے تم نے اپنے اہل پر خرچ کیا۔ان میں سے اجر کے لحاظ سے سب سے بڑا وہ ہے جسے تم نے اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا۔''

حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ'' **انفقی او انضحی او انفحی ولا تحصی فیحصی اللّٰه علیك۔**" خرچ کرو یا فرمایا خوشبو چھڑکو (یا فرمایا) خوشبو پھیلاؤ اور بند کر کے نہ رکھو ورنہ اللہ بھی تم پر بند کر دے گا۔ (مسلم جلد ۱ کتاب الایمان حدیث نمبر ۱۶۹۴ شائع کردہ نور فاؤنڈیشن)

ایک دن رسول اللہ ﷺ بیٹھے تھے صبح تڑکے ایک جوان قوی ادھر سے گزرا اور ایک دکان میں چلا گیا۔صحابہؓ نے عرض کیا کہ افسوس یہ اتنے تڑکے راہ خدا میں اُٹھا ہوتا۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ایسا نہ کہو کیونکہ وہ اگر خود یا اپنے ماں باپ یا بیوی لڑکوں کو خلق سے لا پرواہ کرنے جاتا ہے تو بھی وہ خدا کی راہ میں ہے اور اگر تفاخر اور لاف اور تونگری کے لئے جاتا ہے تو شیطان کی راہ میں ہے۔

آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص خلق سے بے پرواہ ہونے کو یا اپنے پڑوسیوں یا عزیزوں کے ساتھ بھلائی کرنے کو دنیا میں طلب حلال کرتا ہے قیامت کے دن اُس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح منور اور تاباں ہوگا اور فرمایا کہ سچا سوداگر قیامت کے دن صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ اُٹھایا جائے گا۔ (اکسیر ہدایت از امام غزالیؒ)

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں کسی جگہ اپنی موت کو اس سے زیادہ دوست نہیں رکھتا ہوں کہ مَیں بازار میں اپنے عیال کے واسطے طلب طلب حلال کرتا ہوں اور میری موت آجائے۔

ایک دفعہ رسول اکرم ﷺ نے اپنے صحابہؓ سے فرمایا:۔

میرے خدا نے مجھ سے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ اگر تمہاری اُمّت اپنی اولاد پر بھی خرچ کرے گی تو خدا اس کو ویسی ہی جزا دے گا جیسی غریبوں پر صدقہ کرنے کے نتیجہ میں اس کو جزا ملتی ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ نے یہ نصیحت فرمائی تو ساتھ یہ بھی فرمایا کہ اگر تُو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی غرض سے اپنی بیوی کے منہ میں لقمہ بھی ڈالے تو اس کا بھی ثواب ملے گا۔

یقیناً وہ انسان جو اپنی اولاد پر مال خرچ کرنے سے گھبراتا ہے وہ اسلامی تعلیمات کے منافی کام کرتا ہے۔دین اسلام تو جانوروں کے حقوق کی بھی حفاظت کرتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

عذبت امراۃ فی هرة ربطتها حتی ماتت فدخلت فیها النار ،لا هی اطعمتها ولا سقتها اذ حبستها ولا هی ترکتها تاکل من خشاش الارض۔ (بخاری کتاب الانبیاء حدیث نمبر ۳۴۸۲)

یعنی (بنی اسرائیل کی) ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا تھا جسے اس نے قید کر رکھا تھا جس سے وہ بلی مَر گئی تھی اور اس کی سزا میں وہ عورت دوزخ میں گئی۔جب وہ عورت بلی کو باندھے ہوئے تھی تو اس نے اسے کھانے کے لئے کوئی چیز نہ دی، نہ پینے کے لئے اور نہ اس بلی کو چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے ہی کھالیتی۔

پھر اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں سورۃ التّغابن کی آیات ۱۵،۱۶ میں فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوهُمْ وَإِن تَعْفُوا وَتَصْفَحُوا وَتَغْفِرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۔إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَاللَّهُ عِندَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ۔

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! یقیناً تمہارے ازواج میں سے اور اولاد میں سے بعض تمہارے دُشمن ہیں۔پس ان سے بچ کر رہو اور اگر تم عفو سے کام لو اور درگذر کرو اور معاف کر دو تو یقیناً اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بچوں کی احسن رنگ میں تربیت کرنے کی توفیق دے۔آمین

(مضمون کی تیاری میں کتاب ''سائبان'' سے مدد لی گئی ہے)

غیر ملکی شہریت: اندھیر نگری چوپٹ راج

تحریر: رانا عبدالباقی

قارئینِ کرام! بانیانِ پاکستان کی ارواح بھی بقائے دوام میں یقیناً کانپ رہی ہونگی جس ظالمانہ انداز سے جمہوریت کی نام لیوا ملکی سیاسی قیادت مملکت خداداد پاکستان میں جمہوریت کے نام پر ملک وقوم کی تباہی کے درپے ہے۔ ملک میں سیاسی قیادت کا بحران تو پہلے ہی شدید تر ہے لیکن قومی نظامِ حکومت کی تسلیم شدہ طریقِ رسوم یعنی (Established State Crafts) میں جس شدت سے ٹوٹ پھوٹ دیکھنے میں آ رہی ہیں اُس سے تو یہی محسوس ہوتا ہے کہ ملکی حالات اندھیر نگری چوپٹ راج سے بھی آگے جا چکے ہیں۔ البتہ ریاست کے دو اہم ستون یعنی سپریم کورٹ آف پاکستان اور افواجِ پاکستان ملکی حالات میں بہتری لانے کیلئے اچھائی کی آواز کے طور پر ضرور متحرک ہیں۔ اندریں حالات چیف جسٹس سپریم کورٹ آف پاکستان جناب ثاقب نثار نے ملک میں حالات کی بہتری کیلئے حکومتی اُمنگوں کو انتہائی زنگ آلود پاتے ہوئے جب آئین وقانون کی عائد کردہ ذمہ داریوں سے ریاستی انحراف، صحت، تعلیم، ہائیر ایجوکیشن، پبلک ورکس میں بے پایاں بدانتظامی و بدعنوانی اور عوام کے بنیادی حقوق کی پامالی کا نوٹس لینا شروع کیا تو ظاہر ہوا کہ ملک میں سیلابی پانی کی چادر کی طرح پھیلتی ہوئی کرپشن نے ملکی نظام حکومت کو تاریخ کی بدترین تباہی کے کنارے پر پہنچا دیا ہے۔ چیف جسٹس کو عوامی بہبود اور مفاد عامہ کی متعدد اسکیموں بشمول تعلیم، صحت، صاف پانی وغیرہ کو ذاتی طور پر دیکھنے کا موقع ملا تو محسوس ہوا کہ کرپشن اور بدانتظامی کے عفریت نے آوے کا آوا ہی بگاڑ کر رکھ دیا ہے چنانچہ جناب ثاقب نثار کو یہ آبزرویشن بھی دینی پڑی کہ ملک ایسٹ انڈیا کمپنی کی طرح ٹھیکیداروں کے حوالے نہ کیا جائے اور اگر کام نہیں ہوتا تو حکومت چھوڑ دو؟ یہی صورتحال قومی سلامتی میں سقم کے حوالے سے غیر ملکی دُہری شہریت رکھنے والے سرکاری افسران کے بارے میں سامنے آئی ہے۔ گزشتہ روز چیف جسٹس نے جب دُہری شہریت رکھنے والے افسران سے متعلق ازخود نوٹس کی سماعت کی تو ہزاروں افسران کی غلط بیانی نوٹس میں آئی ہے جبکہ صوبوں کی انتظامیہ نے ابھی مکمل معلومات فراہم نہیں کی ہیں۔ فیڈرل انویسٹی گیشن ایجنسی FIA کی مبینہ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ 147 افسران نے اپنی اور 291 افسران نے اپنی بیگمات کی دُہری شہریت چھپائی ہے چنانچہ عدالت عظمیٰ کی جانب سے مبینہ طور پر 445 افسران کو نوٹس جاری کر دیا گیا ہے۔ میڈیا اطلاعات میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ دُہری شہریت چھپانے والوں میں زیادہ تعداد پنجاب حکومت میں کام کرنے والے افسران کی ہے۔ ایف آئی اے کو بہرحال اِن غیر مصدقہ خبروں کی تحقیق بھی کرنی چاہیے کہ پنجاب میں ہی تقریباً 298 بھارتی شہریوں کو سابق نااہل وزیراعظم میاں نواز شریف کے چار سالہ دورِ حکومت میں ایجنسیوں کی تفتیش کے بغیر پاکستانی شہریت سے کیوں سرفراز کیا گیا؟ بہرحال ملکی سلامتی کے قوانین کے حوالے سے پاکستانی شہریوں کی دُہری شہریت کا چھپایا جانا کوئی اچھا شگون نہیں ہے کیونکہ اِس ریاستی بدانتظامی کا تعلق براہ راست کہیں نہ کہیں ملکی سلامتی سے جڑ جاتا ہے۔

درحقیقت، مغربی ممالک بشمول ریاست ہائے متحدہ امریکا، برطانیہ اور نیٹو اتحاد میں شامل کچھ یورپی ممالک دُہری شہریت کے حامل پاکستانیوں کو مخصوص مفادات کیلئے استعمال کر سکتے ہیں۔ مغربی ممالک جب کسی غیر ملکی کو اپنی شہریت سے سرفراز کرتے ہیں تو اُن سے یہ حلف بھی لیا جاتا ہے کہ وہ اپنے ذہنی تحفظات سے ہٹ کر میزبان ملک کی سویلین اتھارٹی کے احکامات پر کسی بھی آپریشن کیلئے کام کرنے سے گریز نہیں کریں گے۔ حقیقت یہی ہے کہ کوئی بھی پاکستانی امریکا، برطانیہ اور یورپی نیٹو ممالک کے حلف نامے کے تحت اپنے ملک کی شہریت چھوڑ کر ہی غیر ملکی شہریت حاصل کرتا ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ اِس سلسلے میں امریکی حلف نامہ کسی بھی پاکستانی سے امریکی شہریت کے حلف نامے میں کس بات کا متقاضی ہوتا ہے، امریکی شہریت کے حلف نامے میں کہا گیا ہے:

"I hereby declare on outh that I absolutely and entirely renounce and abjure all allegiance and fidality to any foreign prince, potentate, state, or sovereignity of whom or

which I have heretobefore been a subject or citizen; that I will support and defend the constitution and laws of the United States of America gainst all enemies, foreign and domestic; that I will bear true faith and allegiance to the same; that I will bear arms on behalf of the United States when required by the law; that I will perform noncombatant service in the Armed Forces of the United States when required by the law; that I will perform work of national importance under civilian direction when required by the law; and that I take this obligation freely without any mental reservation or purpose of evasion, so God help me".

قارئین کرام، درج بالا حلف نامے کی روشنی میں اِس اَمر کی بخوبی وضاحت ہوجاتی ہے کہ کوئی بھی غیر ملکی بل خصوص امریکی شہریت حاصل کرنے والا پاکستانی، پاکستان کی شہریت کو مکمل طور پر ترک کرکے ہی امریکی شہریت حاصل کرتا ہے جبکہ امریکی حکومت اِنہیں اپنے سابق ملک کے خلاف کسی بھی فوجی یا سول مقصد کیلئے استعمال کرسکتی ہے۔ چنانچہ پاکستان آئین کے آرٹیکل 62(1)(a) کے تحت کوئی شخص مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کا رکن بننے کا اہل نہیں ہوگا اگر وہ پاکستان کا شہری نہ ہو جبکہ آئین کے آرٹیکل 63(1)(c) کے تحت کوئی بھی شخص مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے رکن کے طور پر منتخب ہونے یا چنے جانے اور رکن رہنے کیلئے نااہل ہوگا اگر وہ پاکستان کا شہری نہ رہے اور کسی بیرونی ملک کی شہریت حاصل کرلے۔ اندریں حالات، پاکستانی شہریت چھوڑنے پر درج بالا غیر ملکی شہریت کا حلف اُٹھانے پر جس کی رُو سے دُہری شہریت رکھنے والا شخص غیر ملکی فوج یا سول اتھارٹی یعنی متعلقہ ملک کی سول ایجنسیوں کیلئے کام کرنے کا پابند ہوتا ہے، تو پھر وہ کس طرح پاکستان کے مفاد میں سرکاری فرائض سرانجام دے سکتا ہے۔ درج بالا حلف نامہ ملک میں رائج آفیشل سیکریٹ ایکٹ کی بیشتر دفعات بل خصوص 4(1) اور 4(2)(b)(c) کی ممکنہ خلاف ورزی کے زمرے میں بھی آتا ہے جبکہ بادیءالنظر میں پاکستانی سول اسٹبلشمنٹ کوڈ (ESTACODE) جسے آئین کے آرٹیکل 240/241 کے تحت تحفظات حاصل ہیں میں بھی سرکاری افسران کیلئے حکومت کی اجازت کے بغیر غیر ملکی خواتین سے شادی ممنوع ہے اور اسے سرکاری افسران کے مس کنڈکٹ میں شمار کیا جاتا ہے جس کی سزا ملازمت سے برطرفی کے ضمن میں شمار کی جاتی ہے چنانچہ دُہری شہریت کو چھپانا اور غیر ملکی شہریت رکھنے والی خواتین سے شادی کو چھپانا نہ صرف مس کنڈکٹ میں شمار کیا جانا چاہیے بلکہ ایسے سرکاری ملازمین پر آفیشل سیکریٹ ایکٹ کا اطلاق بھی ہوتا ہے۔ حیرت ہے کہ ملک میں گزشتہ عشرے سے آئینی اور سول کوڈ کی خلاف ورزی کا یہ سلسلہ دیدہ دلیری سے جاری ہے لیکن صد افسوس کہ حکومت دہری شہریت کے حوالے سے ملکی سلامتی امور سے غفلت برتنے اور عوام الناس سے حقائق چھپانے میں پیش پیش ہے تو پھر اِسے غیر ملکی شہریوں کی انتظامی اداروں اور پارلیمنٹ میں موجودگی پر اندھیر نگری چوپٹ راج نہیں تو پھر کیا کہا جائیگا؟

حویلیوں میں مری تربیت نہیں ہوتی
تو آج سر پہ ٹپکنے کو چھت نہیں ہوتی
ہمارے گھر کا پتہ پوچھنے سے کیا حاصل
اداسیوں کی کوئی شہریت نہیں ہوتی
چراغ گھر کا ہو محفل کا ہو کہ مندر کا
ہوا کے پاس کوئی مصلحت نہیں ہوتی
ہمیں جو خود میں سمٹنے کا فن نہیں آتا
تو آج ایسی تری سلطنت نہیں ہوتی
وسیمؔ شہر میں سچائیوں کے لب ہوتے
تو آج خبروں میں سب خیریت نہیں ہوتی

وسیمؔ بریلوی

شمائل نبوی ﷺ

چوہدری ناز احمد ناصر۔لندن

لوگوں کو رسول کریم ﷺ پر حملہ کرنے کی جرآت اسی لئے ہوتی ہے کہ وہ آپ ﷺ کی زندگی کے صحیح حالات سے ناواقف ہیں یا اسی لئے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ دوسرے لوگ ناواقف ہیں۔اس کا ایک ہی علاج ہے جو یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ کی سوانح پر اس کثرت سے اور اس قدر زور کے ساتھ لیکچر دیئے جائیں اور مضامین لکھے جائیں تا کہ بچہ بچہ آپ ﷺ کے حالات زندگی اور آپ ﷺ کی پاکیزگی سے آگاہ ہوجائے۔

شمائل مصطفیٰ ﷺ کے مضمون میں خاکسار نے یہ کوشش کی ہے کہ نہایت اختصار کے ساتھ آپ ؐ کے شمائل اور حیات طیبہ کے وہ چند پہلو بیان کئے جائیں جو عام روزمرہ کی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں، جن سے علم ہوتا ہے کہ وہ وجود جو سید وُلد آدم ہے اس میں کس شان کی سادگی اور انکساری پائی جاتی تھی اور آپ ؐ کے معمولات زندگی عام دنیاوی بادشاہوں سے بالکل برعکس تھے۔

آنحضرت ﷺ کی پاکیزہ عادات واطوار کے بارہ میں قرآن شریف میں آیا ہے: وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ یعنی آپ عظیم الشان اخلاق پر فائز تھے۔ (سورۃ القلم:5)

اسی طرح آنحضرت ﷺ کا اپنا فرمان ہے: **اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ** ، یعنی "اخلاق حسنہ کی تکمیل کے لئے مجھے مبعوث کیا گیا ہے۔" (مؤطا امام مالک باب فی حسن الخلقی صفحہ 364)

آپ ﷺ کی رفیقہ حیات، حضرت عائشہؓ کی یہ شہادت ہے کہ اللہ کی رضا کے تابع آپ ﷺ کے سب کام ہوتے تھے اور جس کام سے خدا ناراض ہو، آپ ﷺ اس سے دور رہتے تھے۔(ترمذی جلد 4، صفحہ 215)

حضرت عائشہؓ نے اپنی چشم دید شہادت کا خلاصہ یہ بیان کیا کہ نبی کریمؐ کے اخلاق قرآن تھے، جس کا یہ مطلب ہے، **اول** آپ ﷺ کے اخلاق وہی تھے جو قرآن نے بیان کردیئے ہیں۔قرآن کی اخلاقی تعلیم پر عمل کر کے ایسا حسین عملی نمونہ پیش کردیا ہے جسے قرآن کریم نے اسوہ حسنہ قرار دیا۔**دوم** قرن نے جو حکم دیئے وہ آپ ﷺ نے پورے کردکھائے۔

کی اخلاقی تعلیم پر عمل کر کے ایسا حسین عملی نمونہ پیش کردیا ہے جسے قرآن کریم نے اسوہ حسنہ قرار دیا۔دوم قرن نے جو حکم دیئے وہ آپ ﷺ نے پورے کر دکھائے۔

اخلاق فاضلہ: وہ ہستی جس کے بارے میں عرش کے خدا نے گواہی دی کہ اے نبی تو عظیم اخلاق پر فائز ہے، وہ اخلاق کیسے شاندار ہوں گے۔

حضور ﷺ کے عام اخلاق کے بارہ میں حضرت خدیجہؓ کی پندرہ سالہ رفاقت کے بعد وہ گواہی کیسی زبردست ہے کہ" آپ ﷺ صلہ رحمی کرنے والے دوسروں کے بوجھ بانٹنے والے، گمشدہ اخلاق اور نیکیوں کو زندہ کرنے والے مہمان نواز اور راہ حق میں مصائب پر مدد کرنے والے ہیں اس لئے آپ ﷺ جیسے انسان کو اللہ ضائع نہیں کرے گا"۔ (صحیح بخاری)

پھر حضرت عائشہؓ کا آپ ﷺ کے اخلاق کے بارہ میں بیان ہے کہ" آپ ﷺ کبھی فحش کلامی نہ فرماتے تھے۔نہ ہی بازاروں میں آوازے کسنا آپ ﷺ کا شیوہ تھا۔آپ ﷺ بدی کا بدلہ بدی سے نہیں دیتے تھے بلکہ عفو اور درگذر سے کام لیتے تھے"۔ (صحیح بخاری)

صحابہ بیان کرتے ہیں کہ سب لوگوں کے محبوب ترین انسان آپ ﷺ تھے (احمد)۔جب کبھی آپ ﷺ کو دو معاملات میں اختیار دیا جاتا تو آسان امر کو اختیار کرتے۔آپ ﷺ سے زیادہ اپنے نفس پر ضبط کرنے والا کوئی نہ تھا۔ (صحیح بخاری)

حیاء ایسی تھی کہ آپ ﷺ کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ حیادار تھے (مسند احمد)۔حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ سب سے بڑھ کر سخی تھے (صحیح مسلم)۔جب کبھی آپ ﷺ سے سوال کیا گیا آپ ﷺ نے عطا فرمایا۔ (مسند احمد)

مال فئی (غنیمت) جس روز آتا اسی روز تقسیم فرما دیتے تھے۔توکل ایسا تھا کہ کبھی کل کے لئے کچھ بچا کر نہ رکھتے تھے (بخاری)۔آپ ﷺ تمام لوگوں سے بڑھ کر زاہد اور دنیا سے بے رغبت تھے (احمد)۔اپنے آپ کو دنیا میں ایک مسافر سمجھتے تھے جو ستانے کے لئے ایک درخت کے نیچے آرام کے لئے رکتا اور پھر آگے روانہ ہوجاتا ہے۔ (ترمذی)

شجاعت ایسی کہ جنگوں میں تن تنہا میدان میں لڑتے اور کبھی قدم پیچھے نہ ہٹایا۔ اشجع الناس اور سب سے زیادہ بہادر تھے (صحیح مسلم)۔ عفو ایسا کہ جانی دشمنوں اور قاتلانہ حملہ کرنے والوں کو بھی معاف کر دیا۔ (صحیح بخاری)

الغرض آپ ﷺ جامع اخلاق فاضلہ تھے۔ آپ ﷺ صفات الٰہیہ کے مظہر اتم تھے۔ آپ ﷺ خلق عظیم پر فائز تھے اور بنی نوع انسان کے لئے ایک خوبصورت اور کامل نمونہ تھے۔ ایسا نمونہ جس کی پیروی کی برکت سے آج بھی خدا مل سکتا ہے اور آج بھی وہ ہمارا خالق و مالک یہ پاکیزہ اخلاق نبوی اپنے بندوں میں دیکھ کر ان سے محبت کرنے لگ جاتا ہے۔ (اسوہ انسان کامل 22 تا 24)

ذیل میں آپ ﷺ کی زندگی کے چند چیدہ چیدہ واقعات کا ذکر کیا جائے گا تا کہ ہم مسلمان ان پر عمل کر کے اپنی زندگیوں اس اسوہ کے مطابق کرنے کی کوشش کر کے فلاح دارین حاصل کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس بارہ میں مدد کرے۔

حلیہ مبارک: ابراہیم بن محمد، جو حضرت علیؓ کی اولاد میں سے ہیں، بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ رسول اللہ ﷺ کا حلیہ بیان کرتے تو فرماتے: ”نہ رسول اللہ ﷺ بہت ہی زیادہ لمبے تھے، نہ ہی بہت پستہ قد کے تھے، کہ اعضاء ایک دوسرے میں پیوست ہوں، بلکہ میانہ قد کے تھے۔ نہ آپؐ کے بال بہت گھنگریالے تھے، نہ بالکل سیدھے، کسی قدر خمدار تھے۔ نہ ہی آپ ﷺ فربہ تھے اور نہ ہی نحیف الجسم، نہ ہی گال پھولے ہوئے تھے، بلکہ آپ ﷺ کا چہرہ کسی قدر گول تھا۔ رنگ سرخی مائل سفید تھا، آنکھیں نہایت سیاہ، پلکیں دراز، جوڑوں کی ہڈیاں مضبوط اور کندھے فراخ تھے۔ بدن پر بال نہ تھے (صرف) سینے سے ناف تک بالوں کی لکیر تھی۔ دونوں ہتھیلیاں اور پاؤں بھرے ہوئے تھے۔ جب چلتے تو مضبوطی سے پاؤں اٹھا کر چلتے، گویا آپ ﷺ ڈھلوان سے اتر رہے ہوں۔ جب (کسی طرف) رُخ فرماتے تو پوری طرح فرماتے۔ آپ ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان ”**مہر نبوت**“ تھی اور آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ آپ ﷺ سب سے زیادہ سخی دل تھے اور سب لوگوں سے زیادہ سچ بولنے والے تھے اور سب سے زیادہ نرم طبیعت تھے اور معاشرت میں سب سے زیادہ باوقار تھے۔ جو آپ ﷺ کو کسی تعارف کے بغیر دیکھتا تو مرعوب ہو جاتا اور جان پہچان کے بعد ملتا تو آپؐ سے محبت کرنے لگتا۔ آپ ﷺ کی تعریف کرنے والا کہتا ہے کہ میں نے نہ آپ ﷺ سے پہلے نہ آپ ﷺ کے بعد کسی کو آپ ﷺ جیسا دیکھا“۔

(شمائل النبی ﷺ، حدیث 6 صفحہ 3 باب ما جاء فی خلق رسول اللہ ﷺ ایڈیشن سوم 2010)

سادہ گھریلو زندگی: دونوں جہانوں کے بے تاج بادشاہ ﷺ کا کھانا پینا اور خوراک ولباس اتنے سادہ تھے کہ اسراف کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ آپ ﷺ فرماتے تھے: **میں تو عام مزدور سا آدمی ہوں۔ عام انسانوں کی طرح کھاتا پیتا اور اٹھتا بیٹھتا ہوں**“۔ آپ ﷺ کی گھریلو زندگی بھی اس پر گواہ تھی۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: ”**رسول کریم ﷺ اپنے گھر میں اپنے اہل خانہ کے ساتھ گھریلو کام کاج میں مدد فرماتے تھے۔ آپ ﷺ کپڑے خود دھو لیتے تھے، گھر میں جھاڑو بھی دے لیا کرتے، خود اونٹ باندھتے تھے، اپنے پانی لانے والے جانور اونٹ وغیرہ کو خود چارہ ڈالتے تھے، بکری خود دُوھتے، اپنے ذاتی کام خود کر لیتے تھے۔ خادم کے ساتھ اس کی مدد بھی کرتے، اس کے ساتھ مل کر آٹا بھی گوندھ لیتے، بازار سے اپنا سامان خود اٹھا کر لاتے**“۔

(مسند احمد جلد 6، صفحہ 49، 121 مطبوعہ بیروت)

روزمرہ کے معمولات: کہتے ہیں کسریٰ شاہ ایران نے اپنے ایام کی تقسیم اس طرح کر رکھی تھی کہ جس دن باد بہار چلے وہ سونے کے لئے مقرر ہوتا تھا، ابر آلود موسم شکار کے لئے مختص تھا، برسات کے دن رنگ وطرب اور شراب کی محفلیں سجتی تھیں اور جب مطلع صاف ہوتا اور دن روشن تو دربار شاہی لگایا جاتا اور عوام وخواص کو اذن باریابی ہوتا، ظاہر ہے یہ تو اہل دنیا کا حال ہے جو آخرت سے غافل ہیں۔

مکرم ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہر حال یسر عسر میں اپنے دن کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہوا تھا۔ دن کا ایک حصہ عبادت الٰہی کے لئے، ایک حصہ اہل خانہ کے لئے اور ایک حصہ ذاتی ضروریات کے لئے مقرر تھا، پھر اپنی ذات کے لئے مقرر حصہ میں سے بھی ایک بڑا حصہ نوع انسانی کی خدمت میں صرف ہوتا تھا۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ للقاضی عیاض جلد 1 ص 174 دار الکتاب العربی، اسوہ انسان کامل، ص 3)

رسول کریم ﷺ کی 23 سالہ (دور نبوت) زندگی میں سے 13 سالہ مکی دور نزول قرآن، تبلیغی جدوجہد، اسلام قبول کرنے والوں کی تعلیم و تربیت اور ابتلاء و مصائب کا ایک ہنگامی دور تھا۔ اس کے معمولات کی تفصیلات اس طرح نہیں ملتیں جس طرح دس سالہ مدنی دور کے معمولات روز و شب کی تفاصیل احادیث میں ملتی ہیں اور جن سے مکی دور کا ایک اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

احادیث کے مطابق آپ ﷺ روزانہ اپنی مصروفیات کا آغاز نماز تہجد سے فرماتے تھے۔ نماز سے قبل وضو کرتے ہوئے مسواک استعمال فرماتے اور منہ اچھی طرح صاف کرتے۔ نہایت خوبصورت اور لمبی نماز تہجد ادا کرتے جس میں قرآن شریف کی لمبی تلاوت کرتے اتنا کہ زیادہ دیر کھڑے رہنے سے پاؤں پر ورم ہو جاتے۔ نماز کے بعد آپ کچھ دیر لیٹ جاتے۔ اگر آپؐ کے گھر والوں میں سے کوئی جاگ رہا ہوتا تو اس سے بات کر لیتے ورنہ آرام فرماتے۔ پھر جونہی نماز کے لئے حضرت بلالؓ کی آواز کان میں پڑتی فوراً نہایت مستعدی سے اٹھتے اور ۲ رکعت سنت مختصر ادا کر کے نماز فجر پڑھانے مسجد نبویؐ میں تشریف لے جاتے۔

کبھی نماز تہجد بیماری وغیرہ کے باعث رہ جاتی تو دن کے وقت نوافل ادا کرتے۔
(بخاری، كتاب التهجد، اسوہ انسان کامل، ص4)

رسول کریم ﷺ کی مجالس صحابہ کی تعلیم و تربیت کا بھی ایک نہایت عمدہ موقع ہوتی تھیں۔ اس دوران کبھی مدینہ کے بچے حصول تبرک کے لئے برتنوں میں پانی وغیرہ لے کر آتے تھے۔ آپ ﷺ برتن میں انگلیاں ڈال کر تبرک عطا فرماتے۔ قومی کاموں سے فارغ ہو کر آپ ﷺ گھر تشریف لے جاتے۔ اہل خانہ سے پوچھتے کہ کچھ کھانے کو ہے۔ مل جاتا تو کھا لیتے اور اگر کچھ موجود نہ ہوتا تو فرماتے اچھا آج روزہ ہی رکھ لیتے ہیں۔ (مسند احمد، جلد 6، ص45 / ترمذی کتاب الصوم، اسوہ انسان کامل، ص4،5)

نزول قرآن اور حفاظت: رسول کریم ﷺ پر ایک بہت اہم اور نازک ذمہ واری نزول قرآن اور اس کی حفاظت کی تھی، جس کے لئے اپنے اوقات کا بڑا حصہ آپ کو وقف کرنا پڑتا تھا۔ گھر یا مجلس میں، جہاں اور جب بھی وحی کا نزول ہوتا، اس کے بوجھ سے ایک خاص کیفیت آپؐ پر طاری ہوتی کہ جسم پسینہ سے شرابور ہو جاتا، جس کے فوراً بعد کاتب کو بلوا کر وحی الٰہی لکھوا لیتے۔ (بخاری بداء الوحی و فضائل القرآن، اسوہ کامل، ص6)

ذکر الٰہی و دعا: آپ ﷺ ہر کام اللہ کا نام لے کر شروع کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس کے بغیر کام بے برکت ہوتے ہیں۔ فراغت و مصروفیت ہر حال میں اللہ کو یاد رکھتے تھے۔ ''دست در کار و دل بایار'' کے حقیقی مصداق تھے۔ ہر موقع اور محل کے لئے آپ ﷺ سے دعائیں ثابت ہیں۔ صبح اٹھتے ہوئے خیر و برکت کی دعا مانگتے، تو شام کو انجام بخیر کی۔ گھر سے جاتے اور آتے ہوئے، مسجد میں داخل ہوتے اور نکلتے ہوئے، کھانا کھانے سے پہلے اور بعد میں، بیت الخلاء آتے جاتے، بازار جاتے ہوئے، سفر پر روانہ ہوئے، سوتے اور جاگتے وقت ہر حال میں خدا کی طرف رجوع کرتے اور اسے سہارا بنا کر دعا کرتے مجلس میں بیٹھتے تو ستر مرتبہ استغفار فرماتے تھے۔ (بخاری و ترمذی کتاب الدعوات، اسوہ انسان کامل، ص6)

دعاؤں میں زیادہ الحاح اور تضرع کے وقت **یَا حَیُّ وَ یَا قَیُّوْمُ** (یعنی اے زندہ، اے قائم رکھنے والے) پڑھ کر دعا کرتے۔ مصیبت کے وقت آسمان کی طرف سر اٹھا کر **سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ** پڑھتے۔ مجلس میں چھینک آنے پر **یَرْحَمُکَ اللّٰہ** کی دعا دیتے (بخاری کتاب الادب، اسوہ انسان کامل، ص7)

ظہر کے بعد گھر میں حسب حالات کچھ قیلولہ فرما لیتے اور فرمایا کرتے کہ قیلولہ کے ذریعے رات کی عبادت کے لئے مدد حاصل کیا کرو۔ نماز عصر کے بعد باری باری سب ازواج مطہرات کے گھر جایا کرتے تھے، جو ایک حویلی میں مختلف کمروں میں پاس پاس ہی تھے، مغرب کے بعد سب بیویاں اس گھر میں جمع ہو جاتیں جہاں حضور کی باری ہوتی وہاں ان کے ساتھ مجلس فرماتے۔

عشاء سے قبل سونا آپ کو پسند نہ تھا تا کہ نماز عشاء نہ رہ جائے اور عشاء کے بعد بلا وجہ زیادہ دیر تک فضول باتیں اور گپ شپ پسند نہ فرماتے تھے۔ البتہ بعض اہم دینی کاموں کے لئے آپ ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے عشاء کے بعد بھی مشورے فرمائے۔ دن کے کاموں کا اختتام نماز عشاء سے پہلے پہلے کر کے عشاء کے بعد آرام کرنا پسند کرتے تا کہ تہجد کے لئے بر وقت بیدار ہو سکیں۔ پھر آدھی رات کے قریب جب آنکھ کھلتی اپنے مولیٰ سے راز و نیاز میں محو ہو جاتے۔ آپ ﷺ نے رات کے ہر حصہ میں نماز تہجد ادا کی ہے۔ مگر اکثر رات کی آخری تہائی میں عبادت کرتے تھے۔ (بخاری و مسند احمد)

خوراک و غذا: آپ ﷺ کی خوراک و غذا نہایت سادہ تھی۔ بسا اوقات رات کے کھانے کی بجائے دودھ پر ہی گذارا ہوتا تھا۔ جَو ملی گندم کے اَن چھنے آٹا کی روٹی استعمال کرتے تھے کیونکہ اس زمانہ میں چھلنیاں نہیں ہوتی تھیں۔ یوں تو حضور ﷺ کو دستی کا گوشت پسند تھا مگر جو میسر آتا کھا کر حمد و شکر بجا لاتے۔ سبزیوں میں کدو پسند تھا۔ سرکہ کے ساتھ بھی روٹی کھائی اور فرمایا **''یہ بھی کتنا اچھا سالن ہوتا ہے۔''** عربی کھانا ثَرِید (جس میں گندم کے ساتھ گوشت ملا ہوتا تھا) مرغوب تھا۔ اسی نوع کا ایک اور کھانا ''ہریسہ'' بھی استعمال فرمایا ہے۔ سنگترہ کھجور کے ساتھ ملا کر کھانے کا لطف بھی اٹھایا۔ اللہ کی ہر نعمت کے بعد اس کا شکر ادا کرتے۔ میٹھے میں شہد کے علاوہ حلوہ اور کھیر پسند تھی۔ (بخاری کتاب الرقاق و بخاری و ترمذی کتاب الاطعمہ، مسند احمد اسوہ انسان کامل، ص8)

(جاری ہے، دوسری قسط اگلے شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں)

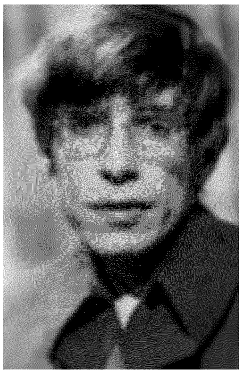

اسٹیفن ہاکنگ Stephen Hawking

تحریر و تحقیق: رانا محمد حسن خاں

بیسویں اور اکیسویں صدی عیسوی کے معروف ماہر طبیعات اسٹیفن ہاکنگ (Stephen Hawking) ۲۴ مارچ ۲۰۱۸ء کو بمقام کیمرج وفات پا گئے۔ ۸ جنوری ۱۹۴۲ء کو پیدا ہونے والے اس عظیم سائنسدان کو آئین سٹائن کے بعد گزشتہ صدی کا دوسرا بڑا سائنسدان مانا جاتا ہے۔

اسٹیفن ہاکنگ کے والد کا نام فرانک اور والدہ کا نام ازابیل تھا۔ اسٹیفن کا دادا امیر آدمی تھا، اس کا ایک بہت بڑا فارم ہاؤس یاک شائر میں تھا۔ مگر وہ جلد ہی دیوالیہ ہو گئے۔ کیونکہ امریکہ نے بڑی تیزی سے ۹۴ ہزار سے زائد میل لمبی ریلوے لائن بچھا کر کسانوں کے لیے غلہ کی آمد و رفت کی راہیں کھول دی تھیں۔ جب امریکہ نے آزاد تجارت کا برطانیہ سے معاہدہ کر کے نہایت سستا اناج برطانیہ بھیجنا شروع کیا تو مقامی زمیندار اس کی تاب نہ لا سکے تھے۔ اسٹیفن ہاکنگ کے والدین کو ان کے بزرگوں نے مالی تباہی سے بچایا۔ دونوں ماں باپ نے آکسفورڈ یونیورسٹی میں داخلہ لے لیا، والد نے میڈیسن اور والدہ نے فلاسفی، سیاست اور معاشیات میں ڈگری لی۔ بعد میں ہاکنگ کے والد قومی انسٹیٹیوٹ فار میڈیکل ریسرچ کے سربراہ بنے تھے۔ اسٹیفن کے والدین اور انکے بچے ذہین اور سنکی اس حد تک تھے کہ خاموشی سے کھانا کھاتے اور کھانے کے دوران بھی کتاب پڑھنا نہ بھولتے تھے۔

اسٹیفن ہاکنگ کی تعلیم کا آغاز ہائی گیٹ میں واقع ایک اسکول Byron House School سے ہوا۔ جب ہاکنگ نے تیرہ سال کی عمر میں گیارہویں جماعت کا امتحان مقررہ مدت سے ایک سال قبل ہی پاس کر لیا تو انکے والد کی خواہش تھی کہ ہاکنگ مقابلے کا امتحان دے کر اسکالرشپ حاصل کرے اور ممتاز اسکول ویسٹ منسٹر اسکول میں تعلیم حاصل کرے، اسکالرشپ لینے کی ضرورت اس لیے تھی کہ ان کے والدین اس اعلیٰ اسکول کے بھاری اخراجات پورے نہ کر سکتے تھے۔ مگر اس سال ہاکنگ بیمار ہو گیا اور امتحان نہ دے سکا۔ اسے اسکالرشپ کے لیے بیماری کی وجہ سے ایک سال مزید انتظار کرنا پڑا۔ اس عرصہ میں اسٹیفن ہاکنگ اپنے ہم عمر لڑکوں کے ساتھ زیادہ وقت گزارتا، سب لڑکے مختلف کھیل کھیلتے، آتش بازی بناتے، ہوائی جہاز اور کشتیاں بناتے اور عیسائیت اور غیر ارضی موضوعات پر بھرپور بحث کرتے۔ انہیں دنوں میں ہاکنگ نے اپنے ایک استاد کی زیرنگرانی ایک کمپیوٹر، کلاک، سوئچ بورڈ اور دوسری پرانی ناکارہ چیزوں کو ملا کر بنایا۔

اگلے برس ہاکنگ اسکالرشپ لینے میں کامیاب ہو گیا۔ والد چاہتے تھے کہ ہاکنگ میڈیسن پڑھے، مگر ہاکنگ نے فزکس، حساب اور کیمسٹری پڑھنے کا فیصلہ کیا۔ شروع میں ہاکنگ لائق طالب علم نہ تھا۔ مگر جلد ہی اس نے سائنسی مضامین کی طرف توجہ دینی شروع کر دی۔

سترہ برس کی عمر میں ہاکنگ آکسفورڈ یونیورسٹی میں مزید تعلیم کے لیے داخل ہو گیا۔ یونیورسٹی میں ہاکنگ ۱۸ ماہ تک بوریت اور تنہائی کا شکار رہا۔ اس کے تعلیمی سرگرمیوں سے لاتعلقی پر اس کے فزکس کے استاد نے اسے کہا کہ تمہارے لیے ضروری ہے کہ تم کچھ کر گزرو یہ دیکھے بغیر کہ دوسرے کیا کر رہے ہیں۔ اپنے استاد کے مشورے پر ہاکنگ سنجیدہ ہو گیا اور جلد ہی اس کے استاد Robert Berman کو کہنا پڑا کہ ہاکنگ یونیورسٹی کا لائق اور خوش دل لڑکا ہے جو کلاسیکل میوزک اور سائنس فکشن میں دلچسپی لیتا ہے۔ مگر یہ بھی حقیقت تھی کہ

ہاکنگ نے آکسفورڈ یونیورسٹی میں صرف ایک ہزار گھنٹے مطالعہ میں صرف کیے۔اس نے تحریری امتحان مختصر وقت میں تیاری کے ساتھ دیا۔ ہاکنگ کاسمولوجی میں دلچسپی رکھتا تھا اور اس کے لیے ضروری تھا کہ وہ فرسٹ ڈویژن میں پاس ہو۔مگر نتیجہ فرسٹ اور سیکنڈ ڈویژن کے بیچ تھا۔فیصلہ زبانی امتحان پر آ گیا۔جب زبانی امتحان میں ایک ممتحن نے اس سے پوچھا کہ تم کس ڈویژن میں پاس ہونا چاہتے ہو تو اس نے جواب دیا کہ اگر آپ لوگ مجھے فرسٹ ڈویژن میں پاس کرتے ہو تو میں کیمرج جاؤں گا اور اگر سیکنڈ کلاس میں پاس کرتے ہو تو میں آکسفورڈ ہی میں رہوں گا۔پس میں خیال کرتا ہوں کہ آپ مجھے فرسٹ ڈویژن میں پاس کرو گے۔اور ذہین ہاکنگ کو فرسٹ کلاس دے کر بی۔اے اونر کی ڈگری نیچرل سائنس میں عطا کر دی گئی۔ڈگری حاصل کرنے کے بعد ہاکنگ اپنے دوست کے ساتھ تفریحی دورے پر ایران چلا گیا۔

آکسفوڈ یونیورسٹی میں دوران تعلیم ہاکنگ کے ساتھ ایسا ہوتا تھا کہ وہ اچانک گر جاتا تھا،سیڑھیاں چڑھنا دشوار معلوم ہوتا اور چڑھائی چڑھنا بھی دوبھر لگتا۔جب ہاکنگ کیمرج گیا تو اس طرح کے معاملات نے اسے اور اس کے گھر والوں کو پریشان کر دیا۔جب ہاکنگ کے طبی معائنہ کے بعد جو بیماری ڈاکٹروں نے تشخیص کی اس کا نام motor neurone disease تھا اس بیماری کو amyotrophic lateral sclerosis بھی کہا جاتا ہے۔بغلی دماغ کی خشکی یا لوگیرگ جیسی بڑی بیماری کی خبر نے اسے حواس باختہ کر دیا۔موٹر نیوران بیماری سے انسان بڑی تیزی سے کمزور ہوتا چلا جاتا ہے۔یہ ایسی فالجی بیماری ہے جس میں دھیرے دھیرے سارا بدن فالج زدہ ہو جاتا ہے۔۱۹۶۳ء میں جب ہاکنگ اکیس برس کا تھا ڈاکٹروں نے ہاکنگ کو بتایا کہ اس کی زندگی دو برس سے زائد نہیں ہے۔

بیماری نے ہاکنگ کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیا کہ وہ پی ایچ ڈی کی ڈگری کیسے حاصل کرے گا اور اگر حاصل کر بھی لے تو کیا فائدہ۔ ہاکنگ چھڑی کے سہارے کے بعد وہیل چیئر پر بیٹھنے پر بادل نخواستہ مجبور ہو چکا تھا،کسی کی مدد کو وہ پسند نہیں کرتا تھا۔سوچ بچار کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچا کہ اسے پڑھنا چاہیے،کچھ کر کے دکھانا چاہیے،یہی وہ وقت تھا جب اسٹیفن ہاکنگ کا نیا جنم ہوا۔اس نے اپنے کام سے ایسی محبت کی جس نے آخر کار اسے اہل علم واہل دل لوگوں کی آنکھ کا تارا بنا دیا۔

اس لحاظ سے ہاکنگ خوش قسمت تھا کہ جہاں اسے ڈاکٹروں نے زندگی کے خاتمہ کی خبر دی وہاں اس کی زندگی بڑھانے کے لیے ہاکنگ کی بہن کی سہیلی Jane Beryl Wilde بہار بن کر اس کی زندگی میں آ گئی۔جین نے ہاکنگ کے کام اور اس کی خدمت کے لیے خود کو وقف کر دیا تھا۔جب ہاکنگ سے قوت گویائی چھن گئی تو جین اس کی پلکوں کے اشاروں سے اس کے دماغ میں اٹھنے والے قیمتی موتی چنتی رہی۔جین بھی اچھی ادیب اور استاد ہیں۔

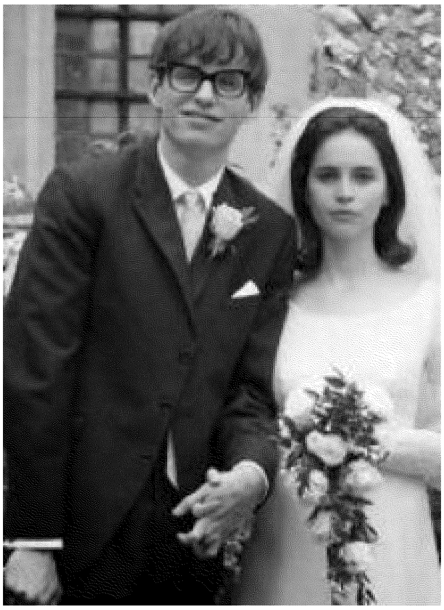

Jane Beryl Wilde and Stephen Hawking 1965

جین کے بطن سے اسٹیفن ہاکنگ کے تین بچے پیدا ہوئے۔بوقت وفات ہاکنگ دادا بھی بن چکا تھا۔شادی کے بعد ان کا سب سے بڑا مسئلہ اچھے مکان کا حصول بنا۔بعد میں ہاکنگ نے معذور افراد کے حقوق کے لیے بڑی مؤثر تحریک بھی چلائی تھی۔جین سے شادی کے بعد ہاکنگ کے عزیز واقارب اپنی ذمہ داریاں جین کے کندھوں پر ڈال کر ہلکے ہو گئے تھے۔۱۹۷۷ء میں جبکہ وہ چرچ میں جہاں وہ گیت گاتی تھی ایک آرگن نواز جوناتھن سے جین کی دوستی ہو

ہوگئی جون ۱۹۸۰ء میں رومانس کے جذبات پر منتج ہوئی۔ مگر ہاکنگ نے فروری ۱۹۹۰ء میں اپنی ایک نرس Mason کی زلفوں کا اسیر ہوگیا، اور ہاکنگ نے جین کو آزاد کردیا۔ ہاکنگ نے تیس برس جین کے ساتھ گزارے۔ ازدواجی بندھن سے چھٹکارے کے بعد بھی جین کے آخر تک ہاکنگ سے اچھے تعلقات رہے۔ جین اور ہاکنگ کی جدائی کی ایک وجہ مذہبی اختلاف بھی تھا۔ جین کٹر عیسائی تھی اور ہاکنگ مذہب پر یقین نہ رکھتا تھا۔ ۱۹۹۵ء میں ہاکنگ نے Mason سے شادی کر لی، اور خوشی سے کہا کہ میں نے ایسی عورت سے شادی کی ہے جس سے مَیں محبت کرتا ہوں۔ جین نے ۱۹۹۹ء میں اپنی یاداشتوں پر مشتمل ایک کتاب لکھی جس کا نام تھا Music to Move the Stars اس کتاب میں جین نے اپنے اور ہاکنگ کے تعلقات کے متعلق لکھا تھا۔ اس کتاب سے متعلق جب میڈیا نے ہاکنگ سے پوچھا تو اس نے صرف اتنا کہا کہ میں اپنے متعلق سوانح عمریاں نہیں پڑھتا۔ ہاکنگ کے رشتہ داروں کا خیال تھا کہ ہاکنگ کو اس کی دوسری بیوی کی طرف سے جسمانی ایذاء دی جارہی ہے، پولیس نے تفتیش شروع کی مگر ہاکنگ نے منع کردیا۔ ۲۰۰۶ء میں ہاکنگ نے Mason کو طلاق دے دی، اور جین اور اپنے بچوں سے قریبی تعلقات استوار کرلیے۔ اس خوشی کے دور میں جین نے ایک اور کتاب لکھی جس کا نام تھا Travelling to Infinity: My Life with Stephen یہ پہلی کتاب کا اصلاح شدہ دوسرا ایڈیشن تھا۔ یہی وہ کتاب تھی جس کی بنیاد پر ۲۰۱۴ء میں مشہور زمانہ فلم The Theory of Everything بنائی گئی تھی۔

۱۹۹۰ء میں جب اسٹیفن مکمل طور پر معذور ہوگیا تو وہ تمام معذوروں کے لیے رول ماڈل بن گیا تھا۔ اس نے معذوروں کے حقوق پر لیکچر دیے اور اور ایسی مہمات کا حصہ بھی بنا جن کا مقصد معذوروں کی بہبود کے لیے فنڈ اکٹھا کرنا تھا۔ اس نے گیارہ دیگر لوگوں سے مل کر معذوروں کے لیے ایک چارٹر پر دستخط کیے تھے، اسے Charter for the Third Millennium on Disability کا نام دیا گیا تھا۔ یہ چارٹر حکومت سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ وہ وہ معذوروں کے حقوق کے تحفظ کو یقینی بنائے۔ ۱۹۹۹ء میں ہاکنگ کو اس کام کے لیے American Physical Society نے Julius Edgar Lilienfeld Prize سے بھی نوازا تھا۔

۲۰۱۳ء میں ہاکنگ کی زندگی کے متعلق ایک ڈاکومنٹری فلم ریلیز کی گئی جس کا نام Hawking تھا۔ اسی برس اس نے موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا افراد کی شدید تکلیف میں ان کی خودکشی میں مدد دینے کے لیے ہونے والی قانون سازی کی حمایت کی تھی۔ ۲۰۱۴ء وہ سال تھا جب ہاکنگ نے Ice Bucket Challenge قبول کیا۔ یہ motor neurone disease نامی مرض سے آگاہی اور اس مرض کی ریسرچ کے لیے چندہ اکٹھا کرنے کے لیے انوکھا چیلنج تھا۔ اس چیلنج کو قبول کرنے والے کے سر پر برف کے ٹکڑے پانی بھری بالٹی میں ڈال کر ڈالے جاتے تھے۔ ہاکنگ نے بھی یہ چیلنج قبول کیا مگر نمونیہ ہونے کے پیش نظر اسے ایسا کرنے سے روک دیا گیا۔ اس نے اس مشکل کا حل یہ نکالا کہ اس کے تینوں بچوں کے سر پر برف ملا ٹھنڈا پانی ڈال دیا جائے، اور ایسا ہی کیا بھی گیا۔

۲۶ اپریل ۲۰۰۷ء کو ہاکنگ کو بوئنگ ۷۲۷ جس میں کشش ثقل کا لیول صفر تھا سوار کیا گیا۔ بی بی سی کو ایک انٹرویو میں اسٹیفن نے خلائی سفر کرنے کی خواہش کا اظہار کیا تھا، Richard Branson جو Virgin group کے نام سے ۴۰۰ مختلف بزنس کرتے ہیں نے جب اس خواہش کے متعلق سنا تو انہوں نے اسٹیفن ہاکنگ کو Virgin Galactic کے ذریعہ مفت خلائی سفر کی پیشکش کی جسے ہاکنگ نے فوراً قبول کرلیا۔ Richard Branson ایسے خلائی جہاز بنارہے ہیں جن کے ذریعہ لوگ خلائی سفر کرسکیں گے۔ بوئنگ ۷۲۷ کا تجربہ نہایت کامیاب رہا اور ۲۰۰۹ء میں اسٹیفن نے خلا میں جانا تھا مگر صد حیف اس کی وفات تک خلائی جہاز نہ بن پایا۔ مگر ہاکنگ نے صفر کشش ثقل میں قدم رکھ کر دنیا بھر کے معذوروں کے لیے خلائی سفر کی راہیں ہموار کردی ہیں۔ (باقی آئندہ۔ انشاءاللہ)

ہومیو پیتھک نُسخہ جات

وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ

لُولگنا

پاکستان میں گرمیوں کے موسم کا آغاز ہو چکا ہے۔گو اس میں ابھی شدت نہیں آئی مگر آئندہ دنوں میں ایشیا کے تمام ممالک میں لُو لگنے کا احتمال پیدا ہو جائے گا۔لُو لگنے سے بچاؤ کے لیے ہومیو ادویات بعض اوقات کرشماتی ثابت ہوتی ہیں۔اس مضمون میں چند ایسی ہومیو پیتھک ادویات کا ذکر ہوگا جن کا گرمیوں کے موسم میں استعمال انسان کو بہت سی تکلیفوں اور پیچیدگیوں سے بچانے کا باعث ہوتا ہے۔

دنیا کے شاید سب سے زیادہ ہومیو پیتھک ادویات کو سمجھنے والے محترم بزرگ لکھتے ہیں کہ مَیں نے لُو لگنے سے بچنے کے لیے ایک نسخہ بنایا ہوا ہے۔گلونائین (Glonoine)، نیٹرم میور (Natrum Mur.) اور آرسنک (Arsenic Alb.) ملا کر ۳۰ طاقت میں گھر سے نکلنے سے پہلے ایک خوراک استعمال کر لی جائے تو اللہ کے فضل سے سارا دن سر درد نہیں ہوگا۔ورنہ اگر سر درد ایک دفعہ شروع ہو جائے تو علاج مشکل ہو جاتا ہے اور بسا اوقات درد آ کر ٹھہر جاتا ہے اور آسانی سے پیچھا نہیں چھوڑتا۔

گلونائین (Glonoine): سر کو فالتو گرمی پہنچنے سے پیدا ہونے والی بیماریوں میں گلونائین بہت مفید ہے۔انگیٹھی کے پاس بیٹھنے سے بجلی یا گیس کی روشنی کے نیچے کام کرنے سے یا دھوپ میں گھومنے پھرنے سے لُو لگ جائے، سن سٹروک ہو جائے تو گلونائین مفید ہے۔

گلونائین ٹرائی نائیٹروگلیسرین ہے جس میں ہائیڈروجن اور آکسیجن کا عنصر موجود ہوتا ہے۔۔یہ بہت زور سے پھٹنے والا آتش گیر مادہ ہے۔

گلونائین انسانی مزاج پر بھی اثر انداز ہوتی ہے، دھوپ سے طبیعت خراب ہو جاتی ہے جیسے نائیٹروگلیسرین گرمی کو برداشت نہیں کرتی اسی طرح مریض بھی گرمی برداشت نہیں کر سکتا۔اس کے نتیجے سے سر گرمی سے پھٹنے لگتا ہے، جگہ جگہ چوٹیں پڑتی ہیں اور دھماکے ہوتے ہیں، جیسے کوئی سر کو ہتھوڑوں سے کوٹ رہا ہو۔گلونائین لُو لگنے سے بچنے کے لیے چوٹی کی دوائی ہے۔

گلونائین کا سر درد گرمیوں کے موسم میں سورج کے ساتھ ساتھ گھٹتا اور بڑھتا ہے۔گلونائین کا مریض بعض اوقات دیکھے بھالے راستوں کو بھول جاتا ہے۔اسے پتہ نہیں چلتا کہ وہ کہاں ہے اور کدھر جانا چاہتا ہے رستے اجنبی ہو جاتے ہیں۔گلونائین لُو لگنے سے ہونے والی متلی اور قے میں بھی مفید ہے۔دل کی دھڑکن زیادہ ہو جائے، تپش اور جلن کا احساس ہو تو گلونائین کا استعمال مفید ہے۔

بچوں کے گردن توڑ بخار میں جو خصوصاً گرمیوں میں ہو۔اس میں گردن پیچھے کو مڑ جاتی ہے، چہرہ پر شدت کی گرمی اور چمک ہوتی ہے۔

ہومیو فزیشن محترم رانا محمد حسن صاحب کی کتاب ”**خزینة الشفاء**“ کا دوسرا ایڈیشن شائع ہو چکا ہے۔اس کتاب کے تین سو ستر صفحات میں تقریباً تمام بیماریوں کا ہومیو پیتھک علاج بیان کیا گیا ہے۔اسی طرح خواتین کیلئے ایک سو باون صفحات پر مشتمل کتاب ’**امراض خواتین**‘ بھی شائع ہو چکی ہے۔اس کتاب میں خواتین کے مخصوص امراض اور اُن کا ہومیو پیتھک علاج تجویز کیا گیا ہے۔کتب کے حصول کیلئے فون کریں۔

Mob.07792998973 Tel. 020.36747909

E-mail. peshwltd@gmail.com

آنکھیں کھنچ کر اوپر کو چڑھ جاتی ہیں، سر اور اوپر کا دھڑ سخت گرم اور نچلا دھڑ ٹھنڈا ہو جاتا ہے، بہت پسینہ آتا ہے۔ مختلف قسم کے جراثیم کی وجہ سے ورم الدماغ (Meningitis) ہو جاتا ہے۔ اگر ملیریا کے جراثیم ریڑھ کی ہڈی میں چلے جائیں تو اس سے بھی ورم الدماغ ہو جاتا ہے۔ اگر اس بیماری کا تعلق موسم گرما سے ہو تو اس میں گلونائین مفید دوا ہے۔

نیٹرم میور (.Natrum Mur): کھانے کے نمک کی ہومیو پوٹینسی نیٹرم میور وسیع الاثر دوا ہے۔ انسانی بدن کا کوئی بھی ایسا جز نہیں جس پر یہ اثر انداز نہ ہو۔

نیٹرم میور کے مریض میں سخت تھکاوٹ اور نقاہت کے آثار پائے جاتے ہیں ۔ یہ نقاہت خواہ جسمانی ہو یا اعصابی نیٹرم میور کے مریضوں میں ضرور دکھائی دے گی۔ یہ تھکاوٹ اور نقاہت گرمی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ کیونکہ گرمی سے ہی نیٹرم میور کا مریض تکلیف محسوس کرتا ہے۔ نیٹرم میور کے مریضوں کو شدید پیاس لگتی ہے۔ اور یہ پیاس اتنی شدید ہوتی ہے کہ گویا بھڑکی لگی ہوتی ہے۔

نیٹرم میور زکام میں بھی مفید ہے۔ ڈاکٹر کینٹ کے مطابق زکام جو موسم گرما میں ہو اور جس کے ساتھ چھینکیں پائی جائیں ایسے زکام کو توڑنے کے لیے یہ دوا مجرب ہے۔ ویسے بھی یہ دوا زکام کے بار بار لگنے کی عادت کو توڑتی ہے۔ نیٹرم میور میں عام طور پر گرمی لگنے کی وجہ سے اور ملیریا بخار کے دوران ہو تکلیفیں نو بجے سے لے کر رات تک جاری رہتی ہے۔

آرسنک (.Arsenic Alb): آرسنک البم بے چینی، شدید نہ بجھنے والی بار بار لگنے والی پیاس اور بدبودار اخراجات کی مخصوص دوا ہے۔ اس کی بیماریوں میں اضافہ سرد غذا کے استعمال سے یا مرطوب موسم میں ہو جاتا ہے۔ آرسنک کی تکالیف گرمی سے آرام پاتی ہیں تاہم سر کی تکالیف گرمی کی بجائے سردی سے آرام پاتی ہیں۔ آرسنک کی بے چینی ذہنی ہوتی ہے ۔ اس میں ایکونائٹ کی طرح موت کا خوف بھی پایا جاتا ہے مگر ویسی شدت نہیں ہوتی بلکہ بیقراری، بے چینی اور وہم ہوتا ہے اور مریض سمجھتا ہے کہ اسے کچھ ہونے والا ہے۔

آرسنک کے مریض کی پیاس بھی بے چینی کا مظہر ہوتی ہے۔ گھونٹ گھونٹ پانی پیتا ہے لیکن پیاس بجھتی ہی نہیں اصل میں یہ پیاس ہے ہی نہیں محض بے چینی ہے۔

گرمیوں میں سرد غذاؤں اور مشروبات کا عام استعمال ہوتا ہے اگر ان کے استعمال سے تکالیف بڑھ جائیں تو آرسنک اس میں مفید ہے۔ ڈاکٹر کینٹ اور ڈاکٹر بورک دونوں نے آئس کریم یا برف کا پانی پینے سے پیدا ہونے والی معدہ کی تکالیف میں آرسنک کو مفید ٹھہرایا ہے۔ آرسنک لوٹ کر آنے والی بیماریوں اور خاص وقفہ سے بار بار آنے والی بیماریوں میں بھی مفید ہے۔ چار، سات یا چودہ دن کے خاص وقفوں میں مرض دہرایا جاتا ہے۔

نیٹرم کارب (.Natrum carb): لُو لگنے سے بچنے کے لیے مندرجہ بالا تین ادویات کے علاوہ ایک اور دوا بھی یاد رکھنے کے قابل ہے اور وہ دوا ہے نیٹرم کارب ۔ یہ دوا گرمی اور لُو لگنے کے رہ جانے والے بداثرات کو دور کرتی ہے۔ سن اسٹروک کے باقی رہنے والے دائمی اثرات اور وہ نزلہ جو ناک کے پیچھے گرتا ہے اور سن اسٹروک یا ہیٹ اسٹروک کے بعد پیدا ہوتا ہے اور پھر ایک مستقل بیماری بن کر چمٹ جاتا ہے، سر درد کے حملے بار بار ہوتے ہیں اور گرمی کی برداشت میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ نیٹرم کارب سن اسٹروک کے بعد رہ جانے والے بداثرات ختم کرتی ہے۔ (ہومیو پیتھی یعنی علاج بالمثل سے ماخوذ)

اہم اعلان

پیشوا میں ہومیو پیتھک و دیسی نسخہ جات شائع کرنے کا مقصد خدمت خلق اور قارئین کو علاج بالمثل کے فوائد سے آگاہ کرنا ہے۔ کسی بھی ہومیو پیتھک نسخہ یا دیسی ٹوٹکے کو استعمال کرنے سے پہلے کسی مستند ہومیو فزیشن یا حکیم سے مشورہ کرنا ضروری ہے۔ بغیر مشورہ کے نسخہ استعمال کرنا نقصان کا باعث بھی ہوسکتا ہے جس کا ادارہ پیشوا ذمہ دار نہیں ہوگا۔

(چیف ایڈیٹر۔ رسالہ پیشوا انٹرنیشنل لندن)

شیخ ابوالفضل علامی ابن مبارک ناگوری

ابوالفضل فیضی کے چھوٹے بھائی شیخ ابوالفضل علامی ابن مبارک ناگوری (۱۵۵۱ء تا ۱۶۰۲ء) کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔ اکبر اعظم کے نورتنوں میں یہ دو بھائی بھی شامل تھے۔ شیخ ابوالفضل علامی علم وفضل میں یگانہ روزگار تو تھا ہی، طاقت وشجاعت میں بھی مثل تھا۔ اپنی بہادری کی بنا پر منصب چار ہزاری پر فائز ہوا۔ اس نے علم کی پیاس بجھانے کے لیے اکبر اعظم کو ایسا عبادت خانہ تعمیر کروانے کے لیے قائل کیا جہاں مختلف الخیال علماء اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ شیخ ابوالفضل علامی منفرد شاعر بھی تھا، وہ مروجہ شاعری کو روحانی مرض سے تعبیر کرتا تھا۔ اس کی تصنیفات کی تعداد کم از کم سات ہے۔ اکبر نامہ اس کی مشہور تصنیف ہے، اس تصنیف کے تین حصے ہیں، تیسرے حصے میں آئین اکبری ہے۔ بعض لوگ اسے آزاد خیال فلسفی سمجھتے ہیں اور بعض علماء اسے دہریہ سمجھتے ہیں۔ ہمیں اس بات سے کوئی غرض نہیں کہ انہیں کوئی کیا کہتا ہے۔ ایک اچھے طالب علم کی طرح ہمیں ان کے خیالات میں سے جو خیال مدلل اور حقیقت سے قریب ہو اسے نا صرف اپنانا چاہیے بلکہ اسے دوسروں تک بھی پہنچانا چاہیے۔ آئین اکبری کے آغاز میں شیخ ابوالفضل علامی نے چند باتیں ایسی کی ہیں جنہیں یہ عاجز معزز قارئین کے علم میں لانا چاہتا ہے۔ اکبری دور میں جس طرح علماء خود کو آسمان سے اتری مخلوق سمجھ کر اغیار سے غیر مخلوق ہونے جیسا رویہ اختیار کرتے تھے، وہی رویہ آج بھی نام نہاد علماء کا ہے۔ اور یہ وہی رویہ ہے جس نے اکبر اعظم کو علماء سے ایسا بدظن کیا کہ اسے انہیں قتل کرنے اور جلاوطن کرنے پر مجبور کیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اکبر پڑھا لکھا نہیں تھا مگر اسے علم کی پیاس نے مجبور کیا کہ وہ علماء کی صحبت میں بیٹھ کر یہ پیاس بجھائے۔ مگر علماء کے جاہلانہ رویوں نے اسے حد درجہ تک مایوس کیا۔ اکبر اعظم ایک موقع پر خود کہتا ہے کہ اگر مجھے پیشتر سے اس امر کا علم ہوتا تو میں اپنی رعایا میں سے کسی کو اپنی حرم سرا داخل نہ ہونے دیتا بوجہ اس کے کہ رعیت بھی مرتبے میں مثل اولاد کے ہے۔

آیئے دیکھتے ہیں شیخ ابوالفضل علامی نے کیا کہا ہے؟

''تقلید کی تند و تیز ہوا کے چلنے اور شمع عقل و دانش کے گل ہونے نے عرصہ دراز سے تحقیقات کی تمام راہیں مسدود کر دیں اور مسائل کی تحقیق وان پر ردوقدح کرنا کفر میں داخل کر دیا ہے۔

انسان کا عرصے سے یہ حال ہے کہ جو سرمایہ علم اس کو آباء واجداد اور اس کے استاد یا اس کے اعزہ واقارب یا ہم نشین سے اس تک پہنچا

شیخ ابوالفضل علامی ابن مبارک ناگوری

ہے وہ اس کو رضائے الٰہی کے حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ سمجھتا ہے۔ اور جو شخص ان کے **عقائد کا مخالف** ہے وہ ان کی رائے میں الحاد و زندقہ میں گرفتار اور قابل نفرت و ملامت ہے۔ اگرچہ بعض خاندانوں کے چند دانا وصاحبِ عقل اس طریقے کو مذموم سمجھ کر دیگر افراد کو ہدف تیر ملامت بناتے ہیں لیکن خود ایک قدم بھی اپنی جگہ سے حرکت نہیں کرتے۔

دشمنی وعداوت کی باد مخالف وخوں ریزی کے تباہ کن طوفان سے دو تین اشخاص بھی اس درجہ محفوظ نہیں رہے کہ باہم ایک جلسے میں بیٹھ کر اپنے اپنے معتقدات کے بابت تبادلہ خیالات کریں اور مہر ومحبت کے ساتھ دوستانہ مجالس کے ضروری کام کو سرانجام دیں اور انصاف و

حق پرستی کو مشعل راہ بنا کر اس راہ پر چلیں جہاں خویش و بیگانہ میں تمیز ہو سکے اور دنیا کو اس نگاہ سے دیکھیں جو حق کو باطل سے جدا کر سکے اور مختلف مسائل کو بغور سن کر اغیار کے چون و چرا کو حق شناسی کی ترازو میں تولیں اور صحیح نتیجے پر پہنچ کر ہدایت حاصل کریں۔ عوام تو درکنار شاہان انصاف پسند نے بھی اپنے فرائض جہاں داری سے بے نیاز ہو کر ان امور کو ہمیشہ نظر انداز کیا ہے۔

بنی نوع انسان میں خود بینی و غرض پرستی کا ایسا دور دورہ رہا کہ باہمی تبادلہ خیالات و مکالمے کی مجلسیں گرد و غبار سے اٹ گئیں۔ اس طوفان بے تمیزی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک گروہ نے تو مہر خاموشی لب پر لگائی اور دوسرے فریق نے الفاظ بندی و سخت گیری سے اپنی جان بچائی اور تیسری جماعت نے مذاق زمانہ کے مطابق ابن الوقت بن کر سخن سازی کو اپنا شعار بنایا۔

اگر ظاہری فرماں روا ان امور پر قدرے توجہ کرتے اور بنی نوع انسان کی چارہ گری کے اسباب فراہم کرنے پر آمادہ ہوتے تو اس میں شبہ نہیں کہ بے شمار اہل دل و روشن ضمیر حضرات بے خوف و خطر اپنے اصل خیالات کا اظہار کر کے روحانی مریضوں کے مصالح میں کرشمہ ء مسیحائی دکھاتے۔ حکمران طبقے کی علیحدگی اور ان کی عدم توجہ نے بنی نوع انسان کی ہر جماعت کو خود اسی کے عقائد کا شیفتہ و گرویدہ رکھا اور ہر فرقے نے اپنے ہی معتقدات کو حق اور غیر کے مسائل کو باطل خیال کر کے فتنہ و فساد کا بازار گرم کیا۔

ہر بندہ ءتعصب گروہ نے صرف اپنی ہی جماعت کو مخلوق خدا خیال کیا اور اغیار کو خالق مطلق کے دائرہ ء بندگی سے خارج کر کے خوں ریزی و آبرو ریزی اور مردم آزادی کو فرائض مذہبی میں داخل کیا اور انھیں تباہ کن افعال کو سرخروئی دارین کا وسیلہ سمجھا۔

اگر انسانی قلب انوار بصیرت سے روشن ہوتا تو اس آشوب گاہ دنیا میں ہر شخص خود اپنے درد دل کا علاج کرتا اور اپنے امراض کی تیمارداری اور نیز اپنے ذاتی آلام و مصائب کی سوگواری اس کو اغیار کی طرف توجہ کرنے کی مہلت ہی نہ دیتی۔

مگر افسوس کہ اس ناہنجار کشاکش نے اصلی اغراض و مقاصد کو فوت کر دیا اور معقول دلائل و براہین کو چشم قلوب سے چھپا دیا۔

اگر دشمن کا مسلک حق ہے تو اس کے پیروؤں کی خوں ریزی کرنا کیا معنی اور اگر وہ مذہب باطل کا گرویدہ ہے تو ظاہر ہے کہ روحانی مریض ہے اور قرین عقل و انصاف تو یہ ہے کہ بیمار معالجہ و تیمارداری کا مستحق ہے نہ کہ مردم آزاری و خون ریزی کا۔

بے اصول و بد طینت و سیاہ قلب و آدم کش افراد کی گرم بازاری جو فریب و ریا کاری خود سرائی و زیاں آوری سے مخلوق خدا کو دھوکا دینے اور اپنی خود نمائی سے اپنے کو حقیقی و صادق رہنمایان عالم کے گروہ میں داخل کرنے میں حق کو خاک پوش و باطل کو بلند و بالا کرتے ہیں۔"

"اے ابوالفضل! اب زیادہ خامہ فرسائی نہ کر اور یقین مان کہ قہر الٰہی کا ظہور لامحدود و غیر متناہی ہے جس رشتہ ء محبت کو تُو نے ارادت مند ہاتھوں سے پکڑا ہے اس کو مت چھوڑ اور اپنے قدیم مہر انگیز خیال و عقیدے پر عمل کر اگر چہ تیری اس تحریر سے بعض ناظرین تو فہم و فراست کی تلاش و جستجو میں سرگرداں ہو کر اتحاد و اتفاق کے گرویدہ ہوں گے لیکن اکثر افراد غم و الم کے طوفان میں غرق آپ ہو کر حیران و پریشان ہوں گے۔

خدا کا شکر ہے کہ تُو نہ تو جہالت و نادانی کی سوگواری کا مخالف ہے۔ اور نہ راہ یافتہ افراد کی مدح سرائی کا دشمن۔"

(آئین اکبری۔ جلد ۲۔ صفحہ ۶۔ ترجمہ مولوی فدا علی طالب۔ اشاعت ۱۹۳۹۔)

بادشاہ پر لازم ہے کہ رعایا کے مال و جان وناموس و مذہب کی حفاظت میں فرق پیدا نہ کرے۔ اور گمراہ افراد شاہی غضب سے بھی جو مثل نصیحت کے ہے، راہ راست پر نہ آئیں اس وقت بادشاہ ان کی سزا دہی پر متوجہ ہو۔ اکبر اعظم

گم گشتہ قوم۔ ''ناپاکستان''

گم گشتہ قوم نامی کتاب کے مصنف مجاہد آزادی جناب سردار شوکت حیات خان صاحب ہیں۔اس کتاب میں کافی حد تک تاریخی حقائق موجود ہیں۔ اس کتاب کا ایک ورق معزز قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کا مقصد صرف اتنا ہے کہ وہ حقائق کو جان سکیں۔

سردار شوکت حیات خان صاحب لکھتے ہیں:۔

''ایک دن مجھے قائداعظم کی طرف سے پیغام ملا شوکت مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم بٹالہ جارہے ہو جو قادیان سے پانچ میل کے فاصلہ پر ہے تم وہاں جاؤ اور حضرت صاحب کو میری درخواست پہنچاؤ کہ وہ پاکستان کے حصول کے لیے اپنی نیک دعاؤں اور حمایت سے نوازیں۔ جلسے کے اختتام کے بعد مَیں نصف شب تقریباً بارہ بجے قادیان پہنچا۔تو حضرت صاحب آرام فرمارہے تھے۔مَیں نے ان تک پیغام پہنچایا کہ مَیں قائد اعظم کا پیغام لے کر حاضر ہوا ہوں،وہ اسی وقت نیچے تشریف لائے اور استفسار کیا کہ قائداعظم کے کیا احکامات ہیں۔مَیں نے کہا کہ وہ آپ کی دعا اور معاونت کے طلبگار ہیں۔انہوں نے جواباً کہا کہ وہ شروع ہی سے ان کے مشن کے لیے دعا گو ہیں اور جہاں تک ان کے پیروکاروں کا تعلق ہے،کوئی احمدی مسلم لیگ کے خلاف انتخاب میں کھڑا نہ ہوگا اور اگر کوئی اس سے غداری کرے گا تو وہ ان کی جماعت کی حمایت سے محروم رہے گا۔اس ملاقات کے نتیجے میں ممتاز دولتانہ نے سیالکوٹ کے ایک حلقے میں ایک احمدی نواب محمد دین کو بھاری اکثریت سے شکست دی۔قادیانی لوگوں نے اپنے امیر کے حکم کی بجاآوری میں محمد دین کی بجائے ممتاز کو ووٹ دیے۔

جب میں پٹھانکوٹ پہنچا تو قائداعظم نے مولانا مودودی سے بھی ملنے کے لیے حکم فرمایا تھا۔وہ چوہدری نیاز کے گاؤں سے

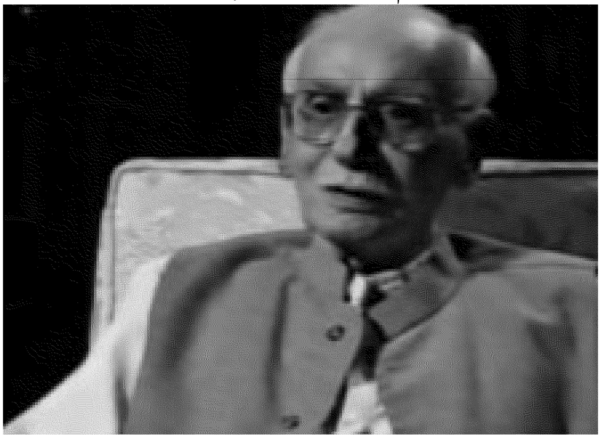

متصل باغ میں رہائش پذیر تھے۔مولانا بنیادی طور پر دیوبندی مسلک سے تعلق رکھتے تھے جو اس وقت انڈین نیشنل کانگرس کے حامی تھے۔جب مَیں نے انہیں قائداعظم کا پیغام پہنچایا کہ وہ پاکستان کے لیے دعا کریں اور ہماری حمایت کریں تو انہوں نے جواباً کہا کہ وہ کیسے ناپاکستان (ناپاک جگہ) کے لیے دعا کر سکتے ہیں۔مزید برآں پاکستان کیسے آسکتا ہے،جس وقت تک کہ تمام ہندوستان کا ہر فرد مسلمان نہیں ہوجاتا۔جماعت اسلامی کے قائد کی یہ بصیرت اور نظریہ تھا۔پاکستان کے متعلق مولانا مودودی کا رویہ ہمیشہ مخالفانہ ہی رہا۔بعدازاں یہی مولانا میری مدد کے طلبگار ہوئے کہ انہیں ان کے علاقے کے غیر مسلموں سے بچایا جائے،مَیں اس وقت پنجاب میں وزیر تھا۔چنانچہ میں نے فوج کی مدد سے انہیں باحفاظت پٹھان کوٹ سے پاکستان پہنچایا۔(گم گشتہ قوم۔مجاہد آزادی سردار شوکت حیات خان۔صفحہ ۱۹۵۔شائع کردہ جنگ پبلشرز لاہور۔اشاعت اول دسمبر ۱۹۹۵ء)

روشنی پھیلی تو سب کا رنگ کالا ہو گیا
کچھ دیئے ایسے جلے ہر سو اندھیرا ہو گیا

آوارگانِ دشتِ خار (قسط 13)

جہاں عصرِ حاضر کے مسلمانوں کی حالتِ زار دیکھ کر ہر اُس مسلمان کا دِل خُون کے آنسو رو رہا ہے جس کے بدن میں اللہ اور اُس کے رسول کی محبت خُون کی طرح دوڑ رہی ہے وہاں علماء سُوء جو اُمّت مسلمہ کو اِس نہایت دردناک صورت حال سے دوچار کرنے والے ہیں نہایت ڈھٹائی اور بے شرمی کے ساتھ اصلاحِ اُمّت کے نام پر فرقہ بازی اور تکفیر بازی کا بازار گرم کیے ہوئے ہیں، اللہ اور رسول ﷺ کے نام پر خُون کی ہولی کھیل رہے ہیں۔ اِن اسلام کے جھوٹے ٹھیکیداروں کی بے لگام تحریروں اور تقریروں نے جہاں کلمہ طیّبہ پڑھنے والوں کو کُفر کی بھٹی میں جھونک دیا ہے وہیں ایک دوسرے کے خُون کے پیاسے بھی بنا دیا ہے۔ کل تک یہ فرقہ بازی کے مقابلے مولانا لوگ اپنی اپنی مسجدوں میں کیا کرتے تھے یا موٹی موٹی کتابیں تحریر کی جاتی تھیں جو کُفر کے فتووں، بُرے الفاظ اور اخلاقی گراوٹ کا شاہکار ہوتی تھیں۔ اب یہ کارِ گناہ اسلام کے نام پر بنائے جانے والے ٹی وی چینلز پر بھی ہو رہا ہے۔ آوارگانِ دشتِ خار میں ذکر ہوگا ان نام نہاد مولویوں کا جو اُمتِ مسلمہ کو گُھن کی طرح کھا رہے ہیں۔ جو جُبے اور دستار میں ملبوس عالموں کے بھیس میں عامتہ الناس کو گُمراہ کر رہے ہیں کبھی فرقوں کے نام پر، کبھی عقیدوں کے نام پر اور کبھی سیاست کے نام پر۔ اور آوارگانِ دشتِ خار میں ذکر ہوگا اُن مذہبی جنونیوں کا جو اپنی پسند کا اسلام نافذ کرنا چاہتے ہیں تاکہ انسانوں کی گردنیں مذہب کے نام پر کاٹی جا سکیں۔ آوارگانِ دشتِ خار لکھنے کا مقصد اُن عوامل اور مذہبی جنونیوں کے چہرے سے نقاب اُٹھانا ہے جنکی تفسیروں اور تقریروں نے اُمّتِ مسلمہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے اور جن کی تفرقہ بازیوں نے کلمہ گو مسلمانوں کی اخوت کو پارہ پارہ کر دیا ہے۔ آوارگانِ دشتِ خار میں ذکر ہوگا اُن نام نہاد علماء کا، پیروں کا اور اُن نام کے مسلمانوں کا جو بد دیانتی اور ناانصافی کرتے ہیں اور دم بھرتے ہیں اسلام کا۔ آوارگانِ دشتِ خار لکھنے کا مقصد قطعاً کسی کا دل دکھانا مقصود نہیں ہے، صرف اور صرف اصلاح احوال کے لیے کوشش کرنا ہے۔

رینگنے کی بھی اجازت نہیں ہم کو ورنہ　　　ہم جدھر جاتے نئے پھول کھلاتے جاتے

حقیقی تاثیر سے محروم مساجد

ضرورت اس بات کی ہے کہ مساجد کو دوبارہ اسلامی تبدیلی کا بنیادی مرکز بنایا جائے۔۔۔۔اس وقت صورت حال یہ ہے کہ ایک طرف مساجد اپنے حقیقی کردار اور اپنی حقیقی تاثیر سے محروم ہیں۔

دوسری طرف ان مساجد کا دامن تنگ سے تنگ تر کر دیا گیا ہے۔ بہرحال مساجد کو ان کے حقیقی کردار سے وابستہ کرنا بھی ضروری ہے اور ان کی افادیت کے دائرے کو وسیع سے وسیع تر کرنا بھی ضروری ہے۔(ترجمان القرآن جنوری ۲۰۱۸ء۔ دینی و سماجی بیداری اور مساجد از ابوالاعلیٰ سید سبحانی)

مریم نواز شریف کی گستاخی

۱۲ مارچ ۲۰۱۸ء کو سوشل میڈیا کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے سابق وزیر اعظم نواز شریف کی بیٹی مریم نواز نے اپنے والد کو جوتا لگنے کے واقع کا ذکر کرتے ہوئے نہایت بے باکی اور خباثت کا ثبوت دیتے ہوئے کہا تھا کہ:۔

''جب رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے تو کفار ان پر گندگی پھینکتے اور جناب فاطمہؓ وہ گندگی صاف کرتی اور روتی تھیں، لیکن رسول ﷺ کو فتح ملی کیونکہ وہ حق پر تھے، تو تمہارا لیڈر یعنی نواز شریف میرا ابا بھی حق پر ہے اور مَیں اپنے بابا کے لیے فاطمہؓ کا کردار ادا کر رہی ہوں۔''

مریم نواز کے اس بیان پر پاکستانی عوام کی جانب سے شدید رنج و غصے کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ مریم نواز کو منحوس کہا جا رہا ہے اور ان کے کردار پر انگلی اٹھائی جا رہی ہے۔ مولانا حامد رضا کا کہنا ہے کہ مریم نواز کی جانب سے توہین رسالت ہوئی ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ انہوں نے نہ تو توہین رسالت کا مقدمہ درج کروایا اور نہ ہی ان کے کفر کا یا قتل کی بات کی۔ ان کے علاوہ کسی بڑے مولوی نے بیان تک جاری کرنا ضروری نہیں سمجھا۔ اسی طرح کی بات اگر کسی اقلیتی فرد نے سوال کے رنگ میں بھی کی ہوتی تو یہ نام نہاد مولوی وہ طوفان بدتمیزی کھڑا کرتے کہ عقل حیران رہ جاتی۔ کسی دوست نے ایک اخبار میں لکھا تھا کہ یوں لگتا ہے کہ ان مولویوں کے زبانیں اس گستاخی پر فالج زدہ ہو چکی ہیں؟ بڑے محدود پیمانے پر چند لوگوں نے مریم نواز کے خلاف پاکستان پینل کورٹ دفعہ ۲۹۵ بی اور ۲۹۵ سی کے تحت سزا کا مطالبہ بھی کیا ہے۔

اِسماء احمد تارڑ روزنامہ الاخبار میں اپنے ایک مضمون میں لکھتی ہیں:۔

''مریم نواز شریف کہتی ہیں کہ ''جب میرے والد پر جوتا پھینکا گیا تو مجھے بڑا صدمہ ہوا مگر پھر میرا ذہن رسول پاک ﷺ پر کی جانے والی سختیوں اور زیادتیوں کی طرف گیا جن پر ان کی بیٹی حضرت فاطمہؓ دکھی ہوا کرتی تھیں۔'' اس سے آگے موصوفہ نے اپنے ایک چور، کرپٹ،

بدعنوان، جھوٹے اور نا اہل قرار پانے والے والد کو سرکار دو عالم ﷺ سرور کائنات کے ساتھ اور خود کو فاطمہ الزاہرہؓ کے ساتھ ملایا، وہ بیان سے باہر ہے۔اس کے بعد کیا صحیح معنوں میں مریم نواز توہین رسالت جیسے سنگین جرم کی مرتکب ہوئی ہے؟

کہاں وہ عظیم الشان ہستیاں اور کہاں یہ گناہ گار خطا کار لوگ۔اور کل کے اس واقع کے بعد وہ سب لوگ جواب بھی ان لٹیروں کے حامی ہیں ان سب کو شرم سے ڈوب مرنا چاہیے۔کیا توہین رسالت کا قانون صرف بے بس لوگوں پہ ہی لاگو ہوتا ہے؟ کیا مریم نواز جیسے طاقتور لوگ اس سے مبرا ہیں؟ (روزنامہ الاخبار ۱۴ مارچ ۲۰۱۸ء)

۱۳ مارچ کو مجلس وحدت المسلمین پاکستان شعبہ خواتین کی سیکرٹری جنرل محترمہ سیدہ زہرہ نقوی نے مریم نواز کے بیان پر شدید ردعمل ظاہر کرتے ہوئے سپریم کورٹ کو سوموٹو نوٹس لینے کے لیے کہا ہے۔انہوں نے کہا ہے کہ اعلانیہ مستند کرپٹ اور نا اہل حکمرانوں کا رسول اللہ ﷺ اور انکی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ سے تشبیہ دینا توہین رسالت کے زمرے میں آتا ہے۔انہوں نے کہا کہ نواز شریف اعلیٰ عدلیہ سے سارٹیفائیڈ چور، جھوٹے اور لٹیرے قرار پائے ہیں اور اس کی بیٹی کی کرتوتیں بھی زبان زد عام ہیں۔انہوں نے مریم نواز شریف کے خلاف کاروائی اور سزا کا مطالبہ کیا۔

نا قابل معافی جرم

۱۲ مارچ ۲۰۱۸ء کو نواز شریف کی بیٹی مریم نواز نے بقول مولانا حامد رضا توہین رسالت کی تھی۔۱۴ مارچ ۲۰۱۸ء کو نواز شریف نے کہا ''حضور پاک حضرت محمد ﷺ سے محبت و عقیدت ہر مسلمان کا سب سے قیمتی سرمایہ ہے۔یہ ہمارے دین کی اساس ہے۔حضور کی شان میں کسی طرح کی گستاخی نا قابل معافی ہے۔اس سلسلے میں کسی بھی سطح پر کوئی کوتاہی برداشت نہیں کی جائے گی۔وزیر داخلہ فوری طور پر گستاخانہ مواد کی بندش کے حوالے سے تمام ضروری اقدامات کریں اور اس کے ذمہ داروں کو بلا تاخیر کیفر کردار تک پہنچائیں۔'' کیا وزارت داخلہ مریم نواز کو بھی کیفر کردار تک پہنچا پائے گی؟

خاتون کی جسارت اور مولوی

ہندوستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ایک خاتون نے نماز جمعہ کی امامت

کروائی۔۳۴ سالہ جامدہ نامی استانی کی امامت میں ۵۰ سے زائد مرد و خواتین نے نماز جمعہ ادا کی۔جامدہ استانی کا تعلق ریاست کیرالہ کے ضلع مالاپ پورم کے نواحی گاؤں چیروکوڈے سے ہے۔اس خاتون کی اس جسارت پر مولوی حضرات نے اسے جان سے مار دینے کی دھمکی دی ہے۔جبکہ اس خاتون کا کہنا ہے کہ وہ ایسی دھمکیوں سے نہیں ڈرتی، میں قرآن کی تعلیمات پر یقین رکھتی ہوں، اور قرآن انسانوں یعنی مرد اور عورت کو مخاطب کرتے ہوئے ان کے درمیان کوئی فرق نہیں رکھتا۔اور مذہب اسلام مرد اور عورت کو یکساں حقوق عطا کرتا ہے۔

(دی ایکسپریس ٹریبون ۲۸ جنوری ۲۰۱۸ء)

چندہ، مرزائی اور آڑھت کی دکانیں

مناظر اسلام مولانا غلام مہر علی صاحب نے اپنی مشہور کتاب دیوبندی مذہب میں لکھا ہے کہ ''حکومت سے مرزائیوں کو پاکستان میں غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کے لیے مارچ ۱۹۵۳ء میں عظیم عالم اہلسنت حضرت مولانا ابوالحسنات سید محمد شاہ صاحب خطیب جامع مسجد وزیر خاں لاہور کی صدارت میں ایک تحریک چلی۔دیوبندی مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری و محمد علی جالندھری نے بھی تحریک میں شمولیت حاصل کر کے اسی تحریک کے نام پر ملک کے مختلف شہروں سے دو لاکھ روپیہ جمع کرلیا کہ یہ روپیہ رضا کاروں اور تحریک کے ضروری مصارف پر خرچ کیا جائے گا۔حکومت پاکستان اس تحریک کے خلاف تھی اس لیے اس نے اس تحریک کے مشہور افراد مولانا ابوالحسنات مرحوم و حضرت مولانا صاحبزادہ فیض الحسن شاہ صاحب، مولوی عطا اللہ شاہ و محمد علی کو گرفتار کر کے سکھر جیل بھیج دیا۔مبینہ طور پر مولوی عطا اللہ شاہ بخاری گرفتاری کے

وقت یہ دو لاکھ روپیہ اپنے بیٹے کے سپرد کر گئے کہ اس ثواب دارین کی پوری نگرانی کرنا۔تمہاری پشتوں کے لیے کافی ہوگا۔مگر جب جیل میں محمد علی جالندھری کو پتہ چلا تو مولوی عطا اللہ شاہ بخاری صاحب سے کہنے لگے کہ تحریک کو گرم رکھنے کے لیے میرا جیل سے باہر جانا ضروری ہے۔بخاری صاحب بھی معاملہ سمجھ گئے کہ یہ جرآت محض اس روپیہ سے پیٹ گرم کرنے کے لیے کی جا رہی ہے۔انہوں نے بہتیرا سمجھایا مگر جالندھری صاحب بالآخر ضمانت و معافی پر جیل سے نکل آئے۔ عطا اللہ شاہ بخاری صاحب نے اپنے فرزندار جمند کو پیغام بھیجا کہ محمد علی روپیہ پر ہاتھ صاف کرنے کے لیے سکھر جیل سے معافی لے کر آ چکا ہے۔خبردار ہو جاؤ۔بخاری کا بیٹا یہ جانکاہ خبر سن کر روپیہ لے کر مظفر گڑھ بھاگ گیا۔ادھر جالندھری صاحب کو دست پر دست آئے جا رہے تھے کہ تحریک ختم ہوگئی اور بخاری صاحب نے آئیندہ خطرات سے بچنے کے لیے جالندھری کو برابر کا حصہ دے کر باہمی بندر بانٹ کر کے یہ تمام روپیہ ہضم کر گئے۔صدر مجلس عمل مولانا ابوالحسنات نے بار بار اس روپیہ کا حساب مانگا۔چنانچہ جمیعۃ العلمائے اسلام کے داعی رسالہ السواد الاعظم لاہور جو کہ مولانا ابوالحسنات کی سرپرستی میں چھپتا تھا کے ایڈیٹر مولانا معین الدین نے بذریعہ رسالہ ہذا بار ہا اس دو لاکھ روپیہ کے حساب کا مطالبہ کیا۔چنانچہ اس مطالبہ کو السواد الاعظم مجریہ ۷ نومبر مطابق ۸ جمادی الآخر ۱۳۸۲ھ ۱۹۶۲ء میں دہرایا گیا۔ دیوبندیوں کو ایسا سانپ سونگھ گیا کہ آج تک صدائے بازگشت نہ اٹھی اور بقول شورش کشمیری زمینیں اور آڑھت کی دکانیں بنا لی گئیں۔ چنانچہ دیوبندی فرقہ کے مرشد اعظم جناب منشی عبدالکریم شورش کشمیری اپنے رسالہ چٹان میں اپنے ہی اس مرید و مخلص مولوی محمد علی جالندھری کے متعلق لکھتا ہے:۔

وہ (محمد علی جالندھری) ہمارے لیے اب بھی اسی طرح محترم ہے جس طرح پہلے تھے،لیکن ایک چیز ہے مولانا محمد علی کی ذات دوسری چیز ہے۔مجلس ختم نبوت تیسری چیز ہے۔اس مجلس کے نام پر جمع کردہ روپیہ (چند سطور کے بعد لکھتے ہیں) مولانا محمد علی جالندھری بہر حال اس مجلس اور اس روپیہ کے امین بنے ہوئے ہیں۔اب اگر وہ اس مجلس کو اپنی ذات تک محدود کر لیں اور جس مقصد کے لیے یہ روپیہ جمع ہوا ہے یا ہو رہا ہے اس مقصد پر صرف نہ ہو بلکہ اسکے برعکس ان کے مشاہرہ میں صرف ہو یا اس سے اراضی خرید لی جائے یا اس سے آڑھت کی جائے اور جس عظیم مقصد کا روپیہ ہے وہ عظیم مقصد روز بروز مجروح رہے تو ہمارے کرم فرما ہی ہمیں بتائیں کہ اصلاح احوال اور احتسابِ جماعت کا کون سا طریقہ ان کے نزدیک مستحسن اور موزون ہے۔مقصد روپیہ جمع کرنا،تنخواہیں بانٹنا اور آڑھت چلانا ہے یا تحفظ ختم نبوت۔(ہفت روزہ رسالہ چٹان لاہور اشاعت ۲۳ مارچ ۱۹۶۶ء)بحوالہ دیوبندی مذہب۔صفحہ ۵۶۵۔مصنف مناظر اسلام مولانا غلام مہر علی صاحب۔ناشر مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ لاہور)

جنازہ کی نماز

ایک جنازہ کی نماز کئی مرتبہ پڑھنا جائز نہیں،مگر ولی میت کو جبکہ اس کی بے اجازت کسی غیر مستحق نے نماز پڑھا دی ہو۔دوبارہ پڑھنا درست ہے۔ (بہشتی گوہر۔باب دفن کے مسائل۔صفحہ ۱۴۹۔از مولوی اشرف علی تھانوی)

نظام الصلوٰۃ ڈرافٹ

۱۲ نومبر ۲۰۱۲ء کو اسمبلی میں ایک سوال کے جواب میں بتا گیا تھا کہ اسلام آباد میں کل ۸۲۷ مساجد ہیں۔۲۰ مارچ ۲۰۱۸ء کو وفاقی وزیر برائے مذہبی امور سردار محمد یوسف کے ساتھ دیگر مولویان نے مل بیٹھ کر اسلام آباد میں نظام الصلوٰۃ ڈرافٹ تیار کیا۔اجلاس میں شریک مولویان نے بتایا کہ اسلام آباد میں قائم ۶۱۵ میں سے ۶۰۵ مساجد کی انتظامیہ اور مولویان نے نمازوں اور اذان کے لیے متحدہ اوقات کو تسلیم کر لیا ہے۔وزارت مذہبی امور نے مئی ۲۰۱۵ء میں بھی نماز و اذان کے متحدہ اوقات سے متعلق کیلنڈر بنایا تھا،جس پر کبھی عمل نہ ہو سکا تھا۔

کافروں کو سلام

جب تک کوئی خاص ضرورت نہ ہو کافروں کو سلام نہ کرے،اسی طرح فاسقوں کو بھی،اور جب کوئی حاجت ضروری ہو تو مضائقہ نہیں،اور اگر اس کے سلام اور کلام کرنے سے ان کے ہدایت پر آنے کی امید ہو تو بھی سلام کر لے۔ (بہشتی گوہر۔باب مسائل۔صفحہ ۲۲۴۔از مولوی اشرف علی تھانوی)

کیا آپ جانتے ہیں؟

طاقتور ترین پاسپورٹ

پاسپورٹ انڈیکس کی حالیہ جاری کردہ رپورٹ کے مطابق دنیا کا طاقتور ترین پاسپورٹ جنوبی کوریا اور سنگاپور کا ہے۔اب ان دونوں ممالک کے شہری دنیا کے ۱۶۲ ممالک میں ویزا لیے بغیر جا سکتے ہیں۔جرمنی وہ ملک ہے جس کا پاسپورٹ لمبے عرصہ تک دنیا کا طاقتور ترین پاسپورٹ رہا ہے۔اب دوسرے نمبر پر چلا گیا ہے۔جرمنی کے شہری دنیا کے ۱۶۱ ممالک میں بغیر ویزا جاسکتے ہیں۔تیسرے نمبر پر سویڈن،فن لینڈ،اٹلی،ڈنمارک اور سپین ہیں۔ان ممالک کے شہری بغیر ویزا ۱۶۰ ممالک کا سفر کر سکتے ہیں۔

دنیا کا کمزور ترین پاسپورٹ افغانستان کا ہے۔افغانستان کے شہری صرف ۲۶ ممالک کا سفر بغیر ویزا کے کر سکتے ہیں۔پھر اس سے اوپر عراق ہے جس کے شہری ۲۹ ممالک میں بغیر ویزا جا سکتے ہیں۔اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کے شہری بھی صرف تیس ممالک میں بغیر ویزا کے جا سکتے ہیں۔باقی دنیا کے دوسو سے زائد ممالک پاکستان سے کہیں زیادہ بہتر پوزیشن رکھتے ہیں۔صومالیہ اور شام کا پاسپورٹ بھی پاکستان سے زیادہ طاقتور ہے۔

فوجی آپریشن

جنرل ضیاء الحق نے جہاد افغانستان کے نام پر جن طالبان کی عسکری تربیت کی تھی،روس افواج (جنہیں افغانوں نے خود دعوت دی تھی) کے افغانستان سے نکل جانے کے بعد اب وہ پاکستان کے لیے سوہان روح بن گئے ہیں۔پاکستانی افواج کے چار آرمی چیف چار مختلف ناموں سے آپریشن کر چکے ہیں،معاملہ جوں کا توں ہے۔جنرلوں اور ان کے آپریشنوں کے نام یہ ہیں جنرل پرویز مشرف آپریشن راہِ راست،جنرل اشفاق کیانی آپریشن راہِ نجات،جنرل راحیل شریف آپریشن ضربِ عضب،جنرل قمر باجوہ آپریشن ردالفساد۔

اللہ تعالیٰ افواج پاکستان کو نصرت اور بصیرت عطا فرمائے۔آمین

تمباکو نوش بچے

ہندوستان میں دس سے چودہ برس کے ساڑھے چھ لاکھ بچے تمبا کو نوشی کرتے ہیں۔اور اتنے ہی بچے حقہ اور شیشا نوشی کرتے ہیں۔ہندوستان میں ایک ملین افراد تمبا کو نوشی کی وجہ سے بیماریوں کا شکار بنتے ہیں جن میں سے تقریباً ۱۸ ہزار افراد مر جاتے ہیں ۲۰۱۶ء میں ۸۲ اعشاریہ ۱۲ بلین سگریٹ بھارت میں بنائے گئے تھے۔اخراجات کی مد میں 1,818,691 ملین روپے خرچ ہوئے۔

چار خبریں

۱۔ایک پینتیس سالہ امریکی خاتون Carol Stone نے اپنے شوہر اکتالیس سالہ Ronnie Alexander کی اس بات پر پٹائی کر دی کہ وہ شادی کی سالگرہ کا دن بھول گیا تھا۔اس پٹائی کے دوران شوہر کے ناک اور سینے پر کھرونچیں آئیں۔

۲۔کوٹ ادو پاکستان میں بیکار شوہر نے چھری سے اپنی بیوی کی ناک کاٹ ڈالی اور پھر کٹی ہوئی ناک کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے قیمہ بنایا۔

۳۔ شادی کے چالیس دن بعد ایک عرب خاتون نے اپنے شوہر سے اس بات پر طلاق لینے کا فیصلہ کیا کہ اس نے شوارما خرید کر نہیں دیا تھا۔کنجوس شوہر نے یہ بھی کہا تھا کہ وہ پہلے ہی تمہیں جوس پلا چکا ہے۔وہ شادی کے پہلے ہفتہ میں ہی اپنی بیوی کو بتا چکا تھا کہ بازار جانا رقم کے ضیاع کا باعث ہوتا ہے۔

۴۔ حیدر آباد بھارت میں سلطانہ نامی خاتون کے باریش شوہر امجد اللہ نے اسے مکے مار مار کر شدید زخمی کر دیا۔سلطانہ کی پٹائی اس بات پر کی گئی کہ اس نے وائی فائی کنکشن کٹ کر دیا تھا۔پولیس نے ملزم کو گرفتار کر لیا۔

انوکھا احتجاج

۸ مارچ ۲۰۱۸ء کو کینیڈا میں انوکھا احتجاج کیا گیا ہے۔ دنیا میں ملازمین تنخواہوں میں اضافہ کے لیے احتجاج کرتے ہیں، کینیڈا میں ڈاکٹروں نے تنخواہوں میں غیر معمولی اضافہ کیے جانے پر شدید احتجاج کیا۔ ڈاکٹروں نے احتجاج کی وجہ بتاتے ہوئے کہا کہ نرسوں کی تنخواہیں نہیں بڑھائی گئیں اور نہ ہی مریضوں کی مالی استطاعت میں تبدیلی آئی ،اس لیے ان کی تنخواہیں بڑھانا بلاجواز ہے۔

تیغِ ناز سے قتل

دربار مغلیہ کے وزیراعظم نظام الملک آصف جاہ نے دہلی کا قتل عام بند کروانے کے لیے نادر شاہ (شاہِ ایران) کے سامنے ننگے سر، دستار گلے میں ڈالے درخواست گزار ہوا اور یہ شعر پڑھا

کسے نہ ماند کہ دیگر بہ تیغِ ناز کشی
مگر کہ زندہ کُنی خلق و باز کُشی

ترجمہ: ”اب کوئی باقی نہیں رہا جسے آپ تیغِ ناز سے قتل کریں، سوائے اس کے کہ خلقت کو زندہ کریں اور دوبارہ قتل کریں۔“

تصویر بنانا جرم

۲۶ مارچ کو دبئی میں ساحل سمندر سے تین سو افراد کو خواتین کی نیم برہنہ تصاویر بنانے پر گرفتار کر لیا گیا۔ گزشتہ برس ایک ہزار سات سو افراد کو اسی الزام میں گرفتار کیا گیا تھا۔ دبئی میں بغیر اجازت کسی کی بھی تصویر بنانا جرم ہے۔ گزشتہ برس ۲۵۶ افراد کو انڈر وئیر پہن کر تیراکی کرنے پر بھی گرفتار کیا گیا تھا۔

مساجد کی تعداد

دنیا میں سب سے زیادہ مسلم آبادی والے ملک انڈونیشیا میں مساجد کی تعداد آٹھ لاکھ سے زائد ہے۔ لاؤڈ اسپیکر کے استعمال نے لوگوں کا جینا دوبھر کر دیا ہے، ذرا تصور کریں ایک ہی علاقے میں واقع جب دس مساجد سے بیک وقت لاؤڈ اسپیکر سے پورا والیوم کھول کر اذان دی جائے۔ بوڑھوں، بیماروں اور کمزور مردوں، بچوں، عورتوں کے پرزور مطالبہ پر صرف اذان اور وہ بھی دھیمی آواز میں دینے کی اجازت دی گئی ہے۔ لاؤڈ اسپیکر سے تلاوت اور تقاریر کرنے پر ۲۰۱۳ سے پابندی عائد ہے۔ ہندوستان میں مساجد کی تعداد تین لاکھ سے زائد ہے، بنگلا دیش میں مساجد کی تعداد اڑھائی لاکھ سے زائد ہے۔ ترکی میں بیاسی ہزار سے زائد مساجد ہیں۔ پاکستان میں ڈیڑھ لاکھ کے لگ بھگ رجسٹرڈ مساجد ہیں اور اس تعداد سے زیادہ وہ مساجد ہیں جو رجسٹرڈ نہیں ہیں۔ صحیح مساجد کی کل تعداد معلوم نہیں۔ اس معاملے پر بھی حکومت کا کنٹرول نہیں ہے۔

کارکنوں کی مایوسی

جماعت اسلامی نے گزشتہ دنوں لیڈ ریسینیٹ کے انتخاب کے موقع پر مسلم لیگ ن کے امیدوار کو ووٹ دے کر جماعت کے کارکنوں کو حد درجہ مایوس کیا ہے۔ مولانا سراج الحق صاحب امیر جماعت اسلامی نواز شریف کے خلاف عدالتی کاروائی کے لیے درخواست گزار بھی ہیں، انہیں نا اہل کروانے کے لیے بھی پیش پیش تھے اور انہیں چور اور کرپشن کرنے والا بھی سمجھتے ہیں۔ اسی نواز شریف کی حکومت میں جب واجپائی صاحب کی موجودگی میں اعلان لاہور ہو رہا تھا، باہر سڑکوں پر جماعت اسلامی کے کارکن جن میں بزرگ، بچے اور کمزور لوگ بھی تھے ڈنڈے کھا رہے تھے۔ اور ان کارکنوں پر مختلف اوقات میں ڈنڈے برستے رہتے ہیں۔ آج جماعت اسلامی کے افراد مایوسی کا شکار ہیں۔

وہابی ازم

سعودی عرب کے ولی عہد شہزادے محمد بن سلمان نے کہا ہے کہ سرد جنگ کے زمانے میں ہمارے مغربی اتحادیوں نے اس بات پر زور دیا تھا کہ وہابی ازم کو پھیلانے کے لیے دنیا میں سعودی عرب مساجد اور مدرسے بنائے تاکہ روسی مداخلت کو روکا جا سکے۔ اب ہمیں ان معاملات کو ختم کرنا ہے۔ اس وقت سعودی حکومت برائے نام مساجد کیلیے رقم دیتی ہے مگر فاؤنڈیشنز بھاری رقوم دیتی ہیں۔ اب انہیں بھی روکا جائے گا۔ ۳۰ مارچ

غریب عوام کو انصاف کی فراہمی اور سینٹ میں سیاسی کرپشن

تحریر: جمشید اعظم چشتی۔ لاہور

یہ درست ہے کہ ملک میں عوام کو علاج معالجے، کھانے پینے کی اشیاء میں ملاوٹ اور صاف پانی کے حصول میں خاصی دشواریاں ہیں۔ اور اس سلسلے میں حکومت کو سنجیدگی سے مثبت اقدامات کرنا چاہئیں۔ لیکن ان سب مسائل سے آگے جو سب سے تکلیف دہ اور دلخراش مسئلہ ہے غریب عوام کو سستے اور فوری انصاف کی فراہمی کا ہے۔ آج اگر پاکستانی عدالتوں میں جا کر دیکھیں تو سائلین کی کثیر تعداد، جن میں غریب لوگوں کی کثرت ہے، انصاف کے حصول کے لئے مارے مارے پھر رہے ہیں۔ ایک سروے کے مطابق صرف لاہور ہائی کورٹ میں تقریباً ڈیڑھ لاکھ مقدمات زیر التواء ہیں۔ اور ماتحت یعنی ضلعی عدالتوں میں زیر التواء مقدمات کی تعداد ۱۱ لاکھ سے متجاوز ہے۔ اسی طرح سندھ ہائی کورٹ اور اُس کی ماتحت عدالتوں، پشاور اور کوئٹہ ہائی کورٹس اور ان کی ماتحت عدالتوں میں بھی صورتحال اس سے مختلف نہیں۔ جس غریب کے پاس عدالتوں کے کارندوں کو دینے کے لئے رشوت کے پیسے نہیں، اُن کے مقدمات مہینوں نہیں بلکہ سالوں لٹکے رہتے ہیں۔ اور فیصلہ پھر بھی نہیں ہونے پاتا۔ کچھ لوگ تو مقدمات لڑتے لڑتے اور پیشیاں بھگتتے بھگتتے بوڑھے ہو جاتے ہیں اور کچھ دنیائے فانی سے کوچ کر جاتے ہیں۔

چیف جسٹس آج کل لوگوں کو علاج معالجے کی سہولت دلانے اور صاف پانی فراہم کرنے کے لئے مختلف ہسپتالوں جنرل سٹور اور گندے نالوں وغیرہ کے دورے کر رہے ہیں۔ اگرچہ یہ کام انتظامیہ کا ہے اور چیف جسٹس کے لئے اتنا کافی ہے کہ وہ از خود نوٹس کے تحت وزیر صحت، سیکرٹری صحت اور فود اتھارٹی کے افسران وغیرہ کو نوٹس بجھوا دیں اور ان مسائل پر کوئی حتمی فیصلہ صادر فرما دیں۔ کیونکہ جس کرسی پر وہ بیٹھے ہیں اس کے تقاضے (اگرچہ ہم سے زیادہ اُن کو معلوم ہیں) کچھ اور ہیں۔ یعنی عوام کو فوری انصاف مہیا کرنا۔

چیف جسٹس عدالتی نظام کو اگر بہتر کرنے کی کوشش کریں، اپنی ماتحت عدالتوں کے دورے کریں اور دیکھیں کہ غریب لوگ انصاف کے لئے کس طرح تڑپ رہے ہیں اور ترس رہے ہیں۔ تو انھیں تمام

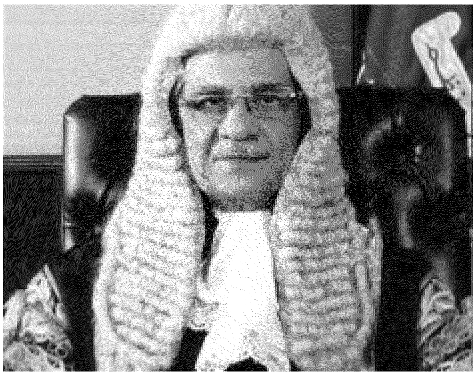

چیف جسٹس سپریم کورٹ میاں ثاقب نثار

ہسپتال اور جنرل سٹور بھول جائیں گے۔ ہمارا عدالتی نظام اس قدر فرسودہ اور سست روی کا شکار ہے کہ سائل کو مرنے کے بعد بھی انصاف نہیں ملتا۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ جس بستی سے عدل و انصاف اُٹھ جاتا ہے۔ وہاں انصاف کرنے کا ذمہ پھر اللہ تعالیٰ اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے۔ اور اللہ کا انصاف بہت کڑا اور بہت درس ہوتا ہے۔ میاں محمد بخش نے کہا ہے

عدل کریں تے تھر تھر کمن اُچیاں شاناں والے
فضل کریں تے بخشے جاون میں ورگے منہ کالے

پاکستان کی تاریخ میں شاید پہلی بار سینٹ کے چیئرمین کے انتخاب کے لئے ہارس ٹریڈنگ کا سہارا لیا گیا ہے۔ اس میں ایوانِ بالا کا وقار مجروح ہوا ہے۔ اور سینٹ کے مستقبل پر سوالیہ نشان لگ گیا ہے کہ کیا یہ لوگ جو ہارس ٹریڈنگ کے ذریعے منتخب ہوئے ہیں، یہ کرپٹ لوگ عوام کی قسمت کا فیصلہ کریں گے؟ کیونکہ ہارس ٹریڈنگ سیاسی کرپشن ہے۔ جس میں ضمیر بیچے اور خریدے جاتے ہیں۔ ممکن ہے پی پی کو کہیں سے ڈکٹیشن ملی ہو، ورنہ کل تک پی پی اور پی ٹی آئی جو ایک دوسرے پر الزامات اور گالیوں کی بوچھاڑ کر رہے تھے چیئرمین سینٹ الیکشن میں

اکھٹے ہو گئے، اور یہ غیر فطری اتحاد سب کی سمجھ سے بالا تر ہے۔ ایم کیو ایم نے بھی پی پی پر الزام لگایا ہے کہ پی پی نے اُس کے چھ اراکین کو خرید لیا ہے۔ جس کی وجہ سے ایم کیو ایم کی سیٹیں بھی سینٹ میں کم ہو گئی ہیں۔ یہی حال کے پی کے میں ہوا جہاں پی ٹی آئی کے اراکین نے خود کو بیچ دیا۔ ہارس ٹریڈنگ کو کوئی بھی پسند نہیں کرتا۔ عوام سب کچھ دیکھ رہے ہیں۔ سیاسی رہنما عوام کو بے وقوف نہ سمجھیں۔ اب پاکستانی عوام میں سیاسی شعور بیدار ہو چکا ہے۔ سوشل میڈیا کی بدولت عوام بہت خبردار اور ہوش مند ہو چکے ہیں۔ عوام اُسی پارٹی کو ووٹ دیں گے جس نے اُن کے لیئے عملاً کوئی کام کیا ہے۔ پی پی کو عوام آزما چکے ہیں۔ آج بھی جبکہ سندھ میں پی پی کی حکومت ہے، وہاں کے عوام ایک وقت کی روٹی اور صاف پانی کو ترس رہے ہیں۔ ترقیاتی منصوبے تو بہت دُور کی بات ہے۔ گزشتہ چار برس میں بہت سے لوگ جو کراچی کی بدامنی اور قتل و غارت گری اور بھتہ خوری سے نالاں تھے، پنجاب میں خصوصاً لاہور میں آ کر آباد ہو گئے تھے۔ مسلم لیگ (ن) کی حکومت نے کراچی میں امن و امان کی صورتحال کو یقینی بنایا اور اب آہستہ آہستہ وہ لوگ اپنے شہر کو لوٹ رہے ہیں۔ پنجاب کو میاں شہباز شریف نے ماڈل صوبہ بنا دیا ہے۔ جبکہ پی ٹی آئی کی حکومت نے کے پی کے کو کھنڈر میں بدل کر رکھ دیا ہے۔ دوسرے نواز شریف نے ووٹ کے تقدس اور جمہوریت کی بقاء کا جو علم اُٹھایا ہے، عوام جوق در جوق اس پرچم کے سائے تلے جمع ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ عدلیہ ایک طرف نواز شریف کی مقبولیت میں اضافے کا باعث بن رہی ہے۔ جس پر پوری مسلم لیگ (ن) کو عدلیہ اور ججز کا شکریہ ادا کرنا چاہیے! بقول غالبؔ

عشق مجھ کو نہیں، وحشت ہی سہی
میری وحشت تری شہرت سہی

ووٹ کا تقدس

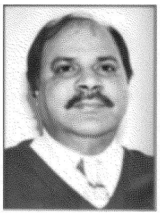

رانا محمد حسن خان

ووٹ کا تقدس بحال کرانے کے لیے آج کل نااہل وزیر اعظم تحریک عدل چلا رہے ہیں۔ جناب نواز شریف تین بار ووٹ کو تقدس نہ دینے کے جرم میں مقررہ مدت ختم ہونے سے پہلے اقتدار سے ہاتھ دھو چکے ہیں۔ ۳۵ برس سے زائد کرسی اقتدار پر براجمان رہنے والا بے آبرو ہونے کے بعد اگر ووٹ کے تقدس کا راگ آلاپ کر تحریک عدل چلاتا ہے تو ووٹر کو سوچنا چاہیے کہ جناب نواز شریف کے دور حکومت میں کیا دو ملین سے زائد شہریوں کو انصاف نہ ملنا ووٹ اور ووٹر کا تقدس تھا؟ اسپتالوں کی حالت زار، جہالت کے قد آور اشجار، آدھی آبادی کا خط غربت سے نیچے زندگی بسر کرنا، کم وبیش ۱۰۰ بلین ڈالر قرض لے کر قوم کو بھکاری بنانا، بجلی، پانی اور گیس کی پیداوار میں اضافہ نہ کرنا، ملاوٹ اور مہنگائی کے طوفان کو نہ روکنا، دہشت گردی کے خاتمہ کے لیے ٹھوس اقدامات نہ کرنا، بد زبان اور بد باطن مولویوں کی زبان کو آئینی لگام نہ دینا، پارلیمنٹ میں ممبران کا نہ جانا اور عوام کی فلاح و بہبود کے لیے قانون سازی نہ کرنا، بچوں اور خواتین کی تذلیل کرنا، پولیس کو اپنا نوکر بنانا، وی وی آئی پی پروٹوکول لینا اور اپنے جیسوں کو دینا، فرقہ واریت کو ہوا دینا، سیاستدانوں کا بکنا اور بیچنا، لاپتہ افراد کو بازیاب نہ کرنا، اخلاقیات کا جنازہ نکالنا، فوج کو اقتدار میں لانے کا جواز فراہم کرنا اور بہت کچھ سے آنکھ چرانا کیا ووٹ اور ووٹر کا تقدس ہے؟ اللہ اہل وطن کو سمجھنے، سوچنے اور عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

لفظ کا کتنا تقدس ہے یہ کب جانتے ہیں
لوگ بس بات بنا لینے کا ڈھب جانتے ہیں

شعروشاعری

''یہ رنگے ہوئے عمامے یہ جھکی جھکی کُلاہیں''

مجروح سلطان پوری

یہ رُکے رُکے سے آنسو ، یہ دبی دبی سی آہیں
یونہی کب تلک خدایا ، غم زندگی نباہیں

کہیں ظلمتوں میں گھر کر، ہے تلاشِ دست رہبر
کہیں جگمگا اُٹھی ہیں مرے نقشِ پا سے راہیں

ترے خانماں خرابوں کا چمن کوئی نہ صحرا
یہ جہاں بھی بیٹھ جائیں وہیں ان کی بارگاہیں

کبھی جادہ ء طلب سے جو پھرا ہوں دل شکستہ
تری آرزو نے ہنس کر وہیں ڈال دی ہیں بانہیں

مرے عہد میں نہیں ہے، یہ نشانِ سر بلندی
یہ رنگے ہوئے عمامے یہ جھکی جھکی کُلاہیں

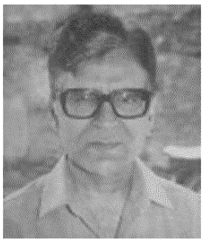

''دوچار دن بعد سب حسب معمول''

عرفان صدیقی

یہ قاعدہ ہے اے شخص مت بھول
مارے گا قاتل چیخے گا مقتول

کچھ ہو رہا ہے دل میں کہ جس کا
احساس معلوم اظہار مجہول

دو چار دن تک محشر کا منظر
دو چار دن بعد سب حسب معمول

نیچے سے اوپر بہتا ہے پانی
یہ جرم تسلیم یہ بات معقول

کیوں کوئی کاٹے اوروں کا بویا
پچھلے نہ دیں گے اگلوں کے محصول

رمزوں میں بولیں عقدے نہ کھولیں
ایسے سخنور عہدوں سے معزول

کھڑکی سے باہر جھانکے تو کیوں کر
چھوٹا ہے بچہ اونچا ہے اسٹول

دل میرا استاد دنیا گزر گاہ
پڑھتا ہوں گھر میں جاتا ہوں اسکول

اسرارالحق مجازؔ تنہا کافی ہاؤس میں بیٹھے تھے کہ ایک صاحب جوان کے روشناس نہیں تھے،ان کے ساتھ والی کرسی پر آ بیٹھے۔کافی کا آرڈر دے کر انھوں نے اپنی کن سری آواز میں گنگنانا شروع کیا۔ احمقوں کی کمی نہیں غالبؔ | ایک ڈھونڈو ہزار ملتے ہیں
مجازؔ نے ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا کہ ''ڈھونڈنے کی نوبت ہی کہاں آتی ہے حضرت! خود بخود تشریف لے آتے ہیں۔''

’’لینے پہ میرے نامِ خدا پر بھی اعتراض‘‘

امتہ الباری ناصر صاحبہ

لینے پہ میرے نامِ خدا پر بھی اعتراض
مسلک پہ اور حجاب و حیا پر بھی اعتراض

کھلنے لگا ہے روئے زمیں پر مرا وجود
اندازِ فکر بندِ قبا پر بھی اعتراض

مٹھی میں لے کے بیٹھ گئے دین کم نظر
لینے پہ میرے نامِ خدا پر بھی اعتراض

ہر تازہ واردات کی برداشت پر بھی حرف
حد ہے کہ اپنی طرزِ جفا پر بھی اعتراض

جھلاّ کے میرے صبر پہ کرنے لگے عدو
میری وفا پہ میری رضا پر بھی اعتراض

خود اپنے ہاتھ ، اپنا ہی دامن تو دیکھتے
کرتے ہیں جو کہ رنگِ حنا پر بھی اعتراض

تھامے ہوئے ہے ہاتھ ہمارا وہ کارساز
جڑ دو جو ہو سکے تو خدا پر بھی اعتراض

قائم ہے گرم موسموں میں کیسے تازگی
اس شہرِدل کی آب و ہوا پر بھی اعتراض

اپنی زمین گھٹنے سے غافل ہے پر مرے
وسعت پذیر ارض و سما پر بھی اعتراض

خود اپنے باغ کی تو حفاظت نہ کر سکے
خوشبو بدوش بادِ صبا پر بھی اعتراض

معبود اور عبد میں حائل ہوئے ہیں یوں
ربّ کے حضور عرضِ دعا پر بھی اعتراض

’’پھر بھی ہم کس طرح بندگی چھوڑ دیں‘‘

جمشیدؔ اعظم چشتی۔ لاہور

کیا کہا ، عرصہِ زندگی چھوڑ دیں؟
سوچنا چھوڑ دیں ، شاعری چھوڑ دیں

وہ ہنسی ، وہ خوشی ، دل لگی تھی فقط
پونچھ لیں چشمِ تر ، عاشقی چھوڑ دیں

آزما بھی چکے ، دل دکھا بھی چکے
ربط بھی توڑ دیں ، ضبط بھی چھوڑ دیں

وہ نہاں ہی سہی ، اک گماں ہی سہی
پھر بھی ہم کس طرح بندگی چھوڑ دیں

یوں نہ ہو دیکھ کر اور تجھے چوم کر
پھول ، خوشبو ہی کیا ، رنگ بھی چھوڑ دیں

عشق کی تلخیاں ، حُسن کی شوخیاں
اب یہ بے وقت کی راگنی چھوڑ دیں

شمّس میں گم ہوا رومی نکتہ داں
دھوپ میں مشعلِ آگہی چھوڑ دیں

اب تو جاتے ہوئے شرم سی آئے ہے
کیوں نہ جمشیدؔ ہم وہ گلی چھوڑ دیں

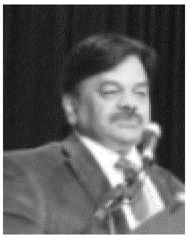

’’غزل کہنا مگر ہر جا غزل خوانی سے بچنا‘‘

خالدؔ عرفان

صحت اچھی نہ ہو تو زلف نسوانی سے بچنا
فشار خوں کے حملے میں نمک دانی سے بچنا

نہ ہو انکم تو بچوں کی فراوانی سے بچنا
غریبی میں فروغ نسل انسانی سے بچنا

بہت مشکل ہے بیگم کی نگہبانی سے بچنا
سمندر میں بھی رہنا اور طغیانی سے بچنا

گزشتہ عہد میں دھوکہ بہت کھایا تم نے
مگر اس بار زرداری و گیلانی سے بچنا

خدا تم کو وزیر بجلی و پانی بنا دے
تو پھر تم صارفین بجلی و پانی سے بچنا

خدا کے گھر میں ویزا کارڈ کا سسٹم نہیں ہے
کریڈٹ کارڈ کے بکرے کی قربانی سے بچنا

تمہیں لاہور کے فٹ پاتھ کا پرمٹ ملا ہے
لہٰذا رائے ونڈ کے قصر سلطانی سے بچنا

تمہیں اے خالدؔ عرفان میرا مشورہ ہے
غزل کہنا مگر ہر جا غزل خوانی سے بچنا

’’زمیں ہوں مَیں بھی مگر تجھ کو آسرا دوں گا‘‘

کلام: محسن نقوی

مَیں دل پہ جبر کروں گا تجھے بُھلا دوں گا
مَروں گا خود بھی تجھے بھی کڑی سزا دوں گا

یہ تیرگی مرے گھر کا ہی کیوں مقدر ہو
مَیں تیرے شہر کے سارے دیئے بجھا دوں گا

ہوا کا ہاتھ بٹاؤں گا ہر تباہی میں
ہرے شجر سے پرندے مَیں خود اڑا دوں گا

وفا کروں گا کسی سوگوار چہرے سے
پرانی قبر پہ کتبہ نیا سجا دوں گا

اسی خیال میں گزری ہے شام درد اکثر
کہ درد حد سے بڑھے گا تو مسکرا دوں گا

تُو آسمان کی صورت ہے گر پڑے گا کبھی
زمیں ہوں مَیں بھی مگر تجھ کو آسرا دوں گا

بڑھا رہی ہیں مرے دُکھ نشانیاں تیری
مَیں تیرے خط تری تصویر تک جلا دوں گا

بہت دنوں سے مرا دل اداس ہے محسنؔ
اس آئنے کو کوئی عکس نیا دوں گا

اُلجھا ہوا رہتا نہیں ماحول ہمیشہ
سلجھائے اگر کوئی ، سلجھ جاتے ہیں حالات

طرفہؔ قریشی

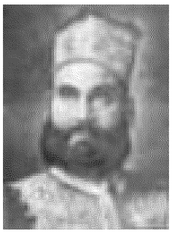

''صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں''

کلام: داغ دہلوی

عذر آنے میں بھی ہے اور بلاتے بھی نہیں　　باعث ترک ملاقات بتاتے بھی نہیں
منتظر ہیں دم رخصت کہ یہ مر جائے تو جائیں　　پھر یہ احسان کہ ہم چھوڑ کے جاتے بھی نہیں
سر اٹھاؤ تو سہی آنکھ ملاؤ تو سہی　　نشہء مے بھی نہیں نیند کے ماتے بھی نہیں
کیا کہا پھر تو کہو ہم نہیں سنتے تیری　　نہیں سنتے تو ہم ایسوں کو سناتے بھی نہیں
خوب پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں　　صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں
مجھ سے لاغر تری آنکھوں میں کھٹکتے تو رہے　　تجھ سے نازک مری نظروں میں سماتے بھی نہیں
دیکھتے ہی مجھے محفل میں یہ ارشاد ہوا　　کون بیٹھا ہے اسے لوگ اٹھاتے بھی نہیں
ہو چکا قطع تعلق تو جفائیں کیوں ہوں　　جن کو مطلب نہیں رہتا وہ ستاتے بھی نہیں
زیست سے تنگ ہو اے داغؔ تو جیتے کیوں ہو　　جان پیاری بھی نہیں جان سے جاتے بھی نہیں

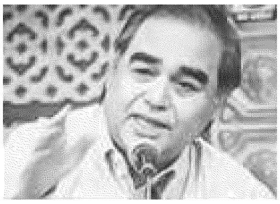

''نہ چپ رہو گے تو کٹ جائے گی زباں دیکھو''

کلام: ابراہیم اشکؔ

مجھے نہ دیکھو مرے جسم کا دھواں دیکھو　　جلا ہے کیسے یہ آباد سا مکاں دیکھو
نہ چاٹ جائے کڑی دھوپ سرخیاں لب کی　　شجر کی چھاؤں کسی گھر کا سائباں دیکھو
محبتوں کی تسلی بہت ضروری ہے　　ستم کے شہر میں اک یار مہرباں دیکھو
کوئی بھروسہ نہیں ابر کے برسنے کا　　بڑھے گی پیاس کی شدت نہ آسماں دیکھو
تمہارا وقت نہیں سچ کے بولنے والو　　نہ چپ رہو گے تو کٹ جائے گی زباں دیکھو
کوئی حسین ابھی راستے سے گزرا ہے　　لگاؤ آنکھ سے قدموں کے جو نشاں دیکھو
ہنر تو روز ہی بکتا ہے چند سکّوں میں　　خرید لے نہ زمانہ تمہیں اماں دیکھو
نہیں ہے تم میں سلیقہ جو گھر بنانے کا　　تو اشکؔ جاؤ پرندوں کے آشیاں دیکھو

ابراہیم اشکؔ

باتبصرہ خبریں

یمن اور عرب اتحادیوں کی جنگ

گزشتہ دنوں سعودی عرب اور اس کے اتحادیوں نے یمنی حوثیوں پر ہوائی حملہ کر کے سات بچوں سمیت بارہ افراد کو شہید کر دیا۔ ۲۵ مارچ ۲۰۱۵ء سے شروع ہونے والی سعودی عرب اور اس کے اتحادیوں کی یمنی حوثیوں کے خلاف جنگ جسے عاصفۃ الحزم (فیصلہ کن طوفان) کا نام دیا گیا ہے اب چوتھے برس میں داخل ہو چکی ہے۔ جنگ شروع کرتے وقت اتحادیوں نے دعویٰ کیا تھا کہ چند ہفتوں میں حوثی باغیوں کا قلع قمع کر دیا جائے گا۔ اتحادیوں کو بے پناہ فوجی قوت رکھنے کے باوجود ابھی تک کامیابی یا فتح کا منہ دیکھنا نصیب نہیں ہوا ہے۔ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ حوثیوں نے ایک سو مربع کلومیٹر کے سعودی علاقوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ حوثی باغیوں کی تعداد ایک لاکھ بتائی جاتی ہے اور ان کے مقابل صرف سعودی عرب کے ایک لاکھ اسی ہزار فوجی برسرپیکار ہیں جنہیں ایک سو سے زائد جنگی طیاروں کی مدد بھی حاصل ہے۔ سعودی عرب کے اپنے اعداد و شمار کے مطابق اس جنگ میں نو سو تراسی فوجی اہلکار مارے جا چکے ہیں۔ واشنگٹن پوسٹ کے مطابق اس جنگ میں ساٹھ اونچے رینک کے فوجی افسران سمیت پچیس سو اہلکار مارے جا چکے ہیں۔ کمزور حوثی باغیوں نے اتحادیوں کے چھ سو پچاس ٹینک تباہ کیے ہیں اور دیگر تباہ ہونے والی بکتر بند گاڑیوں اور دوسری گاڑیوں وغیرہ کی تعداد بے شمار ہے۔ حوثیوں نے میزائل حملے کر کے سعودیوں کا جینا حرام کر دیا ہوا ہے۔ اکثر میزائلوں اور ڈرون طیاروں کی قیمت فقط تین سو ڈالر ہوتی ہے اور انہیں تباہ کرنے کے لیے سعودیوں کو ایک پیٹریاٹ میزائل پر تین ملین ڈالر خرچ کرنے پڑتے ہیں۔ حوثی ایک سو سے زائد بیلسٹک میزائل بھی استعمال کر چکے ہیں ایک میزائل کو روکنے کے لیے نوے ملین ڈالر خرچ ہوتے ہیں۔

صرف سعودی عرب تین برسوں میں دو سو سولہ ارب ڈالر آگ و خون کے کھیل کی نذر کر چکا ہے۔ اس بے ہودہ اور جاہلانہ جنگ کے یومیہ اخراجات کم و بیش دو سو ملین ڈالر ہیں۔ اس جنگ نے سعودی عرب کو معاشی طور پر تباہی کے کنارے تک پہنچا دیا ہے۔ سعودی تاریخ میں پہلی بار بجٹ خسارہ ۱۹۵ بلین ڈالر ہوا ہے۔ قرضوں کا حجم ایک سو دس بلین ڈالر تک پہنچ گیا ہے یاد رہے پاکستان کا قرضوں کا حجم نوے بلین ڈالر سے بھی بڑھ گیا ہے۔ امریکی جریدے فارن پالیسی کے جاری کردہ اعداد و شمار کے مطابق یمن جنگ پر سعودی اخراجات ۷۲۵ ارب ڈالر سے تجاوز کر چکے ہیں۔ برطانوی صحافی راجر بوئز نے ٹائمز میں شائع ہونے والے اپنے کالم میں سعودی عرب کو مشورہ دیا ہے کہ ’’ اس سے پہلے کہ یمن، سعودی عرب کے لیے ویتنام ثابت ہو، وہ اس دلدل سے نکلے جو اس کے لیے بہتر ہے۔ ورنہ سعودیہ کو ایسا نقصان پہنچ سکتا ہے، جس کے بعد وہ اٹھنے کے قابل بھی نہیں رہے گا۔‘‘ اور یہی مشورہ ہمارا بھی ہے۔

مقبوضہ کشمیر میں بھارتی مظالم

بھارتی فوج نے ریاستی غنڈہ گردی کرتے ہوئے گزشتہ دنوں ضلع اسلام آباد، شوپیاں اور اننت ناگ میں ۱۷ معصوم کشمیریوں کو شہید کر دیا اور ۲۰۰ سے زائد کشمیریوں کو زخمی کر دیا تھا۔ کشمیر کی مکمل آزادی کی خواہش اب تک کم و بیش ایک لاکھ کشمیریوں کی جان لے چکی ہے اور ہزاروں خواتین کی عصمت دری ہو چکی ہے۔ جب چند کشمیری شہید ہوتے ہیں تب پاکستان کو اقوام متحدہ میں پاس کی جانے والی قراردادیں یاد آ جاتی ہیں، اور کشمیر کے نام پر سیاست کرنا سوجھتا ہے۔ ۱۹۴۸ء میں پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ چوہدری ظفر اللہ خان کی زبردست کوششوں اور معاملہ فہمی کی بدولت دو قراردادیں اقوام متحدہ میں منظور ہوئی تھیں۔ ان قراردادوں میں کشمیریوں کے حق خودارادیت کو تسلیم کیا گیا تھا۔ ان قراردادوں پر عمل نہ ہونے کی سب سے بڑی وجہ چوہدری ظفر اللہ خان کے بعد ان جیسا قد آور وزیر خارجہ کا نہ ہونا ہے۔ وزارت خارجہ نے آج تک صرف باتیں کی ہیں، کوئی ٹھوس کام نہیں کیا۔ ہر دفعہ بھارتی ظلم کے بعد چند دن افواج پاکستان، سیاست دان، مولوی اور عوام شور مچا کر سو جاتے ہیں۔ فلسطین کے مسئلہ پر اسلامی دنیا کا ردعمل بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔

دو چار دن تک محشر کا منظر
دو چار دن بعد سب حسب معمول

اب وقت آ گیا ہے کشمیری عوام دوسروں کے ہاتھوں میں کھیلنے کی بجائے ایسی پالیسی ترتیب دیں جس سے معصوم لوگوں کی شہادتوں اور باعصمت کشمیری خواتین کی عصمتوں کا تحفظ یقینی ہو۔

RH ACCIDENT CLAIM SERVICES LTD

Give us a call on 020 3674 7909

RH ACCIDENT CLAIM SERVICES LTD

free professional, friendly and confidential advice

24 Hours Phone Service - 7 Days a Week DIAL 07792998973

Have you been injured in an accident that wasn't your fault?

If so, we're here to help

REPLACEMENT CAR WITHIN 24 HOURS

Loss of earnings - Protection of no claim - storage and recovery - personal injury - replacement car

Road Accident

Personal Injury

Accident at Work

Fall, Slip & Trip

Personal Injury Specialist

No win No fee

2 London Road, SM4 5BQ Morden - Surrey
Opening Hours: Mon-Fri 10:00 - 17:00
Tel. 020 3674 7909 Mob. 077 9299 8973
Email: info@rhacs.co.uk

Welcome to

ZheGerman

Not Just Different But Better

Meal Deals

Doner Kebab Meal

Doner Kebab with Fries
£7.99

Buy One Get One Free

11 inch Hamburg
£10.99

Lunch Meal Deal

Any 7inch Pizza with Drink
£3.99

Doner Kebab
£.5.99

Party Pizza
£.19.99

Sides - Fries
£.1.00

Our Menu Dishes

Delivery Starts Only After 5PM

http://zhegerman.co.uk

About Us

Order food online in Morden! It's so easy to use, fast and convenient. Try our new, online website which contains our entire takeaway menu. The Zhe German is located in Morden, London Borough Of Merton. You can now order online, all your favourite dishes and many more delicious options, and have them delivered straight to your door in no time at all.

Here at Zhe German we are constantly striving to improve our service and quality in order to give our customers the very best experience. As a result, we are finally proud to unveil and introduce our latest improvement, our new online ordering website! You can now relax at home and order your favourite, freshly prepared meals from Zhe German, online. You can even pay online!

Zhe German in Morden will always be offering great food at affordable prices. Please feel free to browse our new website and place your order online. Remember to check our new online ordering site to get up to date prices and exclusive special offers, limited to our online customers only! Thank you for visiting Zhe German in Morden, London Borough Of Merton. We hope you enjoy our online ordering website and your food.

Open 7 Days A Week
12.00 PM - 03.00 AM

Free Delivery
Minimu Order £10

Zhe German
63 St Helier Avenue,
Morden London
Borough Of Merton,
SM4 6HY